احسن البیان
فی
مقدمۃ القرآن

مؤلف

اشفاق الرحمن صاحب دہلوی
مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

مع وظائف خواص نقوش
سورۃ القرآن الرحیم

ناشر شیخ احمد حسین تاجر کتب دہلی

احسن البیان فی مقدمۃ القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا فتحدّی باقصر سورۃ من سورہ مصاقع الخطباء من العرب العرباء فلم یجدہ قدیرا وافحم من تصدی لمعارضتہ من فصحاء عدنان وبلغاء قحطان حتی حسبوا انہم سحروا تسحیرا ثم بین للناس ما نزل الیہم حسبما عن لہم من مصالحہم لیتدبروا ایاتہ ولیتذکر اولوا الالباب تذکیرا فکشف قناع الانغلاق عن ایات محکمات ہن ام الکتاب واُخر متشابہات ہن رموز الخطاب تاویلا وتفسیرا وابرز غوامض الحقائق ولطائف الدقائق لیتجلی لہم خفایا الملک والملکوت وخبایا القدس والجبروت لیتفکروا فیہا تفکیرا ومہد لہم قواعد الاحکام واوضاعہا من نصوص الایات والماعہا لیذہب عنہم الرجس ویطہرہم تطہیرا فیا واجب الوجود ویا فائض الجود ویا غایۃ کل مقصود صل علیہ صلوٰۃ توازی غناءہ وتجازی عناءہ وعلی من اعانہ وقرر تبیانہ تقریرا وافض علینا من برکاتہم واسلک بنا مسالک کراماتہم وسلم علیہم وعلینا تسلیما کثیرا ۔

نزول قرآن

قرآن مجید نہایت پاکیزہ اور مقدس کتاب ہے۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اُس نے اپنے بہترین پیغمبر احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الف صلوٰۃ وازکی تحیۃ پر نازل کیا۔ اور جس سے اسلام کی بنا ہوئی۔ جس نے اتباع کی وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوا۔ اور جس نے سر مو روگردانی کی یا ذرہ برابر سرکشی کی وہ اس مقدس جماعت سے خارج ہو کر خدائے قدوس کے باغیوں میں شامل ہوا۔ اور قرآن پاک کو اور کلاموں پر ایسی ہی فضیلت اور بزرگی ہے جیسی خداوند تعالیٰ کو تمام مخلوقات پر اسلئے کہ قرآن خدا کا کلام ہے تو جو فضیلت خدا کے بزرگ کو مخلوق پر ہے یقیناً وہی فضیلت کلام خداوندی کو مخلوق پر ہوگی ۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک جب چالیس سال کا ہوا اُس وقت حضورؐ کو خلعت نبوت عطا ہوا۔ اور تاج رسالت حضورؐ کے سر مبارک پر رکھ کر آپ کو انبیاء علیہم السلام کی سرداری مرحمت ہوئی۔ اور اسی زمانہ سے نزول قرآن کی ابتدا بھی ہوئی۔ اور وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ومصالح تیئیس ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا کیونکہ بعد بعثت آپ کا قیام دس ۱۰ سال تک مکہ مکرمہ میں رہا اور تیرہ ۱۳ سال مدینہ منورہ میں۔ اور صحیح قول کے مطابق تریسٹھ سال کے سن شریف میں آپنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی ۔

دیگر کتب سماوی کی طرح پورا قرآن کریم ایک ہی مرتبہ نازل نہیں ہوا۔ جیسا کہ زبور، توریت اور انجیل۔ کہ یہ سب کتابیں ایک ہی مرتبہ ماہ رمضان المبارک میں بالاتفاق نازل ہوئیں ۔

قال الحافظ فی شرح الصحیح قد اخرج احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن واثلۃ بن الاسقع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انزلت التوراۃ لست مضین من رمضان والانجیل لثلاث عشرۃ مضت منہ والزبور لثمان وعشرین مضت منہ والقرآن لاربع وعشرین مضت منہ الخ	حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے کہ احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں واثلہ بن الاسقع سے بیان کیا ہے کہ توریت چھٹی ۶ رمضان کو اور انجیل تیرھویں ۱۳ کو اور زبور اٹھارھویں کو اور قرآن حکیم چوبیسویں ۲۴ کو نازل ہوا ۔

صحیح یہ ہے کہ بعد نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان شریف کی شب قدر میں (اور یہی مقصود ہے اُن آیات کا جن میں نزول قرآن کا وقت ماہ رمضان فرمایا گیا ہے) پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اِس آسمان پر جسکو ہم دیکھ رہے ہیں حسب الحکم رب العزت نازل ہوا۔ اور بعد اسکے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جس وقت اور جس قدر

۱؎ ترجمہ: سب تعریفیں ایسے خدا کے لیئے ثابت ہیں کہ جس نے قرآن کو اپنے بندہ پر نازل کیا تاکہ وہ بندہ تمام جہانوں کے لیئے نذیر ہو جائے تو اُس بندہ نے ایک چھوٹی سی سورۃ سے عرب کے بڑے بڑے خطباء کے مقابلہ کر کے کسی کو اُس جیسا بنانے پر قادر نہ پایا۔ اور فصحائے عدنان اور بلغائے قحطان میں سے جس نے مقابلہ کرنا چاہا اسکو ساکت کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ یہ سمجھ گئے کہ ہم پر جادو کیا گیا۔ پھر آپ پر جو کچھ جس قدر نازل ہوا تھا اُنکے مصالح سے بیان کیا تاکہ وہ آیات میں تدبر کریں اور تاکہ عقلاء نصیحت قبول کریں اور تاویل وتفسیر کے ساتھ آیات محکمات سے جو اصل کتاب ہیں اور متشابہات سے جو رموز خطاب ہیں انغلاق وانسداد کے پردے کھول دیئے۔ اور حقائق کے غوامض اور دقائق کے لطائف کو ظاہر کر دیا تاکہ ملک اور ملکوت کی پوشیدہ باتیں اور قدس جبروت کے راز کھل جائیں اور تاکہ خوب غور کریں ... قواعد احکام کو تصریحات اور قسام احکام کو اشارات آیات سے بیان کیا تاکہ ناپاکی اُن سے دور کر کے خوب پاک کر دیں۔ اے وہ ذات جس کا وجود ضروری ہو اور اے جود کے پہنچانے والے اور اے ہر مقصود کی ... اور وہ بھیجو جو اُنکے غنا اور مشقت کے برابر ہو اور اُنپر بھی درود نازل فرمایئے جنہوں نے حضورؐ کی اعانت کی اور آپکے بیان کی کافی تقریر کی اور اُنکی برکات ہمپر پہنچا اور ہمکو اُنکی راہ کرامات پر چلا اور ... اُ

...نے یہ مقدس کلام بعینہٖ بے کم و کاست اور بلا تغیر و ت...

...بھی دس دس آیتیں اور کبھی پوری پوری سورتیں۔ بس اسی کو... ...ہیں ضروری نہیں بلکہ نزول...
اور کبھی بلا واسطہ، کبھی بیداری اور کبھی خواب میں ہوتا ہے۔ اس لیے کو وحی ... مخفیہ حالت میں مطلع کرنے کو کہتے ہیں۔ اور شریعت میں خدا کی ...
شرائع کی اطلاع کا نام وحی ہے۔ اور کبھی جو وحی نازل ہو یعنی اُوحِی پر بھی وحی کا اطلاق آتا ہے۔

نزول تدریجی

قرآن کے نزول تدریجی میں علما نے مختلف حکم لکھے ہیں

(۱) تاکہ فرشتہ وحی لیکر بار بار نازل ہوتا رہے اور اس سے نزول وحی کی برکت کی تجدید رہے۔ اور روحانی نورانیت و قوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادتی سرور کا سبب بنے اور یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث صحیح کے موافق رمضان شریف میں اجود ہوتے تھے۔ کیونکہ رمضان ہی میں جبرئیل علیہ السلام کا نزول بکثرت ہوتا تھا۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ امی تھے۔ اس لیے تھوڑا تھوڑا قرآن نازل فرمایا گیا تاکہ بسہولت پورے طور پر حفاظت ہو سکے۔ برخلاف دیگر انبیاء علیہم السلام کے وہ امی نہ تھے۔ اس بنا پر ان کو تدریجی نزول کی حاجت ہی نہ تھی۔ لہٰذا اُن کو پوری کی پوری کتابیں ایک ہی مرتبہ مل گئیں۔

(۳) قرآن کو بدفعات نازل کرنے میں خدائے قدوس کی یہ حکمت بھی تھی کہ قرآن میں بعض وہ آیات ہیں جو کسی سائل کے جواب میں ہیں اور بعض کسی فعل کے انکار میں اور بعض آیات وہ بھی ہیں جو ایک وقتی ضرورت اور حاجت کے لیے نازل ہوئی تھیں۔ پھر ضرورت رفع ہو جانے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو اُن کا تغیر و تبدل منظور تھا ان امور کی رعایت اور اُن مصالح کا لحاظ تدریجی نزول ہی ہو سکتا تھا۔ اس لیے حضور پر قرآن تدریجاً نازل فرمایا گیا۔ اگرچہ آسمانِ دنیا پر سب کا سب مجتمعاً ایک ہی مرتبہ نازل ہو گیا تاکہ حضور کے خلعت نبوت اور شرافت کی اطلاع اہل سماوات کو بھی ہو جائے۔

وحی کی حقیقت

لغت میں وحی کے معنی آہستہ اور اشارتاً بات کا کسی کے دل میں ڈال دینا ہے۔ لیکن اصطلاح شرع میں وحی وہ خدا کا پیغام والقا ہے جو نبی کی طرف ہو۔ عام ہو کہ بتوسط ملائکہ ہو یا بلا توسط۔ قرآن اور دیگر کتب سماویہ اسی معنی کے اعتبار سے وحی ہیں۔ لیکن قرآن کی وحی اور دیگر کتب کی وحی میں اس قدر فرق ہے کہ قرآن کے معنی اور الفاظ دونوں وحی کے ذریعہ سے نازل ہوئے ہیں برخلاف دیگر کتب سماویہ کے کہ اُنکے مطالب وحی شدہ ہیں۔ اور الفاظ غالباً اُن انبیا علیہم السلام کی طرف سے تھے۔ شرع محمدی میں اس قسم کی وحی کو وحی غیر متلو اور قسم اول کو وحی متلو کہتے ہیں۔ احادیث تو وحی غیر متلو ہیں اور قرآن وحی متلو۔

بندہ پر جب نور ملکیت اور نور بصیرت سے عالم غیر محسوس کی اشیا رو کھلائی دینے لگیں اور اسکی نظر موجودات کو احاطہ کرتے ہوئے اپنے خالق تک پہنچے تو اسکی چند صورتیں ہوتی ہیں:۔

(۱) یہ کہ خدائے عزوجل کو اچانک بغیر حجاب کبریائی کے دیکھے اور اس حالت میں اس سے دوبدو باتیں کرے۔ یہ امر تو بشر کے لیے ناممکن اور ممتنع ہے البتہ مرنے کے بعد یا دار آخرت میں بیشک ممکن ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ الآیہ۔ اسی لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جب رویت کی درخواست کی تو ارشاد ہوا لَنْ تَرَانِيْ کہ تو مجھے عیاناً نہیں دیکھ سکتا۔ اور اسی کی تائید میں یہ آیت ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کہ اسکو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور وہ ابصار کو دیکھتا ہے قال السعدی ؎ بشر ماورائے جلالش نیافت ✤ بصر منتہائے جمالش نیافت ✤ ان آیات کو عالم آخرت پر محمول کرنا جیساکہ معتزلہ کرتے ہیں غلط فہمی ہے۔ اور سورۂ والنجم کے اندر شب معراج میں رویت کی نسبت جو آیات وارد ہوئی ہیں اُن کی تفسیر میں علما بلکہ صحابہؓ بھی مختلف ہیں کہ آیا رویت الٰہیہ مراد ہے یا رویت جبرئیلیہ۔ لیکن صحیح مسلم میں رویت جبرئیلیہ کی تفسیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً منقول ہے۔ اذا جاء نصر اللہ بطل فهم العقل۔ اور بخاری کی حدیث سے جو شبہ پڑتا ہے کہ آیات رویت قرب و تدلّی حق تعالیٰ پر محمول ہوں سو اس حدیث کی سند میں شریک راوی ہیں جن کو نووی نے غیر حافظ کہا ہے۔

(۲) حجاب کبریائی اور پردہ نورانی میں خدا کو دیکھے اور اس سے کلام کرے۔ پھر عام ہے کہ یہ حالت اُنپر بیداری میں پیش آئے یا خواب میں۔ اسی کی قسم کو حق تعالیٰ نے اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ سے ارشاد فرمایا ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ انبی کے پاس فرشتہ یعنی جبرئیل امین کو بھیجدے۔ پھر عام ہے کہ جبرئیل اپنی صورت میں دکھلائی دیں یا اور کسی قالب میں ظہور فرمائیں اور خدا کا کلام نبی تک پہنچائیں۔ چنانچہ بخاری نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی کیفیت دریافت کی تو حضور نے فرمایا۔ احیاناً یاتینی مثل صلصلة الجرس وهو اشده علی فیفصم عنی وقد وعیت عنه ما قال واحیانا یتمثل لی الملك رجلا ... فاعی ما یقول قالت عائشة ولقد رأیته ینزل علیه الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنه وان جبینه لیتفصد عرقا ... نے دو صورتیں بیان فرمائیں۔ اوّل یہ کہ زنجیر جیسی آواز آتی ہے اور وہ مجھ پر سخت تر ہوتی ہے اور اس حالت کے بعد جو کچھ فرمایا جاتا ہے وہ مجھے خوب یاد رہتا ہے

دوئم یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں آکر مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں محفوظ رکھتا ہوں +

وحی کی قسمیں

علماء نے وحی کے متعدد طریقے احادیث سے استخراج کیئے ہیں (۱) فرشتہ وحی لیکر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو۔ یہ کیفیت متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ (کمافی صحیح البخاری ومسند احمد) اور یہ قسم وحی کی سب سے زیادہ سخت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وحی سے بیحد تکلیف ہوتی تھی حتیٰ کا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب کبھی ایسی وحی آتی ہے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ اب جان نکل جائے گی۔ (۲) فرشتہ دل میں کوئی بات ڈالدے۔ کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان روح القدس نفث فی روعی اخرجہ الحاکم۔ کہ جبریلؑ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی (۳) فرشتہ آدمی کی صورت میں آکر ہمکلام ہو۔ کمافی الصحیح واحیاناً یتمثل لی الملک رجلاً فیکلمنیہ۔ یہ قسم بہت آسان تھی۔ اسمیں تکلیف نہ ہوتی تھی۔ (۴) اللہ تعالیٰ بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائے۔ جیساکہ شب معراج میں ہوا۔ (۵) حق تعالیٰ خواب میں کلام فرمائے۔ یہ قسم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ (۶) فرشتہ حالت خواب میں آکر کلام کرے۔ مگر اخیر دو قسموں کی وحی سے کلام مجید خالی ہے۔ تمام کلام مجید صرف حالت بیداری میں نازل ہوا ہے۔ گو بعض علماء نے سورہ کوثر کو اخیر قسم سے قرار دیا ہے مگر چونکہ محققین نے اسکو رد کیا ہے اس لیئے یہ قابل قبول نہیں +

جب وحی کی اقسام ذہن نشین ہو چکیں تو یہ امر بھی خیال فرمالیجئے کہ نزول وحی کسی حالت، کسی وقت، اور کسی مکان کے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ مکہ، مدینہ، سفر، حضر، جلوت، خلوت، رات، دن۔ کل اوقات اور حالات میں نزول وحی ہوا ہے۔ اور نزول وحی حضورؐ کے اختیار اور بس میں بھی نہ تھا۔ کبھی وحی متصل آتی تھی اور کبھی مدت دراز تک منقطع رہتی تھی۔ انقطاع وحی کے زمانہ میں حضورؐ کی وہ کیفیت ہوتی تھی جس کو ارباب سلوک قبض سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی دل کی رکاوٹ اور الجھن جسکو بے چینی لازم ہے۔ حضور نزول وحی کے وقت الفاظ وحی کے اعادہ میں عجلت فرماتے تھے۔ اور ادھر کیفیت نزول وحی زائل ہوئی اور آپنے کسی پڑھے لکھے کو بلوا کر وحی کو لکھوا دیا۔ اور اسکے علاوہ الفاظ وحی فوراً ہی زبان زد صحابہ بھی ہو جاتے تھے۔ حضورؐ کے زمانہ میں کتابت کا رواج بھی ابتدائی حالت میں تھا۔ اس لیئے وحی کبھی ہرن کی جھلی اور اونٹ کی ہڈی اور کبھی کھجور کے پٹھوں پر لکھی جاتی تھی +

نسخ

نسخ کے معنی لغت میں کسی چیز کا دوسری چیز سے مٹا دینا ہے۔ جیسے حق تعالیٰ فرماتے ہیں فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان۔ علامہ سیوطی نے نسخ کے معنی ازالہ اور تبدیل اور تحویل کے لکھے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ نسخ کے لغوی معنی کسی چیز کا دوسری چیز سے مٹا دینا یا بدل دینا ہو چنانچہ کہتے ہیں۔ نسخت الریح آثار القوم اذا عدمت ونسخت الشمس الظل اذا عدم۔ (کبیر) +

اسلام کا دعوےٰ ہے کہ قرآن میں احکام کی بابت نسخ ہوا ہے۔ مخالفین اسلام نے بے سمجھے بوجھے غل مچا دیا اور سب سے بڑا اعتراض اسلام پر اسی کو قرار دیا کہ اس سے خدا کی تقدیس میں فرق لازم آتا ہے۔ کیا اُسکو پہلے سے معلوم نہ تھا جو بعد میں اسکی اصلاح کی۔ اور مسلمان کہتے ہیں کہ کتب سابقہ توریت و انجیل وغیرہ قرآن نے منسوخ کردی ہیں۔ بھلا کہیں آسمانی احکام اور علوم جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت الہام ہوئے ہیں منسوخ ہو سکتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ آسمان اور زمین ٹل جاینگے مگر توریت کا ایک نقطہ بھی نہ ٹلیگا۔ اور میں توریت کی تکمیل کرنے آیا ہوں نہ کہ مٹانے۔ مگر یہ نبی عربی سب کو مٹانے آئے ہیں۔ یہ دو اعتراض ہیں۔ اوّل میں تو آریہ وغیرہ سب شریک ہیں۔ اور اسکو بڑے طعن آمیز الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ دوسرا اعتراض خاص عیسائیوں کا ہو وہ اسکو بڑی طول طویل تقریر میں نہایت زور سے کر بیان کرتے ہیں +

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہو کہ معترض نے ابتک نسخ اور بدء میں امتیاز نہیں کیا۔ بدء اسکو کہتے ہیں کہ کوئی بات پہلے معلوم نہ ہو بعد میں معلوم ہو جائے البتہ یہ بات شان تقدیس کے خلاف ہے اسکے مسلمان ہرگز قائل نہیں۔ برخلاف نسخ کے کہ اسمیں اوّل سے علم ہوتا ہے۔ مثلاً معلوم ہو کہ بالفعل مریض کو یہ نسخہ مفید ہے۔ اور بعد میں حسب مرض اور حسب مصلحت اُسمیں یہ تغیر کیا جائے گا۔ اس سے حکیم کی حذاقت اور علم میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔ اگر حکیم کسی مریض کے لیئے مصلحت وقت اور مناسب مرض خیال کرکے کوئی نسخہ تجویز کرے اور بعد میں مرض اور مصلحت وقت بدل جانے پر نسخہ بدل دے اور دوسرا نسخہ تجویز کردے تو یہ اُس کے لیئے عیب نہ ہوگا۔ ایسا فعل جاہل کر سکتا ہے کہ اُسکو کہیں سے کوئی پرانا نسخہ ہاتھ لگ گیا۔ اور وہ نہ زمانہ کی حالت کا خیال کرتا ہے نہ مریض کی حالت کو دیکھتا ہے ہر موقع پر اُسی نسخہ کو تجویز کر دیتا ہے پس تغیر و تبدل کا سبب جہل اور لاعلمی ہی ہمیشہ نہیں ہوتی بلکہ بہت شکلوں اور کثیر امثلہ میں مصلحت وقت وضرورت اور استعداد و قابلیت بھی اس تغیر و تبدل کو مقتضی ہوا کرتی ہے۔ اس لیئے خداوندی تغیرات میں بھی یہی صورت ہے +

زمانہ کی رفتار اور اُسکے تغیرات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا اُس قوم وملک کے لیئے وہ قوانین جو اُن کی جاہلیت اور سرکشی میں تجویز ہوئے تھے انکی علمی روشنی اور اطاعت کے زمانہ میں مناسب خیال کیئے جا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اسی لیئے خدا تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش انسان سے آخر تک بار بار الہام کیا۔ یکے بعد دیگرے انبیاء بھیجے۔ خدائے علیم و حکیم کوئی جاہل وید، حکیم نہیں کہ ابتدائے آفرینش انسان میں تو ایک چھوڑ چار رشیوں پر چار کتابیں الہام کردیں جن میں بے تکے مضامین ہوں جن میں انسانی سعادت وشقاوت کا کچھ بھی بیان نہ ہو۔ نہ اشیاء کی حلت وحرمت، نہ طہارت ونجاست، نہ عبادت ونجات کا دستور العمل، نہ عقائد کی تشریح، نہ

عملیات میں احکام کی توضیح ہو۔ پھر ایک کتاب دوسری کتاب کا نہ تکملہ نہ تشریح۔ بلکہ بے جوڑ۔ اور پھر ہر ایک منتروں میں نہ انتظام اور نہ کوئی مناسبت۔ نہ اُس زبان کی جس میں وہ ہوں کوئی رعایت۔ اور پھر جب انسان دنیا میں پھیلیں اور اُن کو نئی نئی ضرورتیں پیش آئیں۔ جن کے لیے تقدیم پارینہ کچھ بھی کارآمد نہ ہو سکیں چپ بیٹھا رہے۔ اور اس جاہل وید کی طرح اس مہمل نسخہ کے استعمال کا حکم دیا کرے۔ اور نسخہ کے طرفدار کھینچ تان کر اسکی تاویلیں کرکے اُس میں جھوٹے فوائد بتایا کریں یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ نہ یہ اُس رحیم و کریم، قادر و علیم کی شان ہے ❖

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس معترض نے ابھی نسخ کے معنی نہیں سمجھے۔ کاش کسی اصول کی کتاب کو پہلے دیکھ لیتا۔ یا کسی مسلمان عالم سے دریافت کر لیتا تو نہ اعتراض کی نوبت آتی۔ نہ اس اعتراض کے انہیں پر الٹ پڑنے سے شکل پڑتی۔ مگر ان کی غرض تو خواہ مخواہ اسلام پر اعتراض کر دینا ہے خواہ وہ اعتراض پڑے یا نہ پڑے۔ اندھے کا لٹھ ہے۔ گھما دینے سے غرض خواہ الٹ کر اُسی کے ہاتھ پاؤں پر جا پڑے ❖

واضح ہو کہ جس قدر علوم و معارف ذات و صفات حق سبحانہٗ کے متعلق ہیں۔ اور جس قدر قصص و واقعات حضرات انبیاءؑ نے فرمائے ہیں۔ اور جس قدر امور متعلقہ ذات و صفات ہیں۔ یا قیامت وغیرہ۔ ان سب نظریات میں کبھی نسخ نہیں ہوتا۔ نہ اہل اسلام اسکے قائل۔ ان معنی میں نہ توریت منسوخ ہو نہ انجیل نہ اور کوئی الہامی کتاب۔ نہ ان باتوں میں نسخ ہو سکتا ہے۔ صرف احکام عملیہ میں۔ اور احکام عملیہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصول۔ جیسے نماز یعنی خدا کی پرستش۔ زکوٰۃ۔ خیرات۔ صدقات روزہ۔ نفس کو اسکے شہوات سے روکنا۔ یا مکارم اخلاق۔ اسی طرح ممنوعات میں وہ چیزیں جو انسان کی روح پر تاریکی پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً زنا۔ ظلم۔ قتل۔ جھوٹ بولنا بت پرستی وغیرہ وغیرہ۔ ان میں بھی نسخ نہیں نہ اسکے مسلمان قائل۔ ان امور میں جملہ شرائع انبیاء علیہم السلام ابدی ہیں۔ اور ان سب باتوں میں جملہ انبیاء علیہم السلام متفق ہیں۔ سب کا ایک ہی طریقہ اور ایک ہی شریعت ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (شوریٰ رکوع ۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (انعام رکوع ۹) ❖

دوم فروع عملیات یعنی احکام کے قوالب و صورتیں۔ انہیں البتہ حسب ضرورت وقت اور بلحاظ اقوام ضرور نسخ ہوا ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ مثلاً نماز کسی نبی کے عہد میں صرف دعا و تسبیح و تہلیل تھی۔ اخیر نبی کے عہد میں اسمیں رکوع و سجود وغیرہ شرائط و ارکان قائم ہو گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام جو فرماتے ہیں کہ میں توریت کو منسوخ کرنے نہیں آیا۔ وہ قسم اول اور نظری باتوں کی نسبت فرماتے ہیں سو قرآن بھی یہی فرماتا ہے۔ رہا فروع کا اختلاف حسب موقع۔ سو اُس کا تو نہ کوئی یہودی انکار کر سکتا ہے اور نہ کوئی عیسائی۔ بشرطیکہ وہ توریت و انجیل کا قائل بھی ہو کیونکہ فروع میں نسخ اُنکے یہاں بھی ثابت ہے جسکے نظائر یہ ہیں:۔

(۱) آدم علیہ السلام کے عہد میں بہن بھائی کا نکاح درست تھا۔ بلکہ حضرت سارہؑ حضرت ابراہیمؑ کی علاتی بہن تھیں۔ جیسا کہ توراۃ سفر تکوین کے بیسویں باب میں ہے حالانکہ یہ حکم حضرت موسیٰؑ کے عہد میں منسوخ ہو گیا۔ اور بمنزلہ زنا کے قرار دیا گیا۔ جیسا کہ سفر احبار کے اٹھارھویں باب میں ہے ❖

(۲) نوح علیہ السلام کے عہد میں زمین پر چلنے والے کل جانور حلال تھے جیسا کہ سفر تکوین کے نویں باب میں ہے۔ مگر حضرت موسیٰ کے عہد میں بہت سے حرام ہو گئے۔ جن میں خنزیر بھی ہے۔ ملاحظہ ہو سفر احبار کا گیارھواں باب ❖

(۳) حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں دو حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کر لینا درست تھا۔ چنانچہ لیا اور راحیل دو حقیقی بہنیں ایک وقت میں حضرت یعقوبؑ کے نکاح میں تھیں جیسا تکوین کے انتیسویں باب میں ہے۔ پھر یہ نکاح حضرت موسیٰؑ کے عہد میں حرام ہو گیا۔ دیکھو سفر احبار کا اٹھارھواں باب ❖

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بہت سے جانور حرام تھے۔ ختنہ اور تعظیم سبت وغیرہ فرض تھی۔ اور ان کی بہت تاکید تھی۔ اور انکو ابدی بھی بتایا تھا مگر موسیٰؑ کی اس تمام شریعت کو حواریوں نے یک لخت منسوخ کر دیا۔ صرف چار حکم باقی رکھے۔ ذبیحہ صنم۔ خون۔ گلا گھونٹا ہوا جانور۔ زنا۔ جیسا کہ نامہ حواریان کے پانچویں باب میں مذکور ہے۔ پھر چند روز کے بعد پولوس مقدس نے جسکے مذہب پر تمام عیسائی چلتے ہیں۔ زنا کے سوا اُن کو بھی منسوخ کر دیا (نامہ حواریان باب ۵) مگر جب اسپر بھی کوئی سزا قائم نہ رکھی تو گویا اس کی بھی ایک معنی سے اجازت دیدی۔ اس سے بڑھکر یہ ہے کہ پولوس مقدس نے موسیٰؑ کی تمام شریعت اور کتاب کو جسے پرانے عہد نامہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کمزور اور بے فائدہ سمجھکر اُٹھا دیا۔ (ملاحظہ ہو پولوس کا وہ خط جو اہل اغلاطیہ کو لکھا ہے اس کا تیسرا باب) اور اسمیں حضرت مسیح علیہ السلام کا لوگوں کے بدلے میں ملعون ہونا بھی لکھا ہے۔ اور پیشوائے فرقہ پروٹسٹنٹ مارٹین لوتھر تو بدکاری کرنے اور شریعت سے آزاد رہنے کا حکم دیتا ہے ❖

عیسائی اس مقام پر لاجواب ہو کر ایک توجیہ کیا کرتے ہیں کہ موسیٰؑ کی رسمی شریعت کی مسیح کے آنے سے ضرورت نہ رہی۔ البتہ اخلاقی شریعت واجب العمل ہے اور وہ اخلاقی شریعت کیا ہے صرف مسیحؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ سمجھنا اور ان باتوں پر ایمان لانا۔ یہی تو مسلمان بھی کہتے ہیں کہ بعض شرائع سابقہ رسمی ہونے کے سبب واجب العمل نہیں رہیں۔ اور یہی وہ نسخ ہے جسکے مسلمان قائل ہیں۔ بات تو ایک ہی ہے۔ پھر اس پہ اعتراض کرنا اپنے ہی اوپر اعتراض کرنا ہے۔ اور اس تیشہ سے جسکو اسلام پر چلاتے تھے اپنے ہی مذہب اور پولوس وغیرہ کے اقوال کو جڑ پیڑ سے اکھاڑنا ہے۔ جنہوں نے (باوجودیکہ حضرت مسیحؑ اس کا ایک شوشہ بھی مٹانے نہیں آئے تھے) اُسکے ورق اور ابواب بلکہ کتاب ہی مٹا دی۔ یہ تو نسخ نہیں نہ اس میں کوئی عیب؟ مگر جو مسلمان کہتے ہیں وہ نسخ ہے اور اُسپر طعن۔ عجب انصاف ہے ❖

قرآن کے احکام میں بھی نسخ ہے

ابو مسلم وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ ہرگز نہیں۔ نہ احکام میں نسخ واقع ہوا ہے اور نہ آیات کے الفاظ میں۔ اور جن احکام کو منسوخ کہا جاتا ہے وہ دراصل وہاں تعمیم

تفصیل احکام قابل نسخ و ناقابل نسخ

تخصیص ہے۔ یا وہ احکام دراصل فرض وواجب نہ تھے۔ لوگ اُن کو عمل میں بطور وجوب کے لاتے تھے۔ بعد میں واضح کردیا کہ یہ واجب نہیں۔ اِسی بات کو علماء نے نسخ سمجھ لیا۔ اور جن کو آیات منسوخ التلاوت کہا جاتا ہے دراصل وہ قرآن نہ تھا بلکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر تھی۔ جن کو صحابہؓ نے متبرک سمجھکر اُن آیات کے ساتھ ملاکر مصاحف میں لکھدیا تھا۔ قرآن جب جمع کیا گیا اور ان تفسیری جملوں کو ترک کیا گیا تو لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ منسوخ التلاوت ہوگئے۔ اور بے احتیاط محدثین نے اسکی بابت حدیثیں روایت کردیں جو بیشتر غلط ہیں۔

اکثر علماء کہتے ہیں کہ قرآنی احکام میں بعض بعض موقع پر نسخ ہوا ہے۔ غور کرکے جو دیکھا گیا تو اِن احکام میں نسخ پایا گیا۔ (۱) ابتدائے اسلام میں میراث کے حکم سے پہلے وصیت فرض تھی جیساکہ سورہ بقرہ میں ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الآية۔ یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہوگیا يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآية (۲) ابتدائے اسلام میں جس کا شوہر مرجائے اُس عورت کے لیئے ایک برس عدت گزارنے کا حکم تھا۔ والذين يتوفون الى قوله تعالیٰ متاعًا الى الحول۔ یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ صرف چار مہینے دس دن کی عدت باقی رہ گئی اربعة اشهر وعشرا سے (۳) ابتدائے اسلام میں دہ چند کفار سے مقابلہ فرض تھا۔ وان يكن منكم عشرون صابرون۔ (انفال) اسکے مابعد کی آیت سے صرف دو چند سے مقابلہ باقی رہ گیا۔ (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موجودہ بیویوں کے علاوہ اور سے نکاح کرنا ممنوع ہوگیا تھا۔ لا يحل لك النساء من بعد (الآية) مگر یہ حکم اس سے پہلی آیت سے یا اُس آیت سے منسوخ ہوگیا: انا احللنا لك ازواجك۔ (الآیۃ)۔ (۵) مدینہ منورہ میں آکر بغیر صدقہ دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنا ممنوع ٹھیر گیا تھا۔ کیونکہ منافقین مسلمانوں کی دل آزاری کے لیئے خواہ مخواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشیاں کرکے آپکا بھی حرج کرتے اور مسلمانوں کو بھی ایذا دیتے تھے: اذا فاجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجوٰكم صدقة۔ (سورہ مجادلہ) مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

قدماء نسخ کے وسیع معنی لیکر بہت سی آیات کو منسوخ کہدیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک عام کی تخصیص مطلق کا مقید کرنا یا بالعکس نسخ سمجھا جاتا تھا۔ اس معنی میں ابو مسلم اور قدماء میں نزاع لفظی باقی رہ جاتا ہے کیونکہ اس کا وہ بھی انکار نہیں کرتے۔ نسخ متنازعہ فیہ وہ ہے کہ دونوں حکموں میں صریح تعارض ہو۔ تب مؤخر حکم کو ناسخ اور مقدم کو منسوخ کہینگے اس تقدم وتاخر کا پتہ آیات کے زمانہ نزول سے لگایا جاتا ہے اسلیئے علمائے مفسرین آیات مکیہ ومدنیہ کو بتلادیا کرتے ہیں۔ اور فنِ تفسیر کا یہ بھی ایک اہم کام ہے۔ علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آیات کی ترتیب اور تقدم وتاخر سے ناسخ ومنسوخ نہیں متعین کیا جائے گا بلکہ زمانہ نزول سے گو ناسخ جو بعد میں نازل ہوا ہو منسوخ سے مقدم ہی کیوں نہ لکھا ہو۔

فائدہ - قرآن کا نزول بتدریج ہوا ہے۔ کبھی ایک سورۃ۔ کبھی چند آیات نازل ہوئی ہیں۔ اور کبھی ایک سورت ساری کی ساری ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ بجز یہ بھی ہوا ہے کہ کوئی بڑی سورۃ کچھ مکہ میں قبل ہجرت نازل ہوئی ہے اور باقی مدینہ میں بعد ہجرت۔ قرآن کی آیات اور سورتوں کی ترتیب نزول پر نہیں رکھی گئی بلکہ قرآن کی اصلی حالت پر جو لوح محفوظ میں تھی یا مضمون کی مناسبت پر۔ مگر یہ سب کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بامر الٰہی تمام ہوچکا تھا۔ آیات کی ترتیب بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

اقسام نسخ

قرآن مجید میں تین قسم کے نسخ ہیں۔ (۱) جن کا حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ۔ اور اس نسخ کی حقیقت یہ ہے کہ حکم اور تلاوت کا امر ختم ہوگیا: **امثلہ** : سورہ لم یکن الذین الخ میں: لو ان لابن آدم واديا من مال لاحب ان يكون اليه الثاني ولو كان اليه الثاني لاحب ان يكون اليه الثالث ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب بھی تھا۔ (۲) جنکی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر حکم باقی ہو جس کی حقیقت یہ ہے کہ تکلیف قرأت دفع کردی گئی جیساکہ آیۂ رجم: الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة نكالا من الله والله عزيز حكيم۔ کہ حکم اس کا باقی ہے مگر تلاوت باقی نہیں رہی۔ یہ دونوں قسمیں قرآن سے نکال دی گئیں۔ اور ان کا لکھنا بھی قرآن میں اب جائز نہیں۔ (۳) جن کی تلاوت باقی ہے مگر حکم منسوخ ہوگیا۔ یہ قسم قرآن مجید میں داخل ہے۔ اور اسکی مثالیں بہت کثرت سے قرآن مجید میں موجود ہیں۔ فن تفسیر میں اس سے بکثرت بحث ہوتی ہے۔ مثلاً آیت فرضیۃ وصیت آیت میراث سے منسوخ ہے۔ یا آیت عدت حول اربعة اشهر وعشرا سے منسوخ ہے۔ وغیر ذٰلک۔ **نمبر ۳** کے منسوخات اور شمار میں علماء مختلف ہیں۔ سیوطیؒ نے تو اتقان میں بیس منسوخات شمار کئے ہیں اور انکو نظم بھی کردیا ہے۔

قد اكثر الناس في المنسوخ من عدد ... وادخلوا فيه آيا ليس تنحصر
وهاك تحرير آي لا مزيد لها ... عشرين حررها الحذاق والكبر
اى التوجه حيث المرء كان وان ... يوصي لاهليه عند الموت محتضر
وحرمة الاكل بعد النوم مع رفث ... وفدية لمطيق الصوم مشتهر
وحق تقواه فيما صح في اثر ... وفي الحرام قتال للاولى كفروا
والاعتداد بحول مع وصيتها ... وان يدان حديث النفس والفكر
والحلف والحبس للزاني وترك اذى ... نفر واشهادهم والعبد والنفر
ومنع عقد لزان اولزانية ... وما على المصطفى في العقد محتظر
ودفع مهر لمن جاءت وآية نجو ... اه كذاك قيام الليل مستطر
وزيد آية الاستيذان من ملكت ... وآية القسمة الفضلى لمن حضروا

لوگوں نے منسوخ کی بہت تعداد بڑھادی ہے اور کثیر التعداد آیتیں منسوخات میں داخل کردیں ورنہ دراصل یہ بیس آیتیں ہیں ان سے زیادہ نہیں۔ انکو علمائے امت کے بڑے دانشمندوں نے لکھا ہے (۱) آیت فاینما تولوا الخ (۲) آیت فرضیت وصیت موت کے وقت آیت میراث یا حدیث اور اجماع سے منسوخ ہے (۳) روزہ کی شب میں سونے کے بعد خورونوش کا نسخ (۴) قوی اور تندرست آدمی کا روزہ کے بدلہ فدیہ دیدینا (۵) اتقوا الله حق تقٰته - فاتقوا الله ما استطعتم سے منسوخ ہے۔ (۶) شہر حرام میں قتال کی ممانعت۔ فاقتلوا المشركين الخ سے منسوخ ہے۔ (۷) اور عدت کا ایک سال ہونا۔ اربعة اشهر وعشرا سے منسوخ ہے (۸) اور محاسبہ حدیث النفس اور فکر یہ آیت لا يكلف الله الخ سے منسوخ ہے۔ (۹) اور مولی الموالات کا حصہ آیت اولوا الارحام سے منسوخ ہے (۱۰) اور حبس زانیہ آیت نور سے منسوخ ہے (۱۱) اور کفار کے فیصلہ میں اعراض کی تخییر وان احكم بينهم سے منسوخ ہے (۱۲) اور انفروا خفافا۔ ليس على الاعمى سے منسوخ ہے (۱۳) اور اخران من غيركم واشهدوا ذوي عدل سے منسوخ ہے۔ (۱۴) اور الزانية والزاني۔ وانكحوا الايامى سے منسوخ ہے۔ (۱۵) لا يحل لك النساء۔ انا احللنا لك سے

منسوخات

منسوخ ہے۔ (۱۶) اذا ناجیتم الرسول۔ اسکے بعد کی آیت سے منسوخ ہے۔ (۱۷) فأتوا الذین ذھبت منسوخ ہے آیت سیف سے۔ (۱۸) قم اللیل منسوخ ہے اسکی بعد کی آیت سے۔ (۱۹) واذا حضر القسمۃ منسوخ ہے۔ (۲۰) لیستاذنکم الذین منسوخ ہے۔ اور ان دونوں اخیر کی آیتوں میں اختلاف ہے*

مکی مدنی

مکی اور مدنی میں علماء نے تین اصطلاحیں تحریر فرمائی ہیں۔ مشہور تو یہ ہے کہ جو آیات قبل ہجرت نازل ہوئیں وہ مکی ہیں۔ اور جو بعد ہجرت نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔ خواہ مکہ میں نازل ہوئی ہوں یا سفر میں۔ مکی جو مکہ میں نازل ہوئیں گو بعد ہجرت ہوں اور مدنی جو مدینہ میں نازل ہوئیں اور جو سفر میں نازل ہوئی ہیں وہ نہ مکی ہیں نہ مدنی۔ مکی جس میں اہل مکہ مخاطب ہوں۔ اور مدنی جسمیں اہل مدینہ مخاطب ہوں۔ مکی سورتیں کل چورانوے ۹۴ ہیں جو حسب ترتیب ذیل میں درج ہیں*

مدنی سورتیں بیس ۲۰ ہیں

بقرہ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انفال۔ برأۃ (توبہ)۔ حج۔ نور۔ احزاب۔ محمد۔ فتح۔ حجرات۔ حدید۔ مجادلہ۔ حشر۔ ممتحنہ۔ منافقون۔ جمعہ۔ طلاق۔ نصر۔ یہ بیس ۲۰ سورتیں بالاتفاق مدنی ہیں۔ اس سے زائد میں اختلاف ہے۔ کسی نے چھبیس ۲۶ اور کسی نے بتیس ۳۲ تک مدنی سورتیں شمار کی ہیں۔ غرض بیس ۲۰ بالاتفاق مدنی ہیں اور بارہ ۱۲ میں اختلاف ہے*

مکی سورتیں

ان بیس سورتوں اور ایک قول کے مطابق بتیس کے علاوہ سب مکی ہیں:۔

انعام۔ اعراف۔ یونس۔ ہود۔ یوسف۔ رعد۔ ابراہیم۔ حجر۔ نحل۔ بنی اسرائیل۔ کہف۔ مریم۔ طٰہ۔ انبیاء۔ مؤمنون۔ فرقان۔ شعراء۔ نمل۔ قصص۔ عنکبوت۔ روم۔ لقمان۔ سجدہ۔ سبا۔ فاطر۔ یٰس۔ والصافات۔ صٓ۔ زمر۔ مؤمن۔ حم سجدہ۔ شوریٰ۔ زخرف۔ دخان۔ جاثیہ۔ احقاف۔ قٓ۔ ذاریات۔ طور۔ نجم۔ قمر۔ رحمٰن۔ واقعہ۔ صف۔ تغابن۔ تحریم۔ ملک۔ ن۔ علقہ۔ معارج۔ نوح۔ جن۔ مزمل۔ مدثر۔ قیامۃ۔ دہر۔ مرسلات۔ عم۔ نازعات۔ عبس۔ تکویر۔ انفطار۔ تطفیف۔ انشقاق۔ بروج۔ طارق۔ اعلیٰ۔ غاشیہ۔ فجر۔ بلد۔ شمس۔ لیل۔ والضحیٰ۔ انشراح۔ تین۔ علق۔ قدر۔ بینہ۔ زلزال۔ عادیات۔ قارعہ۔ تکاثر۔ عصر۔ ہمزہ۔ فیل۔ قریش۔ ماعون۔ کوثر۔ کافرون۔ تبت۔ اخلاص۔ فلق۔ ناس۔ فاتحہ۔ تو یہ چورانوے ۹۴ سورتیں اس قول پر کہ بیس ۲۰ مدنی مانی جائیں مکی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بھی بعض کا مدنی ہونا مکی ہونے سے راجح ہے۔ جیسے سورہ تغابن وغیرہ۔ لیکن بلا اختلاف مدنی بیس ہی ہیں۔ اسلئے تحریر مدنی میں بیس ہی پر اکتفا کیا گیا۔ پس کل سورتیں ایکسو چودہ ۱۱۴ ہیں*

جمع و ترتیب قرآن

جب شافع قیامت، پناہ اُمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ جل مجدہٗ کے جوار رحمت میں سکونت اختیار فرمائی۔ اور نزول وحی موقوف ہوگیا تو قرآن مجید کسی کتاب کی شکل میں جیساکہ آجکل ہے جمع نہ تھا۔ متفرق چیزوں پر سورتیں اور آیتیں لکھی ہوئی مختلف لوگوں کے پاس تھیں اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تمام قرآن شریف زبانی ہی یاد تھا۔ البتہ پورا قرآن یکجا لکھا ہوا کسی صحابی کے پاس ہو تا ثابت نہیں ہوا اور انکو اسکی ضرورت بھی نہ تھی۔ کیونکہ اُن کے حافظے قوی ہی تھے اور غیبی امداد اور تائید ایزدی بھی اُنکی معاون و مددگار رہتی تھی۔ حافظہ کی نسبت تو اتنا ہی خیال فرمایئے کہ انسانی قوتیں و حواس زیادہ کام کرنے اور زیادہ کام لینے سے زیادہ قوی ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگ کچھ ایسے لکھے پڑھے نہ تھے۔ لیکن قوت حافظہ کو زیادہ کام میں لاتے تھے۔ جوں جوں کتابت کا چرچا زیادہ ہوتا گیا۔ قوت حافظہ کو سہارا ملتا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے لوگ ویسے قوی الحافظہ نہیں ہیں۔ سارا دارومدار کتابت پر ہوگیا۔ قرآن پاک جو مختلف طور پر نازل ہوا تھا اسکی ترتیب حضورؐ کے زمانہ میں ہوچکی تھی۔ اور زید بن ثابت کے اس قول سے۔ کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم نؤلف القرآن بالرقاع سے یہی مقصود ہے۔ اب سب سے پہلے یکجا کرنیکا خیال حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا۔ اور حق تعالیٰ نے اُنکے ذریعہ سے اُس سچے وعدے کو پورا فرمایا جو اپنے پیغمبر سے فرمایا تھا یعنی ہو کہ قرآن مجید کے ہم حافظ ہیں۔ اسکا جمع کرنا اور حفاظت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ یہ زمانہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تھا۔ حضرت فاروق رضؓ نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ حفاظ قرآن شہید ہوتے جاتے ہیں اور بہت سے جنگ یمامہ میں ہوگئے۔ (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے تھوڑے دنوں بعد مسیلمہ کذاب یمامہ کے جھوٹے نبی کی قوم کے ساتھ مسلمانوں کی سخت معرکہ آرائی ہوئی۔ گو مسلمان غالب رہے۔ لیکن مسلمانوں کے کام کے بڑے بڑے آدمی اس جنگ میں شہید ہوگئے) مجھے خوف ہو کہ اگر یہی حال رہیگا تو بہت بڑا حصہ قرآن شریف کا ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس طرف متوجہ ہوں۔ اور قرآن شریف کے جمع کرنے کا اہتمام فرمائیں حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا کہ جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ تم کیسے کرسکتے ہو۔ حضرت فاروق رضؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ بہت ہی اچھا کام ہے۔ پھر وقتاً فوقتاً حضرت فاروق اسکی تحریک کرتے رہے۔ یہانتک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات جم گئی۔ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور یہ سب قصہ بیان کرکے فرمایا کہ قرآن مجید کے جمع کرنیکے لیئے میں نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ آپ کاتب وحی اور جوان صالح و عاقل ہیں اور ہم آپ کو متہم بالعیوب بھی نہیں کرتے۔ اسلیئے اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے۔ اُنہوں نے بھی وہی عذر کیا کہ جو کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اسکو آپ لوگ کیسے کرسکتے ہیں۔ بالآخر وہ بھی راضی ہوگئے۔ اور انہوں نے بڑے اہتمام سے قرآن مجید کا جمع کرنا شروع کردیا۔ اخرج البخاری فی صحیحہ عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ*

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے منتخب کرنے کی علماء نے یہ وجہ لکھی ہے کہ ہر سال رمضان میں جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا کرتے تھے۔ اور سال وفات میں دو مرتبہ قرآن مجید کا دور ہوا۔ اور زید بن ثابت رضؓ اس دور میں شریک تھے۔ اور اس اخیر دور کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ جسقدر قرآن اس دور میں پڑھا گیا وہ سب باقی رہا۔ اسلیئے اُن کو منسوخ التلاوۃ آیتوں کا علم تھا۔ اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ وجہ لکھی ہے کہ زید بن ثابت رضؓ میں حضرت ابابکر صدیق رضؓ نے چار اوصاف بیان کیے ہیں (۱) جوان صالح (۲) عاقل (۳) غیر متہم (۴) کاتب وحی۔ یہ جملہ اوصاف اور کسی شخص میں نہ تھے۔ اس لیئے زید بن ثابت رضؓ کو منتخب فرمایا گیا*

تنبیہ:۔ حضورؐ کے جمع کرانے اور قرآن کے لکھنے اور ترتیب دینے کے امر فرمادینے سے چونکہ جمع و ترتیب کا وجود شرعی ہو چکا تھا۔ اسلیئے حضرت عمر رضؓ نے جمع و ترتیب کی رغبت دلائی۔ اور بلحاظ عدم وجود خارجی اول وہلہ میں حضرت ابوبکر صدیق اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے تامل فرمایا۔ لیکن جب وجود شرعی سمجھ میں آگیا تب حضرت عمرؓ

کے موافق الرائے ہو گئے - اس لئے یہ صورت واقعات بدعت کا مقیس علیہ نہیں بن سکتی - فتدبر ؛

جب تمام قرآن مجید صحابہ کرام کے اہتمام سے جمع ہو چکا تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکی نظر ثانی فرمائی - اور جہاں کہیں کتابت میں غلطی ہو گئی تھی - اسکی تصحیح فرمادی - پھر سالہا سال اسی فکر میں رہے اور اکثر اوقات صحابہ رضؓ سے بھی اسکے متعلق مناظرہ کیا - اور جہاں کہیں جس جگہ کچھ خلاف معلوم ہو گیا تو اسکو صحیح فرما لیتے تھے جب یہ تمام مدارج طے ہو چکے تو حضرت فاروق رضؓ نے اسکے پڑھنے پڑھانے کا سخت اہتمام فرمایا - اور حفاظ صحابہ کو دور دراز ملکوں میں قرآن و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجا جسکا سلسلہ آج ہم تک پہنچا - فجزاھم اللہ نعم الجزاء ؛

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس احسان کو اور بھی کامل بنا دیا کہ اپنے زمانہ خلافت میں اس مصحف شریف کی سات نقلیں کرا کر ممالک بعیدہ میں بھیجدیں - اور اختلاف قرأت کی وجہ سے جو فسادات برپا ہو رہے تھے اور ایک جماعت دوسرے کی قرأت کو خلاف حق اور باطل سمجھتی تھی - ان سب نزاعات سے دین اسلام کو پاک کرکے صرف ایک قرأت لغت قریش پر سب کو متفق کر دیا - فالحمد للہ علیٰ ذٰلک - حضرت عثمان رضؓ کا جامع قرآن ہونا جو مشہور ہے وہ صحیح نہیں - اس لئے کہ حضرت عثمان رضؓ نے تو صرف لغت قریش پر سب کو متفق فرمایا ہے - کسی قسم کی کمی زیادتی کا کرنا حضرت عثمان رضؓ سے ثابت نہیں ہوا ؛

سُوَر و آیات کی ترتیب

قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب جو اس زمانہ میں ہے جمہور علماء کے نزدیک توقیفی ہے یعنی حضور ہی کے ارشاد کے موافق ہے صحابہ کے اجتہاد کو دخل نہیں ؛

آیتوں کے توقیفی ہونے میں تو کسی کو کلام ہی نہیں - بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں اسپر اجماع بھی نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں الاجماع والنصوص المترادفة علیٰ ان ترتیب الآیات فی سورھا واقع بتوقیفه صلی اللہ علیه وسلم وامرہ بغیر خلاف فی ھذا بین المسلمین - یعنی آیتوں کی ترتیب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی - اس میں کسی مسلمان کا بھی اختلاف نہیں اسکے بعد شواہد اجماع یعنی وہ احادیث صحیحہ نقل فرمائی ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیات کی ترتیب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی تھی - صحاح ستہ کی روایات بھی نقل کی ہیں جن میں بعض کا مضمون یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آیات نازل ہوتیں تو حضور اپنے کاتبان وحی سے فرمایا کرتے تھے کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں فلاں موقع پر لکھ لو - اور بعض روایات میں یہ بھی وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری سورۃ نماز میں پڑھی جیسا کہ سورہ بقرہ - آل عمران - نساء - اعراف - ق - النجم - اقتربت - ملک - حم السجدۃ وغیرہ - اگر آیات مرتب نہ ہوتیں تو یہ سورتیں کس طرح پڑھ سکتے تھے - اور اگر یہ ترتیب توقیفی نہ ہوتی تو قرآن مجید کے مطالب الٹ پلٹ ہو جاتے - کیونکہ ہر کلام میں آگے پیچھے جملہ کو کر دینے سے تبدل و تغیر ہو جاتا ہے ؛

البتہ یہ بات جائز ہے کہ کوئی شخص مضامین متعددہ میں سے جو قرآن میں ہیں ایک مضمون کی آیات کو منتخب کرکے یکجا جمع کر دے - مثلاً آیات توحید و صفات باری تعالیٰ ایک جگہ - اور آیات بدء خلق اور آیات حشر و نشر - جنت و دوزخ - آیات احکام و آیات اخلاق و اوعید وغیرہ علیحدہ علیحدہ یکجا جمع کر دی جائیں - چنانچہ علماء نے ایسا بہت کیا ہے اور اس اب میں مفید مفید کتابیں بھی لکھی ہیں - جن کے نام کشف الظنون میں درج ہیں - امام غزالی نے بھی اس قسم کی ایک کتاب جواہر القرآن لکھی ہے - اسکے جواز کی صرف یہی وجہ ہے کہ اس مجموعہ پر قرآن کا اطلاق نہیں آتا بلکہ اسکو کتاب ہی کہا جاتا ہے جس میں کہ قرآن کی آیتیں جمع کی گئی ہیں ؛

اب رہی سورتوں کی ترتیب - سو اسکی نسبت بھی جمہور کا یہی اعتقاد ہے کہ یہ بھی توقیفی ہے - اور جو ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قائم ہو گئی تھی اور جس ترتیب سے آپنے کلام پاک یعنی قرآن کو تحریر کرایا اور حفاظ کو بتلایا تھا - وہی اب تک موجود ہے - امام بغوی شرح السنہ میں تحریر فرماتے ہیں : الصحابة رضی اللہ عنہم اجمعون ان بین الدفتین القرآن الذی انزل اللہ علیٰ رسوله من غیر ان زادوا او نقصوا منه شیئا فکتبوہ کما سمعوا من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من ان قدموا شیئا او اخروا ووضعوا له ترتیبا لم یاخذوہ من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم - کہ صحابہ نے قرآن کو اسی طرح رکھا جیسا کہ خدا کے رسول پر نازل ہوا تھا بغیر اسکے کہ اسمیں کچھ بڑھایا ہو یا گھٹایا ہو - پس جس طرح سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا اُسی طرح رکھا بغیر اسکے کہ اسمیں کچھ تقدیم تاخیر کی ہو یا اسکو کسی دوسری ترتیب سے مرتب کیا ہو جسکو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہ کیا تھا - اور علامہ کرمانی برہان میں فرماتے ہیں : - ترتیب السور ھکذا ھو عند اللہ فی اللوح المحفوظ علیٰ ھذا الترتیب علیه کان یعرض النبی صلی اللہ علیه وسلم جبریل کل سنة ما کان یجتمع عندہ منه وعرض علیه فی السنة التی توفی فیھا مرتین - یعنی سورتوں کی یہ وہی ترتیب ہے جو اللہ کے نزدیک لوح محفوظ میں ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی ترتیب کے ساتھ سنایا کرتے تھے اور جس سال حضور کی وفات ہوئی دوبارہ سُنایا - اور نیز امام ابوبکر انباری فرماتے ہیں : انزل اللہ تعالیٰ القرآن کله الیٰ سماء الدنیا ثم فرقه فی بضع وعشرین سنة فکانت السورة تنزل لامر یحدث والآیة جوابا لمستخبر ویوقف جبریل النبی صلی اللہ علیه وسلم علیٰ موضع الآیة والسورة فاتساق السور کاتساق الآیات والحروف کله عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فمن قدم سورة او اخرھا فقد افسد نظم القرآن (اتقان) حق تعالیٰ نے تمام قرآن ایک بار آسمان دنیا پر نازل فرمایا تھا - پھر اسکو دنیا میں حضور انور پر تئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا کرکے نازل فرمایا - جب کوئی واقعہ پیش آتا تو اسکے لئے اسمیں سے مستقل سورت یا آیت نازل ہو جاتی تھی - اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان آیات یا سورکا موقع اور محل بھی بتلا دیتے تھے - لہٰذا سورتوں کا باہمی ایسا ہی اتصال ہے جیسا کہ آیات اور حروف کا اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی طرف سے ہے - اسلئے جو کوئی کسی سورت کو مقدم یا موخر کرے گا وہ نظم قرآن میں خلل ڈالیگا (اتقان) البتہ عہد صحابہ میں بعض صحابہ نے بغرض تلاوت اپنے مصحف میں سورتوں کی تقدیم و تاخیر کر رکھی تھی جس سے بعض علماء کو دھوکا ہو گیا کہ سورتوں کی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے اجتہاد پر چھوڑ دی تھی ؛

آیات و سور کی ترتیب توقیفی ہے

غرض جمہور علماء کے نزدیک آیات و سور کی ترتیب توقیفی ہے۔ البتہ امام بیہقی اور جلال الدین سیوطی سورہ براءۃ (توبہ) اور انفال کی ترتیب کو اجتہادی فرماتے ہیں باقی سورتوں کی ترتیب کو توقیفی احادیث ذیل کی بنا پر۔ مشکوٰۃ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اس کا کیا باعث ہے کہ آپ حضرات نے انفال کو جو کہ مثانی سے ہے اور براءۃ کو جو کہ مئین سے ہے ترتیب قرآنی میں پاس پاس رکھا اور پھر ان دونوں کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی۔ اور انفال کو سبع طوال میں رکھدیا۔ اسکا کیا باعث ہے۔ آپنے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک زمانہ میں کئی کئی سورتوں کا نزول ہوتا رہتا تھا جب کوئی آیت نازل ہوتی تو حضورؐ کسی کاتب کو بلاکر فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں رکھدو۔ اور انفال اُن سورتوں میں سے ہے جو مدینہ میں اول اول نازل ہوئیں اور براءۃ (توبہ) آخر قرآن سے تھی اور دونوں کا مضمون ملتا جلتا تھا۔ میں سمجھا کہ یہ اُسی کا جزو ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تھا اور حضورؐ نے اس کی کوئی تصریح نہ فرمائی۔ اس لیئے میں نے دونوں کو پاس پاس لکھدیا اور بیچ میں بسم اللہ نہیں لکھی۔ اور انفال کو سبع طوال میں رکھدیا۔ اور دُر منثور میں افراد دارقطنی سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جبتک بسم اللہ نازل نہ ہوتی۔ ہم آیات منزلہ کو سابقہ سورتوں کا جزو سمجھتے رہتے۔ جب بسم اللہ نازل ہوتی تو دوسری سورۃ شروع ہوتی۔ اھ۔ بیضاوی میں ہے کہ اختلاف صحابہؓ کی بنا پر درمیان میں کسیقدر فاصلہ چھوڑ دیا گیا +

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے براءۃ اور انفال کی ترتیب کا سوال

حاصل سوال سمجھنے کے لیئے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کی ترتیب میں اس امر کی اکثر رعایت ہے کہ بڑی بڑی سورتیں اول میں اور اُنسے چھوٹی اُن کے بعد اور سب سے چھوٹی اُن کے اخیر میں۔ اور مئین وہ سورتیں کہلاتی ہیں جنہیں سو آیتوں سے زیادہ ہیں۔ پس یہ سب مئین ہیں۔ نیز اسیطرح انفال میں اور سورۂ یوسف کے بعد اکثر سورتوں میں سو سے کم آیتیں ہیں اور یہ مثانی کہلاتی ہیں لہذا انفال بھی مثانی سے ہوئی۔ اور بالکل آخری سورتیں مفصل کہلاتی ہیں۔ لیکن ان میں سورۂ قٓ سے لیکر بروج تک طوال مفصل اور بروج سے سورۂ بینہ تک اوساط مفصل اور بینہ سے تا آخر قصار مفصل کہلاتی ہیں۔ اور اول کی سات سورتوں کو بقرہ سے انفال تک سبع طوال کہا جاتا ہے +

اب حاصل کلام اتنا سمجھ لیجئے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے تین سوال کیئے گئے (۱) یہ کہ باوجودیکہ انفال تو مثانی سے ہے اور سورۂ توبہ مئین سے ہے۔ ان دونوں کے مابین کوئی تناسب نہیں۔ پھر ان دونوں کو یکجا کیوں رکھا گیا۔ (۲) اور جب یہ سورتیں علیحدہ علیحدہ ہیں تو پھر ان کے درمیان مثل دوسری سورتوں کے بسم اللہ کیوں نہیں لکھی (۳) سبع طوال میں سورۂ توبہ کو رکھنا چاہیئے تھا جبکہ وہ بڑی تھی۔ لیکن سورۂ انفال کو باوجود چھوٹی ہونے کے کیوں داخل کیا گیا +

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حاصل جواب یہ ہے کہ بسم اللہ کا نازل ہونا علامت تھی مستقل سورۃ ہونے کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح کہ آیت فلاں سورۃ کا جزو ہے۔ علامت تھی جزو سورت ہونے کی۔ اور سورۂ توبہ میں نہ بسم اللہ نازل ہوئی اور نہ حضورؐ کی جانب سے کوئی تصریح پائی گئی۔ اس لیئے اس کا حال مشتبہ رہا کہ آیا یہ کسی سورۃ کا جزو ہے یا مستقل سورۃ۔ لہذا ہم نے دونوں امر کی رعایت رکھی کہ عدم تیقن استقلال کی وجہ سے تو بسم اللہ نہیں لکھی اور عدم تیقن جزئیت کی وجہ سے درمیان میں فصل چھوڑدیا۔ اس تقریر سے جواب ہو گیا دوسرے سوال کا کہ جب اس کا جزئیت ہونا محتمل ہوا تو اب جس سورۃ سے مشابہت اور مناسبت ہوگی وہ اس احتمال کا زیادہ محل ہوگی۔ اور ایسی سورۃ انفال ہی تھی اس لیئے ان دونوں کو پاس پاس رکھدیا گیا +

اب رہا یہ امر کہ پاس پاس ہونے کی یہ بھی تو ایک صورت ہو سکتی تھی کہ براءۃ کو پہلے رکھتے اور انفال کو بعد میں۔ تاکہ براءۃ سبع طوال میں داخل ہو جاتی۔ سو اسکی ایک وجہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پہلے ہی جواب سے معلوم ہو گئی جسکو آپنے بوجہ غایت ظہور کے ذکر نہیں فرمایا۔ وہ یہ کہ اس شکل میں سورۂ براءۃ کے احتمال جزئیت من الانفال کی رعایت نہ ہوتی بلکہ جس سورۃ کے بعد وہ رکھی جاتی اسکی جزئیت کا احتمال ہو جاتا جو خلاف مطلوب و مقصود ہے۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے اسکا ایک اور مستقل جواب دیا کہ باعتبار نزول کے انفال اول کی سورتوں میں ہے جو انفال کے تقدم اور براءۃ کے تاخر کو مقتضی ہے اور اس مقتضے سے کوئی مانع نہ تھا۔ اس لیئے انفال کو سبع طوال میں رکھنا بہ نسبت براءۃ کے زیادہ مناسب معلوم ہوا +

قرآن کی دوسری ترتیب

بعض اور صحابہ رضؓ نے بھی مثل عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تھا لیکن کسی کی ترتیب نزول کے موافق تھی اور کسی کی خلاف نزول تھی۔ کہ جابجا منسوخ التلاوۃ آیات بھی اسمیں مندرج تھیں۔ اور کہیں تفسیری الفاظ بھی اس میں لکھے ہوئے تھے۔ ان تمام مصاحف کو حضرت عثمان رضؓ نے لیا ورنہ آگے چلکر ان کی وجہ سے سخت اختلاف پڑجاتا۔ علاوہ ازیں یہ متفقہ قوت جو اس مصحف موجودہ کے جمع کرنے میں تھی وہ ان مصاحف میں نہیں تھی۔ وہ تو صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ تھا۔ اسلیئے اُن میں اسکے علاوہ اور بھی خرابیاں تھیں +

اسی طرح بعض روایات میں یہ موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جمع قرآن کے لیئے اولاً حضرت علی رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے۔ سو اول تو اس روایت کے بعض طرق ضعیف اور موضوع ہیں کما قالہ الحافظ اور پھر بفرض صحت اس جمع کی غرض بھی دوسری تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسمیں ہی منسوخ التلاوۃ آیات موجود تھیں۔ کما فی روایۃ +

سورتوں کے نام بھی کلام

بعض عقلاء نے فرمایا ہے کہ قرآن کی سورتوں کا بجز ان سورتوں کے جن کے اوائل میں حروف مقطعات ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کسی سورۃ کا نام نہیں رکھا۔ یہ نام بعد کے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں یہ نام مشہور ہو گئے ہوں۔ اور احادیث میں جو بعض سورتوں کے نام آئے ہیں وہ حدیثیں ثابت نہیں۔ اور اگر بالفرض ثابت مانا جائے تو غایت مافی الباب یہ لازم آتا ہے کہ راوی اخیر کے زمانہ میں وہ سورت اُس نام سے مشہور ہو گئی تھی۔ یہود کا یہ دستور تھا کہ توریت کی سورتوں کو ان کے شروع کے الفاظ سے موسوم کرتے تھے یا جس مضمون پر وہ سورت دال ہوتی تھی۔ اُسی میں سے کوئی لفظ لیکر نام رکھدیتے تھے۔ اہل اسلام نے بھی نعوذ باللہ قرآن مجید کی سورتوں کے نام اسی طرح رکھ لیئے ہیں +

ہم کہتے ہیں کہ یہ تقریر از اول تا آخر بالکل لغو اور لچر ہے کیونکہ اگر اس سے یہ غرض ہے کہ یہ نام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نہیں ہیں تو یہ تسلیم نہیں اسلیئے کہ اہل اسلام کا قرناً بعد قرنٍ اور خلفاً عن سلفٍ اسپر اجماع ہے کہ سور قرآنیہ کے نام کسی کے گھڑے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے

اسی طرح چلے آتے ہیں جو صاف دلیل ہے کہ یہ نام خود صاحبِ وحی سے ہی منقول ہیں۔ نیز ابتدائے اسلام سے اس وقت تک جس قدر مصاحف دنیا میں موجود ہیں سب میں یہی نام پائے جاتے ہیں۔ اور اگر یہ غرض ہو کہ خود قرآن مجید میں کسی سورت کو حق تعالیٰ نے کسی نام سے موسوم نہیں فرمایا تو یہ مسلم ہے لیکن اس صورت میں معترض نے جو ان سورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ جن کے شروع میں حروف مقطعات ہیں یہ محض غلط ہو گا۔ اسلئے کہ ان سورتوں میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ہم نے ان سورتوں کا نام حٰم یا الٓمّٓ وغیرہ رکھا ہے بلکہ بعض سورتیں جن کے شروع میں حروف مقطعہ ہیں وہ سورتیں ان حروف کے نام سے نہ تو حضورؐ کے عہد مبارک میں اور نہ بعد میں کبھی مشہور ہوئیں۔ چنانچہ دیکھئے سورۂ بقرہ اور آل عمران کہ انکے شروع میں حروف مقطعہ ہیں۔ مگر حضورؐ نے انکو حروف مقطعہ کے نام سے ذکر نہیں فرمایا۔ صحیح مسلم میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ:۔ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اقرءوا الزھراوین البقرۃ وسورۃ اٰل عمران۔ دوسری روایت نواس بن سمعان رضہ سے صحیح مسلم میں ہے:۔ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوتی بالقراٰن یوم القیٰمۃ واھلہ الذین کانوا یعملون بہ تقدمہ سورۃ البقرۃ واٰل عمران۔ اسکے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے ان سورتوں کو بقرہ اور آل عمران کے نام سے ذکر فرمایا ہے۔ لہذا یقیناً یہ نام اور باقی تمام سورتوں کے نام صاحبِ وحی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اکثر سورتوں کے نام تو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں۔ اور جن کے نام احادیث میں نہیں آئے وہ اجماع اُمت وکتابت فی المصاحف سے ثابت ہیں بلکہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تو تمام اسماء کی نسبت لکھا ہے کہ احادیث سے ثابت ہیں۔ جیسے کہ تفسیر اتقان میں ہو:۔ وقد ثبت جمیع اسماء السور بالتوقیف من الاحادیث والاٰثار ولولا خشیۃ الاطالۃ لبینت ذٰلک۔ یعنی سورتوں کے تمام نام دلائل سمعیہ احادیث و آثار سے ثابت ہیں۔ اور اگر کتاب کے بڑھ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن کو بیان کرتا۔ باقی احادیث کی نسبت یہ کہنا کہ ثابت نہیں محض دعوےٰ بے دلیل ہو جبکہ وہ احادیث صحاح میں مروی ہیں۔ اور انکی سند میں کوئی راوی غیر معتبر اور غیر ثقہ نہیں ہو اور نہ ان حدیثوں کا مضمون ایسا ہو کہ جو دوسرے دلائل قطعیہ کے خلاف ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو تو نہ مانا جائے اور مورخین یورپ بلا دلیل بھی اگر کوئی بات کہدیں تو وہ وحی کی مانند ہو جائے ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔ اور یہ کہنا کہ راوی اخیر کے زمانے میں وہ سورتیں اس نام سے مشہور ہوگئی تھیں محض نادانی اور جہل ہے ✤

صحابہؓ کے زمانہ میں قرآن کی حالت

یہ تو معلوم ہو چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن کریم موجودہ شکل میں یکجائی لکھا ہوا نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکا اہتمام فرما کر یکجا موجودہ صورت پر جمع فرمادیا لیکن صحابہؓ کے زمانہ میں قرآن پاک جو لکھا گیا تھا اُس میں سورتوں کے نام پاروں کے نشانات وغیرہ کچھ بھی نہ تھے بلکہ حرفوں پر نقطے بھی نہ دیئے گئے تھے۔ بلکہ بعض صحابہؓ اس کو بُرا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مصحف میں سوائے قرآن کے اور کوئی شے نہ لکھی جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ابو الاسود یا امام حسن بصری رحہ نے اسمیں نقطے لگائے اور انکے بعد پھر اعراب وخمس وعشر لکھدیئے گئے۔ بعد سورتوں اور پاروں کے نام بھی لکھے گئے۔ علماء ان سب کے جواز پر متفق ہیں ✤

قرآن کا رسم خط

رسم خط کے متعلق ہمارے زمانہ کے بعض عقلاء خامہ فرسائی فرماتے اور اپنی ہمہ دانی کا بدیں الفاظ اظہار کرتے ہیں کہ زید بن ثابت رضہ نے جب قرآن لکھا تھا اُس وقت میں قواعد رسم الخط بخوبی منضبط نہیں ہوئے تھے۔ اس سبب سے بہت سے الفاظ زید بن ثابتؓ نے اس طرح لکھے ہیں جو بعد کے منضبط شدہ رسم خط سے مختلف ہیں۔ مگر صرف اس خیال سے کہ جو کچھ زید بن ثابتؓ نے لکھا ہے تبدیل نہ ہونے پائے۔ حضرت عثمان رضہ نے بھی وہی رسم خط رہنے دی تھی۔ اور اُسکے بعد تمام مسلمانوں نے صرف قرآن کی تحریر کو اُسی رسم خط میں رہنے دیا۔ اور اسمیں یہاں تک غلو کیا کہ اُسکے برخلاف رسم الخط قرآن میں اختیار کرنے کو گناہ اور کفر قرار دیا۔ انتہیٰ ✤

میں کہتا ہوں کہ حضرت معترض صاحب تو ماشاءاللہ تاریخ اسلامی کے پورے ماہر اور کامل معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ قواعد رسم خط حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں منضبط تو ہو گئے تھے۔ لیکن اُنہوں نے صرف حضرت زید بن ثابتؓ کے اتباع کی وجہ سے بہت سے الفاظ خلاف قاعدہ رہنے دیئے۔ سبحان اللہ کیا خوب تاریخ دانی ہے۔ کاش اگر کچھ بھی تاریخ دانی سے مس ہوتا اور کتب تاریخ کی ورق گردانی کی ہوتی تو یہ بات صاف طور پر معلوم ہو جاتی کہ قواعد رسم خط حضرت عثمانؓ کے بہت بعد منضبط ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بات کہ حضرت عثمانؓ نے وہی رسم خط رکھا تھا یا نہیں جسکے مطابق حضرت زیدؓ نے لکھا تھا اخبار یا خبر سے ثابت نہیں۔ البتہ ہمارے حضرات علماءؒ نے رسم خط مصاحف عثمانیہ کے اتباع کی بہت تاکید فرمائی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے جو مصاحف اُس زمانہ میں لکھے گئے تھے۔ ان میں اس بات کا التزام کیا گیا تھا کہ جس کلمہ میں اختلاف قرأۃ ہے اسکو ایسی طرح لکھا جائے کہ ہر طرح پڑھ سکیں۔ مثلاً سورہ فاتحہ میں مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں کلمہ مٰلِکِ کے متعلق دو قرأۃ ہیں ایک باثبات الف یعنی صیغہ اسم فاعل سے (مَالِکِ) اور دوسری باسقاط الف یعنی (مَلِکِ) بمعنی بادشاہ۔ تو اسکو ایسے انداز پر لکھا ہو کہ دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اگر اس رسم خط کی اتباع نہ کی جائے گی تو یہ مصلحت فوت ہو جائے گی۔ نیز اس اتباع کے نہ کرنے کی شکل میں ہر شخص قرآن مجید کو اپنی رسم خط کے مطابق لکھے گا۔ مگر اس صورت میں اس توہم کی گنجائش ہے کہ قرآن بس اسی ایک قرأۃ پر نازل ہوا ہو بخلاف اسکے ایسے انداز سے لکھا جائے کہ سب قرأتوں کے مطابق صحیح ہو۔ یہ وجہ اس رسم خط کے اتباع کی ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں قواعد رسم خط کی ایجاد نہ ہوئی تھی۔ اسلئے بعض کلمات آج کل کے رسم خط کے خلاف ہیں۔ مثلاً سورہ کہف میں بجائے لشیءٍ کے لشایءٍ اور سورہ زمر اور فجر میں بجائے جیٓءَ کے جایٓءَ۔ نیز سورہ حشر میں بجائے لانتم کے لاانتم لکھا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ ابتداء سے اب تک اعتماد نقل سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ اور کتابت پر کسی زمانہ میں مدار نہیں ہوا۔ اس لیئے ان کلمات کا خلاف وقوع رسم خط کے ہونا کچھ مضر نہیں۔ اور اتباع مصحف عثمانی کے موکد ہونے کی وجہ سے قدیم رسم خط سے نہیں بدلا گیا۔ کیونکہ اتباع کرنے میں بہت سی مصلحتیں مضمر تھیں۔ کما اشرنا الیٰ بعض منہا آنفا ✤

اب رہا اس کی مخالفت اور اتباع نہ کرنا۔ سو علمائے مجتہدین میں سے کسی نے بھی اسکو کفر نہیں فرمایا۔ یہ محض افتراء اور علماء سے حسد اور عداوت مضمرہ کو ظاہر کرنا ہی نعوذ باللہ منہ۔ کاش اگر ہمارے عقل پرست معترض صاحب کا دماغ ذرہ بھر بوئے محبت سے آشنا ہوتا تو ان کو اس وقت ان کلمات خلاف قواعد رسم الخط پر ایک خاص حالت و کیفیت طاری ہو جاتی۔ علماء نے تو تبدیل کو کفر نہیں ٹھیرایا۔ باوجودیکہ اپنے دل میں ایک بحر ذخار ناپیداکنار لیئے ہوئے ہیں۔ پھر بھی حدود خداوندی سے ایک قدم آگے نہیں بڑھے لیکن

اگر معترض صاحب پر کہیں کیفیت طاری ہوئی ہوتی تو یقیناً کفر کہہ اُٹھتے ۔

علامات قرآن

متاخرین نے بعض آیات پر لفظ کوفی اور بعض پر لفظ شامی لکھدیا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ علمائے کوفہ یا شام کے نزدیک یہ پوری آیات ہیں نہ یہ کہ یہ آیات کوفہ یا شام میں نازل ہوئیں ۔

علماء نے سہولت حفظ کے لیئے قرآن کو تیس حصوں پر بحساب مہینوں اور دنوں کے تقسیم کیا ہے ۔ اور ہر ایک حصہ کو جزو یا پارہ کہتے ہیں ۔ اُس پر الجزءُ الاول یا الجزءُ الثانی وغیرہ لکھدیا ہے ۔ پھر ہر پارے کو چار حصوں پر منقسم کیا ہے ۔ اور اُن پر ربع ، نصف ، ثلث لکھدیا ہے ۔ پھر ان میں سے ہر حصے کو رکوعات پر تقسیم کیا ہے اور اسکے لیئے ع کا اشارہ مقرر کیا ہے ۔

مجھے آجتک یہ پتہ نہ چلا کہ رکوعات کی تقسیم کی بنا کن امور کے لحاظ پر ہے ۔ اسلیئے کہ نہ آیات مساوی ہیں اور نہ ابتداء مضمون کا رکوع کی ابتداء میں کوئی لحاظ رکھا گیا ہے البتہ صرف اغلب کے لحاظ سے لفظ ع کو عشرہ کا مخفف کر کے دس[1] آیات مراد لے سکتے ہیں ۔ پھر رکوع کی آیات پر چند نشانات لگا دیتے ہیں جن کی تفصیل اور مراد یہ ہے ۔ (ھ) خمسہ کی طرف اشارہ ہے ۔ یعنی کوفیوں اور بصریوں کے نزدیک یا خاص کوفیوں ہی کے نزدیک پانچ آیات ہیں ۔ (عب) سے اس طرف اشارہ ہے کہ بصریوں کے نزدیک دس آیات تمام ہو چکیں ۔ ع سے عشر اور ب سے بصری مراد ہیں ۔

تب سے یہ مراد ہے کہ بصریوں کے نزدیک پوری آیت ہے ت سے آیت اور ب سے بصریوں کی طرف اشارہ ہے ۔ لب سے مراد اہل بصرہ کے نزدیک پوری آیت نہیں ل سے لیس اور ب سے اہل بصرہ کی جانب اشارہ ہے ۔

حقیقت وقف ضرورت وقف

اوقاف

زبان عرب میں جہاں جملہ تمام ہو جائے وہاں ٹھیر جانے یعنی آواز مع سانس کے توڑ دینے کو وقف کہتے ہیں ۔ اور کم و بیش ہر زبان میں ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ اگر جملہ پر وقف نہ کیا جائے اور اسکو اگلے جملہ سے ملا دیا جائے تو بسا اوقات معنی میں فرق آجاتا ہے جیسا کہ فلا یحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعا میں قولھم پر وقف نہ کرنے میں یہ معنی ہو جائیں گے کہ "اے پیغمبر اُن کی یہ بات کہ سب عزت خدا کے لیئے ہے آپ کو غمگین نہ کرے" یہ امر تو ظاہر ہے کہ حضور ایسی بات سے جو توحید خالص اور مطمح نظر ہو کیسے ناراض ہو سکتے تھے ۔ اور جب وقف کر دیا جائے تو معنی یہ ہونگے کہ "اے پیغمبر اُن کی بات (تکذیب رسالت و انکار حشر) سے آپ رنج نہ کیجئے کیونکہ سب عزت اللہ ہی کے لیئے ہے" اُن کے انکار سے کیا ہوتا ہے ۔ اور مقصود بھی معنی آخری ہی ہیں ۔

اسی طرح آیت ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ میں ۔ کہ اگر ھم بھا پر وقف کر دیا جائے اور لولا ان را البرھان کو الگ کر دیا جائے تو معنی بگڑ جائیں گے ۔ اسلیئے کہ اس صورت میں یہ معنی ہو جائینگے کہ زلیخا یوسف پر اور یوسف زلیخا پر قصد کر چکے تھے حالانکہ یہ معنی بالکل غلط ہیں ۔ بلکہ ھم بھا لولا کی جزا مقدم ہے یعنی اگر یوسف خدا کی برہان نہ دیکھتے تو زلیخا پر ارادہ کرتے ۔ لیکن چونکہ برہان الٰہی دیکھ چکے تھے اس لیئے ارادہ بھی نہ کیا ۔

امام نافع کے نزدیک معنی ہی کے لحاظ سے وقف کیا جاتا ہے ۔ ابن کثیر اور حمزہ کے نزدیک بھی یہی ہے ۔ لیکن جہاں سانس ٹوٹ جائے وہاں بھی وقف کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ امام عاصم اور کسائی کا بھی یہی مذہب ہے ۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ جہاں آیت تمام ہو وہیں وقف کرنا چاہیئے اور اسی کو وقف النبی کہا جاتا ہے ۔ اس لیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتہائے آیت پر وقف فرمایا کرتے تھے ۔

اقسام وقف

امام انباری کے نزدیک وقف کی تین قسمیں ہیں ۔ تام ۔ حسن ۔ قبیح ۔ وقف تام جہاں پر جملہ پورا ہو جائے ۔ وقف حسن ، جہاں جملہ تو پورا نہ ہو بلکہ موصوف پڑھکر سانس لینے کے لیئے وقف کر دیا جائے ۔ جیسے صرف الحمد للہ پڑھکر ۔ لیکن جب آگے پڑھے تو پھر مع اس موصوف کے پڑھنا چاہیئے ۔ محض خالی صفت ہی سے ابتدا نہ کرنی چاہیئے ۔ وقف قبیح مضاف پر وقف کرے اور مضاف الیہ کو چھوڑ دے ۔ جیسا کہ بسم اللہ میں سے صرف بسم پر ہی وقف کر دے ۔

دیگر قراء نے وقف کی اور بھی اقسام مثل وقف لازم وغیرہ کے بیان کی ہیں ۔ متقدمین کے نزدیک تو وقف ۔ سکتہ اور قطع کے ایک ہی معنی ہیں مگر متاخرین نے فرق کیا ہے ۔ وقف تو ٹھیر جانا اور دم لینا اور آیندہ پڑھنے کا قصد کرنا ۔ سکتہ صرف ٹھیر جانا اور سانس نہ توڑنا ۔ قطع بالکل ٹھیر جانا اور آگے نہ پڑھنا ۔ حتی کہ آیندہ آگے پڑھیگا تو وہ دوسری قراءۃ شمار ہوگی ۔ جسکے لیئے اعوذ اور بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہوگا ۔ کیفیت وقف کی قراء نے نو صورتیں قرار دی ہیں ۔ سکون ۔ روم ۔ اشمام ۔ ابدال ۔ نقل ۔ ادغام ۔ حذف ۔ اثبات ۔ الحاق ۔ ان جملہ اقسام کی فن تجوید میں مفصل بحث موجود ہے ۔

وقف اور وصل کی علامتیں

(ہ) یہ گول دائرہ پوری آیت کی علامت ہے ۔ اسمیں نقطہ بھی لکھتے ہیں اور بعض صرف نقطہ ہی پر بس کرتے ہیں (مـ) وقف لازم کی طرف اشارہ ہے ۔ یہاں پر وقف کرنا لازم ہے ۔ (ط) وقف مطلق کی علامت ہے ۔ اس جگہ بھی وقف کرنا لازم ہے (ج) یہ علامت پر وقف کرنا نہ کرنا دونوں طرح جائز ہے ۔ (ز) اس جگہ وقف نہ کرنا چاہیئے اور اگر کر لے تو جائز ہے (ص) یہ علامت رخصت کی ہے کہ حسب ضرورت اس جگہ دم لے لے ۔ مگر بلا ضرورت نہ ٹھیرے ۔ بخلاف قراء کے (صلے) وصل اولی کی علامت ہے ۔ ایسی جگہ ملا کر پڑھنا اولی ہے ۔ (ق) علامت قیل کی ہے کہ بعض نے یہاں وقف کیا ہے ۔ لیکن وقف نہ کرنا اولی ہے ۔ (صل) یہ امر کا صیغہ ہے کہ یہاں وقف کرنا یعنی ملا کر پڑھنا چاہیئے ۔ (ک) اس سے مراد کذالک ہے ۔ یعنی یہاں بھی وہی حکم ہے جو پہلی آیت میں گزر چکا ہے ۔ (قف) بھی صیغہ امر ہے یعنی یہاں وقف کرنا ضروری ہے (س) علامت سکتہ کی ہے ۔ اور بعض جگہ کبھی لفظ سکتہ بھی لکھدیتے ہیں یعنی ذرا ٹھیرو مگر سانس نہ توڑو (قلا) قیل لا کی علامت ہے کہ بعض نے یہاں نہ ٹھیرنے کے لیئے لکھا ہے (لا) لا یوقف کی علامت ہے کہ یہاں نہ ٹھیرو ۔ یعنی ٹھیرنا لازم نہیں جیسا کہ (مـ) میں لازم نہ تھا (لا) اس علامت میں اختلاف ہے ۔ اکثر قراء تو کہتے ہیں کہ یہاں آیت ہے وقف کرنا چاہیئے اور بعض لا کو ترجیح دیتے ہیں کہ اس جگہ وقف نہ کیا جائے ۔ (مع) علامت معانقہ کی ہے کہ درمیان کا لفظ ماقبل اور مابعد دونوں سے مربوط ہے ۔ جیسے لاریب فیہ ھدی للمتقین میں لفظ فیہ کو

[1] اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کسی قاری نے تراویح میں ان مقامات پر رکوع کیا تھا ۔ وہاں پر رکوع بنا دیا گیا ۱۲ منہ

لاریب سے بھی ربط ہو سکتا ہے اور ھدی للمتقین سے بھی ہے *

اختلاف قرأت

ایک حدیث میں جس کی صحت کے متعلق تمام علماء کا اتفاق ہے آیا ہے۔ انزل القرآن علیٰ سبعۃ احرف کلھا شاف وکاف۔ یعنی قرآن سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے ہر ایک شافی کافی ہے۔ ہر چند کہ حدیث ثبوت کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن مدلول کے اعتبار سے روایت ظنی ہے۔ حروف کے معنی کی تعیین میں علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں حروف کی مراد میں تقریبًا چالیس اقوال نقل فرمائے ہیں۔ بعض حضرات نے اس سے سبعہ قرأت مراد لی ہے۔ لیکن جلال الدین سیوطی نے اتقان میں اسکی تردید فرمائی ہے اور لکھتے ہیں کہ وقد ظن کثیرٌ من العوام ان المراد بھا القراءۃ السبعۃ وھو جھل قبیح۔ یعنی بہت سے لوگوں کا یہ گمان ہے کہ اس حدیث سے مراد قراءۃ سبعہ ہے۔ سو یہ جہل وقبیح ہے۔ اس لیے کہ اول تو ہر حرف میں سات قرأت نہیں۔ کہیں تو کم ہے اور کہیں زائد۔ پھر علاوہ ازیں یہ سات قراء حضور کے زمانہ میں موجود بھی نہ تھے اور نیز ان کا باہمی اختلاف، اختلافِ لغات نہیں۔ اکثر اختلاف تو لب ولہجہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسے مدات کی مقدار کی کمی بیشی یا امالہ۔ نقل وحرکت۔ صلہ وغیرہ۔ پھر اگر فروش میں اختلاف صیغ بھی ہے (غیبت اور خطاب وتکلم) سو اولًا تو وہ بہت قلیل ہے۔ پھر وہ اختلاف بھی اختلاف لغات نہیں۔ کیونکہ اختلاف لغات تو صرف مادہ اور ذات حروف کے اختلاف سے ہو سکتا ہے۔ لہذا حدیث مسطورہ سے سبعہ قرأت مراد لینی تو صحیح نہیں البتہ خود سبعہ قرأت تواتر سے ثابت ہے۔ مگر یہ بحث جداگانہ ہے *

محققین علماء نے تمام واقعات پر غور فرما کر یہ معنی بیان کیے ہیں کہ اس حدیث سے عرب کے سات قبائل مشہور مراد ہیں۔ چنانچہ یہ امر بہت زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ اس ملک میں جہاں صرف ایک ہی زبان مستعمل ہوتی ہو۔ بلحاظ قبائل اور صوبجات کے محاورات میں فرق ضرور ہوتا ہے اور یہ تفاوت قریب قریب ہر زبان میں کم وبیش ہوتا ہی ہے۔ ایک بات جب دوسرے محاورہ کی پابندی سے ادا کی جائے تو تکلیف سے خالی نہیں ہوتی۔ جب اسلام مدینہ میں مختلف قبائل عرب کے اندر پھیل گیا اور قرآن شریف اصل دینی کتاب کا پڑھنا خصوصًا نماز میں ضروری ہوا تو بسبب اختلاف محاورات کے انہیں جملوں کو بے اختیار اپنے محاورے میں بھی ادا کر جاتے تھے جس سے وہ خود بھی اپنے دل میں خلاف مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ سمجھ کر متاثر ہوتے ہونگے۔ چنانچہ یہ مسئلہ دربار رسالت میں بھی پیش ہوتا تھا جسکو حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے بیان کر کے اجازت طلب فرمائی۔ وہاں سے سہولت امت کے لیے اجازت بھی مل گئی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسکی اجازت مرحمت فرمادی۔ مثلًا گنہگار کو بعض محاورات عرب میں فاجر بھی کہتے ہیں۔ اور قریش کے فصیح محاورے میں اسکو اثیم کہتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کو کلام پاک میں طعام الاثیم کی جگہ طعام الفاجر پڑھنے کی اجازت ہوگئی تھی۔ اسقدر تو بے شک اجازت ہوگئی تھی۔ مگر لکھنے اور حفاظ کو بترتیب یاد دلانے میں قریش ہی کا محاورہ ملحوظ رکھا گیا۔ یہ تو ابتدائی حالت تھی۔ پھر رفتہ رفتہ تمام قبائل قریش ہی کے محاورے پر پڑھنے کے عادی ہوگئے تھے۔ ہر کتاب میں ابتداءً ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔ اور ہوتے ہوتے پھر لوگ مصنف کی زبان کی اتباع کرنے لگتے ہیں *

جب قرآن قریشی محاورے میں لکھکر تمام ملکوں میں بھیجا گیا تو لوگ اُسی کے پابند ہوگئے۔ مگر اُسوقت کے خط میں نہ اعراب تھے اور نہ جملوں پر ٹھیرنے کے نشان دیئے گئے تھے۔ اس قسم کے تھوڑے تھوڑے اختلافات جنسے اصلی معنی میں کچھ تفاوت قابل التفات پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ اسکی جانب صحابہ کرام کے عہد میں اسلیے چنداں توجہ نہیں ہوئی کہ وہ اہل زبان تھے۔ لفظ کے ذراسے اشارہ سے بھی اسکو ٹھیک ٹھیک ہی ادا کرتے تھے مگر آخر زمانہ صحابہ ہی میں اس کام کے انصرام کیلئے لوگ متوجہ ہوگئے۔ ہر ایک مشہور مقام میں ایسے ماہر پہنچ گئے کہ اصلی طور پر پڑھکر سنادیا کرتے تھے۔ اور اسی طریق پر قرآن تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ مگر اسپر قدرے وہ اختلاف جو لب ولہجہ کے متعلق اور جس کی زبان وسعت کی متحمل تھی باقی رہ گیا۔ اور فصیح بلیغ کلام میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک جملہ کو دوسرے کے ملانے سے اور معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور اگر منقطع کردیں تو دوسرے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اور کبھی صرف الفاظ کی ادائیگی کا اختلاف ہوتا ہے جیسا کہ والضحٰی کو امالہ سے اور کہ کو صلہ سے پڑھتے ہیں۔ اس قسم کا اختلاف قراۃ سبعہ متواترہ کہلاتا ہے جو خود پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے۔ وسعت کلام کے لحاظ سے ایسے مختلف طرق سے حضور نے پڑھا ہے کہ جملہ معانی کا احاطہ ہو جائے *

قُرّاء کا بیان

صحابہ رض میں بڑے صرف سات قاری تھے۔ عثمان۔ علی۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابو الدرداء۔ ابو موسیٰ اشعری۔ کما قال الذھبی فی طبقات القراء۔ پھر انہیں کے شاگرد مشہور شہروں میں پھیل گئے۔ اور ہر شاگرد اپنے استاد ہی کی روش پر پڑھنے پڑھانے لگا۔ چنانچہ مدینہ میں سعید بن المسیب اور عروۃ بن الزبیر۔ اور سالم بن عبداللہ بن عمر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ سلیمان۔ عطاء۔ معاذ بن حارث۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز۔ محمد بن شہاب زہری۔ مسلم بن جندب۔ زید بن اسلم *

اور مکہ میں عبید عطاء بن رباح۔ طاؤس مجاہد۔ عکرمہ بن ابی ملیکہ مشاہیر قراء میں سے تھے۔ کوفہ میں علقمہ۔ اسود۔ مسروق۔ عبیدہ۔ عمرو بن شرحبیل حارث بن قیس۔ ربیع۔ عمرو بن میمون۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی۔ زر بن حبیش۔ عبید بن فقیہ۔ سعید بن جبیر نخعی۔ بصرہ میں ابو العالیہ ابو رجاء۔ نصر بن عاصم۔ یحییٰ بن یعمر حسن بصری۔ ابن سیرین بن قتادہ۔ اس فن کے بڑے امام تھے۔ شام میں مغیرۃ بن ابی شہاب مخزومی جو حضرت عثمان کے شاگرد تھے۔ ان کے سوا اور بھی قاری شاگرد تھے۔ پھر انہیں مقامات میں بالخصوص اس فن کے یہ امام زیادہ مشہور تھے۔ مدینہ میں ابو جعفر بعد ازاں ابن نصاح پھر نافع۔ مکہ میں عبداللہ بن کثیر حمید بن قیس محمد بن محیض۔ کوفہ میں یحییٰ بن وثاب۔ عاصم بن بخود۔ سلیمان اعمش۔ پھر حمزہ انکے بعد کسائی۔ بصرہ میں عبداللہ بن ابی اسحاق عیسیٰ ابن عمر۔ ابو عمرو بن العلاء۔ عاصم۔ پھر یعقوب حضرمی۔ امام القراء تھے۔ شام میں عبداللہ بن عامر۔ عتبہ بن قیس کلابی۔ اسمٰعیل۔ بعدہٗ یحییٰ بن حارث ذماری شریح بن یزید حضرمی۔ اس فن کے امام تھے *

ساتوں قاریوں کا بیان

انھیں مذکورۂ بالا حضرات میں سات اشخاص وہ ہیں جن کی طرف سبعہ قرأت منسوب ہوتی ہے۔ اور یہی ساتوں حضرات اس فن کے امام مانے جاتے ہیں۔ (۱) نافع مدنی۔ انھوں نے ستر تابعین سے یہ علم حاصل کیا تھا۔ یہ وہ نافع نہیں ہیں جو عبد اللہ ابن عمرؓ کے شاگرد اور امام مالک کے استاد تھے۔ (۲) ابن کثیر مکہ میں قرأت کے امام اور عبد اللہ بن سائب صحابی کے شاگرد تھے۔ (۳) عاصم، یہ بھی تابعین ہی کے شاگرد ہیں (۴) حمزہ، یہ عاصم کے شاگرد رشید تھے۔ (۵) کسائی، یہ امام حمزہ کے شاگرد ہیں۔ (۶) بصرہ میں ابو عمرو بن العلاء تابعین کے شاگرد رشید تھے۔ (۷) عبد اللہ بن عامر شامی یہ ابو الدرداء اور عثمان کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔

پھر ان ساتوں قراء کے دو دو راوی ہیں۔ جن کا باہم اخفاء و اظہار۔ مد و قصر۔ تفخیم و اشمام وغیرہ امور میں اختلاف ہے جو آواز سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لب و لہجہ اور آواز کو بھی جو ادائیگی حروف سے تعلق رکھتے تھے محفوظ کر لیا تھا۔ نافع کے شاگرد اور راوی قالون اور ورش ہیں۔ اور ابن کثیر کی قرأت کے ناقل قنبل اور بزی ہیں۔ اور ابو عمر کے راوی دوری اور سوسی ہیں۔ ابن عامر کے ہشام۔ ابن ذکوان ہیں۔ اور عاصم کے ابو بکر بن عیاش اور حفص ہیں۔ حفص کی قرأت خراسان۔ ترکستان۔ ہندوستان میں مروج ہے۔ حمزہ کے راوی خلف۔ خلاد ہیں۔ کسائی کی قرأت کے ناقل دوری اور ابو الحارث ہیں۔

یہ ایک بہت بڑا اور وسیع علم مدوّن ہو گیا جسکو فن تجوید کہتے ہیں۔ یہ علم استاد سے سُنے بغیر نہیں آسکتا جیسے موسیقی۔ اس فن میں علماء نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ سب سے اول ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے۔ اسکے بعد احمد بن جبیر نے پھر اسمٰعیل مالکی نے پھر ابو جعفر بن جریر طبری نے۔ پھر ابو بکر محمد داجنی نے بعد ازاں ابو بکر بن مجاہد نے۔ پھر انکے بعد بھی بہت سے لوگوں نے اس فن میں کتابیں تصنیف کیں۔ چنانچہ جزری اور شاطبی کہ اس فن کی نہایت عمدہ کتابیں ہیں اور آج کل مدرس میں بھی یہی کتابیں داخل ہیں۔ صرف خوش آوازی یا کسی لحن کا نام قرأت نہیں ہے۔ اسمیں عوام اکثر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں فن قرأت کا چرچا مصر میں خوب ہے۔

علاوہ ازیں ایک بات قابل غور یہ بھی ہے کہ جس طرح قراء نے لب و لہجہ وغیرہ امور کو جو صوت کے متعلق ہیں احاطہ کیا ہے۔ اور انکی حفاظت کے لیئے ایک بڑا وسیع علم ایجاد کیا۔ اسی طرح کتابت کی بھی حفاظت کے لیئے علماء کا ایک گروہ اسی زمانہ میں اُٹھا اور تمام قرآن پاک پر اعراب وغیرہ لگا دیئے۔ اوقاف مقرر کیئے۔ پھر ان وقفوں کے ضروری اور جائز امور بتلا دیئے۔ نیز اُن پر نشان قائم کیئے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض جو کچھ ان بزرگوں کے سینہ میں اور زبان پر تھا۔ اُسکو قلمبند کر کے اسکے لیے رسم خط ایجاد کر دیا۔ اس فن میں بھی علماء نے نہایت عمدہ اور بہترین کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی سورتیں اور آیات و حروف اور اعراب و نقطے وغیرہ سب شمار کر دیئے کہ قرآن کی کل سورتیں ایک سو چودہ ۱۱۴ ہیں اور آیات جمہور کے نزدیک چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیں۔ اور اہل کوفہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چھتیس ہیں۔ اور اہل مدینہ کے نزدیک چھ ہزار دو سو چودہ ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہوئی کہ پورے ایک جملہ کو آیت کہا جاتا ہے مگر بعض نے دو جملوں کو ایک سمجھکر اسکو ایک آیت شمار کر لیا۔ نیز معوذتین جمہور کے نزدیک قرآن کا جزو ہیں۔ چنانچہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نہ تو معوذتین کے کلام الٰہی ہونے کے منکر تھے اور نہ انکو مصحف سے خارج سمجھتے تھے صرف یہ کہتے تھے کہ یہ دعائیں ہیں شر سے پناہ مانگنے کے لیئے نازل ہوئی ہیں۔ اس کلام سے بعض نے یہ سمجھ لیا کہ عبد اللہ بن مسعود انکو قرآن کا جزو نہ سمجھتے تھے چنانچہ اس بنا پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ دو سورتوں کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہے کہ بعض انکو قرآن کا جزو کہتے اور بعض نہیں۔ یہ محض اُن سمجھنے والوں کے فہم کی غلطی ہے۔ حاشا ثم حاشا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ ان سُور کو جزو قرآن نہ مانتے ہوں باوجودیکہ یہ سورتیں ان کے مصحف میں بھی موجود ہوں تو وہ ایسا کیونکر فرما سکتے ہیں۔

نزول قرآن کے وقت دنیا کی حالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا گمراہی میں ڈوبی ہوئی تھی اس امر کا محققین مورخین کو بھی اقرار ہے۔ مگر ہم یہاں پر کسیقدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں تاکہ یہ بات دن کی طرح روشن ہو جائے کہ قرآن کے نزول اور حضورؐ کی بعثت نے عالم دنیا میں کیا روح پھونک دی اور کس تباہ حالت اور گمراہی سے نکالکر راہ راست پر پہنچا دیا۔

عرب کی حالت

عرب کی حالت نہایت پستی اور ذلت میں۔ سلطنت او دولت کے لحاظ سے بھی بہت ہی گری ہوئی تھی کیونکہ جنوبی و مشرقی حصہ یمن و نجد کا تو زیر حکومت شاہ ایران تھا۔ نوشیروان اور یزدجرد یکے بعد دیگرے اسپر حکمران تھے۔ اور غربی حصہ شاہان روم اور انکے باجگزاروں کے ماتحت تھا۔ عراق پر کبھی ایرانی کبھی رومی حکمران رہتے تھے۔ حجاز اور کچھ ریگستانی حصہ آزاد تھا۔ اسپر بھی کوئی ایک بادشاہ حکمران نہ تھا۔ قبائل خود سر رہتے تھے۔ سردار قبیلہ جسکو شیخ کہتے ہیں ایسا ہوتا تھا جیسا ہندوستان میں چودھری۔ یہ قبائل آپس میں لڑا کٹا کرتے تھے۔ ایسی شخصی اطاعت اور خود سری اور باہمی آیا دھاپی مار دھاڑ جسپر بدامنی کا ہونا لازمی ہے ایسی حالت میں کوئی قوم شائستگی اور علوم و فنون میں مہارت یا تجارت میں ترقی پیدا کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسلیئے عرب پر جہل غالب تھا۔ معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے۔ اور جہل کے ساتھ افلاس بھی سوار تھا۔ اونٹ بکریوں سے گزارہ کرنے کے سوا اور کوئی ذرائع و اسباب نہ تھے۔ اول تو ملک میں شادابی اور آبپاشی کے ذرائع قدرتاً کم تھے دوم بیشتر حصہ زمین کا ریگستان اور ناقابل کاشت تھا اسپر بدامنی زراعت کی طرف کم راغب ہونے دیتی تھی۔ اس وحشیانہ معاشرت نے اور بھی جہل کو ترقی دے رکھی تھی۔ اب جاہل وحشیوں کے جو کچھ خیالات اور عادات ہوتے ہیں وہ مخفی نہیں۔ عرب میں جب سے حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد آکر آباد ہوئی اُسوقت سے ضرور ملت ابراہیمیہ کی روشنی چمکی تھی مگر جب اُس ملت سے رسوم و عادات گرد و غبار جہالت دور کرنے والا بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نہ پیدا ہوا تو وہ روشنی بھی

فن تجوید مدوّن

اعراب قرآن

فصاحت کی حقیقت

ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی طرح گل ہوگئی تھی۔ ابراہیمی عبادت تو ج تھا۔ اسکی ہی گبڑتے بگڑتے اور ہی صورت ہوگئی تھی جسکو دیکھکر خداپرست کو گھن آتی تھی۔ بچتے بچتے خود حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد بھی اُسی رنگ میں رنگی گئی جو تمام عرب پر چڑھا ہوا تھا۔ وہ کیا تھا؟ توہمات اور بت پرستی!

عرب کی بلحاظ مذہبی خیالات کے دو ہی قسمیں تجویز کرسکتے ہیں۔ ایک وہ لوگ جو ملت ابراہیمیہ کے پابند یا معتقد تھے۔ دوسرے جو پابند نہ تھے۔ پہلے گروہ کو عرب محصلہ دوسرے کو عرب معطلہ کہا جاتا ہے۔ اس معطلہ کے پھر بہت اقسام تھے۔ اسلئے کہ انسانی سعادت کا قصور دو ہی طرح ہو سکتا ہے۔ یا قصور قوت نظریہ سے یا فتور قوت عملیہ سے۔ قوت نظریہ کے فتور سے عرب میں یہ خیالات پیدا ہوگئے تھے۔

(۱) بعض ایسے تھے کہ سرے سے نہ خدا کے قائل تھے نہ انبیاء کے۔ نہ اعمال کی جزا و سزا کے نہ حشر و نشر کے۔ وہ کہتے تھے کہ بس یہی زندگی ہے جو کھا پی لیا عیش آرام کرلیا۔ یہی غنیمت ہے ورنہ مرکر مٹی ہو جاتا ہے۔ کہاں کا حساب کہاں کا عذاب و ثواب۔ کیسا مرکر جینا۔ یہ سب پہلوں کے تراشیدہ افسانے ہیں۔ جو کچھ ہو رہا وہ زمانہ کررہا ہے۔ اس گروہ کا نام دھریہ ہے۔ قرآن حکیم نے ہر ایک باطل فریق کا اعتقاد اور اسکا رد بھی بیان کیا ہے۔ نیز قرآن کریم نے اس گروہ کا یہ قول نقل فرمایا ہو۔ وقالوا ما هي الا حياتنا الدنيا نموت ونحيا وما يهلكنا الا الدهر۔ اور اس کا رد بھی فرمایا ہے کہ وما لهم بذلك من علم ان هم الا يظنون۔ کہ اُن کو اس بات کی کچھ خبر نہیں کہ دہر کیا شئے ہے محض اٹکل پچو باتیں بناتے ہیں۔

(۲) دوسرا گروہ خدا کا تو قائل تھا۔ لیکن مرکر جینے کا اور حساب کتاب کا منکر تھا۔ اسکا ذکر ان آیات میں ہو۔ قال من يحي العظام وهي رميم۔ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ ءاذا متنا وكنا ترابا ذلك رجع بعيد۔ کیا جب ہم مرکر مٹی ہو جائینگے پھر زندہ ہوں گے؟ یہ رجوع کرنا تو بعید از عقل ہے۔

(۳) یہ تیسرا گروہ خدا کا۔ مرکر جینے اور حساب دینے کا تو قائل تھا مگر رسولوں کا منکر تھا۔ اور کہتا تھا کہ خدا کو کیا ضرورت پڑی جو دنیا میں رسول بھیجے اور بھیجے تو ہم جیسے آدمی ہی بھیجے جو کھاتے پیتے ہوں۔ اس گروہ کے عقائد اور جوابوں کا بھی متعدد جگہ قرآن مجید میں تذکرہ ہے۔

(۴) چوتھا گروہ بت پرست تھا۔ اس نے جن جن چیزوں یا جن اشخاص کو اپنے خیال میں خدائی کاروبار میں شریک سمجھ رکھا تھا اُنکے نام سے پتھروں کی مورتیں بنا رکھی تھیں۔ اور اُن کے وہی نام بھی رکھے تھے۔ پھر جو کچھ عاجزی اور بت پرستی کے طریقے انکے خیال میں آتے تھے اُسے حصول مقاصد اور دفع بلیات کیلئے اور کبھی خدا کی خوشنودی کے لئے وہ ان سے برتتے تھے۔ اُن کے آگے سجدہ کرتے تھے۔ ہاتھ جوڑ کر عرض حال کرتے تھے۔ انکے آگے جانور ذبح کرتے تھے۔ اور اُسکے خون کو اُن پر لگاتے تھے کہ گویا یہ ان بتوں نے کھا لیا ہے۔ اُن کے آگے باجے بجاتے اور ناچتے کودتے تھے۔ اُن کے گرد طواف کرتے تھے۔ اُنپر بعض اوقات اولاد کی قربانی بھی کرتے تھے۔ اُن کے ناموں پر جانور چھوڑتے تھے۔ جیساکہ ہندوستان میں ہندو بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں۔ پھر انکے جدا جدا نام مقرر کر رکھے تھے بحیرہ، سائبہ، حام، وصیلہ۔ اور اپنی کھیتی اور مواشی میں سے بھی کچھ حصہ بتوں کے نام کا مقرر کیا کرتے تھے۔ ان سب باتوں کا ذکر اور رد قرآن حمید میں کثرت سے ہے۔ پھر ہر قبیلہ اور قوم کے بت بھی جدا جدا تھے۔ چنانچہ بنی کلب کا وَدّ، اور ہذیل کا سواع، اور قبیلہ مذحج کا یغوث، اور ہمدان کا یعوق، اور قوم حمیر کا نسر) اور ہر قبیلہ اپنے بت کی پرستش کرتا تھا۔ اور خاص کعبہ اور بیت اللہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت رکھ چھوڑے تھے۔

مکہ میں اس بت پرستی کا رواج دینے والا عمرو بن لحی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تخمیناً تین سو برس پہلے گزرا ہے اور دنیا میں دراصل اسکا قدیم مروج فرقہ صابی ہے۔ اسکے سوا عرب دیگر صدہا توہمات میں مبتلا تھے۔ کہیں یہ سمجھتے تھے کہ مردے کی روح اسکی قبر پر بیٹھی رہتی ہے۔ اور اپنے قاتل سے انتقام کی طالب رہتی ہے۔ اسکو ہامہ کہتے ہیں۔ اور فال اور ٹونے ٹوٹکے ان کا ایمان تھا۔ وہ اپنی ہر حاجت کا روا کرنا ایک غیر مرئی روح سے متعلق سمجھتے تھے۔ حاجات اور مصائب میں ارواح ہی کو پکارتے تھے۔ وہ چڑیل اور بھوت پریت کے قائل تھے۔

قوت عملیہ کا تصور ایسے ناقص اور غلط معتقدات پر مبنی ہونا لازمی بات ہے۔ اس لئے انکے پاس عبادت اور ذکر الٰہی کا کوئی بھی حصہ نہ تھا۔ قوت شہوانیہ و غضبیہ کے بندے تھے۔ زناکاری ایک معمولی قضائے حاجت سمجھتے تھے۔ ذراسی بات پر غصہ آگیا تو خنجر اور تلوار ہی سے کام لیتے تھے۔ شراب پیتے اور جوا کھیلتے تھے۔ کسی بے گناہ کا قتل کردینا ایک ادنیٰ سی بات تھی۔ عار و امادی سے بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے تھے۔ حلال و حرام کی کوئی پابندی نہ تھی۔ جہل و غرور، ضد و ہٹ ان میں خمیر ہوگئی تھی۔ لوٹ مار۔ ڈاکہ وغیرہ معمولی پیشہ ہو رہا تھا۔ الغرض صدہا ظلمات میں غرق تھے۔ مگر چند لوگ جن کو محصلہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کچھ کچھ ملت ابراہیمیہ کے پابند تھے۔ منجملہ اُنکے زید بن عمرو بن نفیل تھے جو توحید کا وعظ کعبہ کی دیوار سے تکیہ لگاکر بیان کیا کرتے تھے وہ حشر و نشر اور حساب کے قائل تھے۔ اور منجملہ ان کے قیس بن ساعدہ ایادی تھے۔ یہ مرکر بارِ دیگر زندہ ہونیکے بھی قائل اور معتقد تھے۔ اور از انجملہ عامر عدوانی تھے۔ یہ عرب کے حکماء و خطباء میں سے تھے۔ اور انکے علاوہ قیس بن عاصم اور صفوان بن امیہ اور عفیف بن معدی کرب تھے۔ یہ تو نزول قرآن کے وقت عرب کی حالت تھی۔ اور عرب کے سوا اُسوقت دنیا میں یہ پانچ مذہب زیادہ رائج تھے۔ اور تمام آبادو بستیاں انہیں کی پابند تھیں۔

(۱) مذہب مجوسی، یہ ایران و خراسان، کابل و ترکستان میں پھیلا ہوا تھا۔ (۲) مذہب عیسوی، یہ شام اور کچھ حصہ عرب، عراق اور ایشیائے کوچک، یورپ اور افریقہ میں دور تک پھیلا ہوا تھا۔ (۳) مذہب بودھ، یہ قدرے ہندوستان میں، اور شرقی جزائر، چین و جاپان اور تبت وغیرہ میں پھیلا ہوا تھا۔ (۴) مذہب یہودی، عرب کے بعض حصوں اور شام وغیرہ بلاد میں مروج تھا۔ (۵) حکماء مذہب، عام ہے کہ وہ حکماء یونان ہوں یا مصر و کلدان یا ایران و ہندوستان ہوں۔ یہ بھی ایک قدیم مذہب ہے۔

ایسی حالت میں خدا کی رحمت کا مقتضا تھا کہ کوئی بڑا زبردست رسول بھیجے۔ اور اسکو جو کتاب عطا ہو وہ بھی نہایت زبردست و محکم و

وہبین ہو۔ جو تمام بنی آدم کو خدا پرستی اور مکارم اخلاق۔ طہارت و نجاست۔ جائز و ناجائز باتیں بتادے۔ مرنے کے بعد آنے والی زندگی کی صحیح صحیح خبر دے کر متنبہ کرے اور ملت انبیائی اور مذہب ابراہیمی کو از سر نو زندہ کرے۔ جو جو امور اس ملت کے لوگوں میں باقی رہ گئے ہوں اُنکو اُن کے غلط خیالات کی آمیزش سے پاک و صاف کر کے ملت میں باقی رکھے۔ اور جو مٹ گئے ہوں اُنکو از سر نو قائم کرے۔ اور ایسا شخص اس عہد میں بجز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی دوسرا نہ موجود تہا اور نہ مبعوث کیا گیا۔ پس آپ کی نبوت و رسالت آفتاب سے زیادہ روشن ہوکر ثابت ہوگئی جس میں منصف کو قیل و قال کی مجال نہیں۔ پھر یہ ہے کہ نبوت کی دلیل میں جہاں اور سیکڑوں معجزات حضورؐ کو عطا ہوئے وہاں ایک سب سے فائق تر معجزہ قرآنی فصاحت و بلاغت ہے۔

حضورؐ کی نبوت کی خصوصیت

اور اِس خصوصیت معجزہ کا اصلی باعث یہ ہے کہ بعثت کے وقت اہل عرب میں جہاں ہزاروں عیب تھے اُن میں چند صفتیں بہی تہیں۔ از انجملہ یہ کہ وہ بڑے فصیح تھے۔ لوگوں میں ہر جگہ ایک وقت خاص میں کسی بات کا چرچا ہوتا ہے کبہی وہ ایک وضع خاص کی عمارتوں کے بنانے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کبہی ایک خاص وضع کا لباس ان میں رواج پاتا ہے۔ کبہی اُنکو دوا درمن کا شوق ہوتا ہے کبہی ان میں شعر و سخن کی ہڑک اٹھتی ہے۔

عرب میں فصاحت و شجاعت کی کثرت

اِسی طرح بعثت کے وقت اہل عرب میں زبان آوری کو کمال سمجھا جاتا تہا۔ اور شجاعت، سخاوت۔ سیر چشمی۔ مہمان نوازی حسب و نسب حسن و جمال سب کمالات اسکے آگے گرد تھے۔ گھر کے لونڈی غلام۔ دیہاتی گنوار برمحل ایسا برجستہ شعر کہتے کہ آج اچھے سے اچھا ادیب اُن سے لگا نہیں کھا سکتا۔ زبان نے اُن پر اپنا ایسا تسلط بٹھایا تہا کہ شاعر قبیلوں کو قبیلوں سے لڑا مارتے۔ اور ہزاروں کے خون کرادیتے۔ میلے ٹھیلے شاعری کے اکھاڑے ہوا کرتے تھے جن میں بڑے بڑے نامور شاعر اپنے قصیدے سناتے۔ اور اُن میں سے جو چوٹی کے ہوتے بڑے فخر کے ساتھ خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکائے جاتے۔ چنانچہ سبعہ معلقہ جو ادب عربی کی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے وہ بھی سات شاعروں کے سات قصیدے ہیں۔ اور اسی واسطے معلقہ کہلاتے ہیں کہ خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکائے گئے تھے۔

ہم لوگوں کو تو سپہگری سے کچھ مناسبت ہی نہیں۔ اور کچھ تھی بہی تو حکام وقت نے ہتیار لیکر اسے بہی سلب کر دیا تو اب کس کی مثال دیں کہ اہل عرب کا نقشہ تمہاری نظروں میں پہر جائے۔ ہاں کابل کی پٹھان البتہ سپاہی ہیں۔ بس ایسے ہی سپاہی اہل عرب بہی تھے۔ کابلیوں سے تن و توش میں کم مگر دلیری و جرأت میں زیادہ وہ سپاہیانہ شیخی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اُن کو نہ صرف اپنی بہادری پر ناز تہا بلکہ کسی بات میں بہی کسی کو اپنا ہمسر اور مقابل نہیں گنتے تھے۔ وہ شریف تھے۔ اُن کی نظر میں اور لوگ کمینے۔ وہ عزت دار تھے اُنکی نظر میں اور رذیل و ذلیل۔ وہ زبان آور تھے اور دوسرے لوگ اُنکی نظر میں گونگے۔ بے زبان جن کو بولنے اور بات کرنے تک کا سلیقہ نہیں۔ اور اسی لئے وہ دوسروں کو عجم کہتے تھے تو فرمایئے ایسے لوگوں کے روبرو کوئی شخص پیغمبر ہونے کا دعوے کرے اور وہ مانگیں دلیل۔ تو وہ اُن کو اس قسم کی دلیل دکھائے کہ وہ چون و چرا نہ کرسکیں تو وہ دلیل نہ تھی بلکہ بہادری کا جواب بہادری سے اور فصاحت کا فصاحت سے۔

قرآن حکیم کا اعجاز

قرآن پاک میں تمام مضامین کو اس فصاحت و بلاغت سے ادا کیا ہے کہ جسکے مقابلے میں فصحائے عرب باوجود تحدی کے ایک سورۃ تو کیا معنی اُسکے دسویں حصہ کے قدر بھی بناکر پیش نہ کرسکے حالانکہ وہ میدان زباندانی کے بڑے مشہور شہسوار تھے۔ اور باہم ایک دوسرے کے مقابلہ میں نہایت فخر و مباہات سے نظمیں پڑھتے۔ اور اس کے لیے سالانہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ اور اگر اس وقت نظم خوانی کے درمیان کسی کی آواز تحسین بلند ہو جاتی تو وہ اُسکو مال و دولت اور سلطنت ملنے سے زیادہ قابل فخر سمجھتے تھے۔ پہر اُن کا یہ کلام ہر خاص و عام کی وِرد زبان ہوکر قبائل میں ضرب المثل ہو جاتا تہا۔ اسکا اصلی سبب یہ تہا کہ اہل عرب کو فصاحت و بلاغت کا ایک قدرتی مذاق تہا۔ آقا سے لیکر غلام تک اور مرد سے لیکر عورت تک غرض کہ ہر چھوٹا بڑا اور بوڑھا بچہ اس فوق سے آشنا تہا۔ اسیوجہ سے ملک کی جانب سے شعراء کی قدردانی اور اُنکی حوصلہ افزائی ہوا کرتی تہی علاوہ ازیں عرب کی زبان میں قدرتًا وسعت بہی بہت زیادہ ہے۔ صرف اونٹ، گھوڑے، شراب وغیرہ کے بیسیوں نام ہیں۔ کیفیات محسوسہ، غیر محسوسہ کے لیئے تشبیہات و استعارات نیز کنایات و مجاز کے ایسے قوالب ڈھلے ہوئے تیار ملتے تھے۔ جس سے ہر فصیح و بلیغ اپنے مطلب کو نہایت عمدگی سے بآسانی ادا کر سکتا تہا۔ زبان کی وسعت و تنگی زباندانوں پر مخفی نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اور کسی زبان میں یہ وسعت و شیرینی نہیں۔ بلکہ کم اور بہت کم ہے۔

پھر علاوہ مقابلہ اور مقاتلہ کے خود ان کے مذہب پر ہی اعتراض ہے۔ اور اُنکے معبودوں کے معبود ہونے کا ابطال اور اُنکے رسم و رواج پر طعن ہے اور نیز اُن سے بار بار یہ بہی کہا جاتا ہے کہ اگر یہ قرآن (نعوذ باللہ) حق تعالیٰ کی جانب سے نہیں ہے تو تم اور تمہارے معبود خود اور دوسروں سے مدد لیکر قرآن کی ایک سورۃ یا اسکے عشر عشیر کے برابر بناکر اس جیسا لاؤ تو سہی۔ مگر باوجود اِسکے فصحائے عرب کا کوئی کلام اسکے مثل بناکر نہ لانا کم از کم اسکی صریح دلیل ہے کہ یہ کلام معجز نظام عرب کے فصحاء و بلغاء کی مجموعی قوت سے بہی کہیں بالاتر ہے۔

حقانیت قرآن کریم

یہ لوگ باوجودیکہ اسلام کے ساتھ دشمنی اور پیغمبر خدا سے عداوت و مخالفت رکھتے تھے مگر جب کہیں کسی جگہ آیت قرآنیہ سن لیتے تو پہروں لکھڑے ہوئے مزے لیتے اور سر دُھنا کرتے تھے۔ چنانچہ بہت سے فصحاء و بلغاء تو محض آیات قرآنیہ ہی سنکر ایمان لے آئے۔ خانہ کعبہ کا جاہلیت میں بہی لوگ حج کیا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی صحابی نے اسی حج کے موقع پر صرف فصحاء اور شعراء عرب کو دکھلانے کی غرض سے سورۃ کوثر لکھکر دیوار کعبہ پر چسپاں کردی اور بہت سا کاغذ سادہ بہی چھوڑ دیا۔ شعراء نے غور سے پڑھا مگر کچھ لکھہ نہ سکے۔ لیکن ایک نامور شاعر نے جس کی فصاحت و بلاغت کا عرب میں سکہ بیٹھا ہوا تہا صرف یہ جملہ لکھا ما ھذا کلام البشر۔ کہ یہ بشر کا کلام نہیں ہے۔ اِسی طرح اور بھی صدہا واقعات ہیں جو انہیں مقابلہ اور معارضہ کرنے والوں نے ایمان لانے بعد بیان کیے ہیں۔

یہ تو ایک اجمالی ثبوت تھا جو عربی دان اور غیر عربی داں سب کے اطمینان دلانے کیلئے کافی تھا۔ اب میں خاص زبان دانوں کے لیئے بھی تفصیلی ثبوت پیش کرتا ہوں۔ **فصاحت**، کلام کا ان عیوب سے خالی ہونا **غرابت** یعنی غیر مانوسۃ الاستعمال الفاظ کلام میں نہ لائے جائیں۔ خواہ وہ الفاظ اسی زبان کے ہوں یا دوسری زبان کے جو اس زبان میں بھی مستعمل ہوتے ہوں۔ اگر اسی زبان کے وہ الفاظ مستعمل کیئے جائیں جو متروک ہوگئے ہیں تب بھی کلام فصیح نہ رہے گا اور ہر زبان میں باہمی اختلاط کی وجہ سے دوسری زبان کے الفاظ تھوڑے بہت ضرور مستعمل ہوتے رہتے ہیں ٭

(۲) کلمات کے حروف میں "تنافر" نہ ہو۔ یعنی زبان دانوں کی زبان پر ثقیل نہ ہوں جیسا کہ گنواروں کے الفاظ اہل شہر کی زبان پر ثقیل ہوتے ہیں ٭

(۳) اُس لغت کا جو کچھ قاعدہ ہو۔ الفاظ اُسکے برخلاف نہ ہوں۔ جن الفاظ کی جس طرح جمع آتی ہو اور فاعل و مفعول بنتا ہو۔ اور جو مؤنث و مذکر۔ غائب و حاضر کے لیئے قواعد مقرر ہوں اُسکے مطابق استعمال ہونا چاہیئے۔ اگر اسکے خلاف ہوگا تو درجہ فصاحت سے ساقط ہوجائے گا ٭

(۴) ضعف تالیف نہ ہو۔ یعنی کلمات کا جوڑ بے قاعدہ نہ ہو (۵) تعقید لفظی و معنوی نہ ہو۔ یعنی لفظ اور معنی میں کسی قسم کا اُلجھاؤ اور گرہ نہ ہو۔ کیوں کہ جس کلام میں اینچ پینچ اور ہیر پھیر سے معنی سمجھے جاتے ہیں وہ کلام فصیح نہیں رہتا ٭

قرآن کریم ان عیوب سے بالکل مبرّا اور پاک ہے۔ چنانچہ آجتک اہل زبان مخالفین میں سے کسی نے بھی اِن عیوب مذکورہ بالا میں سے کوئی عیب قرآن حکیم میں نہیں نکالا باوجود فصاحت کے کلام کا حسب موقع صادر ہونا اور مطلب عمدہ اور بہترین پیرایہ میں ادا کرنا ٭

یہ بات زباندانوں پر مخفی نہیں کہ موقع اور حال ہر وقت یکساں نہیں ہوتا۔ مثلاً غبی سے جو کلام کیا جاتا ہے وہاں وہ موقع حال نہیں ہوتا جو ایک ذکی اور تیز فہم اشاروں سے سمجھنے والے کے ساتھ کلام کرنے میں ہوتا ہے۔ اول کو اسی اسلوب کلام سے مخاطب بنایا جاتا ہے جس میں کوئی حذف ابدال و استعارہ کنایہ وغیرہ نہ ہو۔ برخلاف ثانی کے کہ اُس سے کلام کرنے میں یہ جملہ امور ملحوظ ہوتے ہیں۔ ورنہ کلام پھیکا اور غیر مؤثر ہو جاتا ہے اور سامع کو لطف نہیں آتا۔ اسلیئے قرآن میں ان جملہ امور کی رعایت اسقدر اور اس درجہ رکھی گئی کہ کلام بلاغت میں حد اعجاز تک پہنچ گیا۔ قرآن کا روئے سخن تمام عقلاء کی طرف ہے۔ جن میں ہر قسم اور ہر مذاق کے لوگ ہیں۔ **اولاً** تو اُسکے مخاطب اہل عرب ہیں جن کی زبان میں قرآن اُترا ہے۔ **ثانیاً** باقی اور تمام لوگ ہیں۔ اس وجہ سے فصاحت و بلاغت میں مذاق و محاورات عرب کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور خود کلام میں بھی خواہ اُسکو کسی زبان میں ترجمہ کرلیا جائے۔ ایک ایسا لطف رکھا ہے جسکے سمجھنے کے بعد طبیعت سلیمہ پھڑک اُٹھتی ہے۔ اور پھر ذکی اور غبی دونوں اپنے اپنے فہم اور استعداد کے مطابق اُس سے پورا پورا حظ اور فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو قرآن کے الفاظ میں ایک ذاتی حلاوت ایسی رکھی گئی ہے کہ جو سمجھتے بھی نہیں وہ بھی محظوظ ہوتے ہیں۔ اسلیئے اتنی بڑی کتاب بسہولت حفظ ہوجاتی ہے۔ دو تین جزو کی کتاب کو بھی جو کوئی سخت محنت کرکے ایک بڑی مدت میں حفظ کرے اور پھر حفظ کرکے نہایت محنت اور دشواری سے یاد رکھے۔ اُس سے کہیں کم محنت کرکے قرآن مجید کو بہت جلد تھوڑی مدت میں حفظ کرسکتا ہے۔ اسی لیئے قرآن کے حفاظ ابتدائی زمانہ سے نہ صرف عرب ہی ہوتے ہیں بلکہ عرب و عجم۔ جوان بوڑھے اور بچے۔ مرد و عورت ہر ملک اور ہر خطہ میں از مشرق تا مغرب موجود ہیں کہ جن کو تمام کلام مجید اول سے آخر تک نہایت صحیح اور عمدہ یاد ہے۔ بخلاف دیگر اور کتب کے کہ باوجود رغبت اور ضرورت کے آج کوئی شخص کسی کتاب کا حرفاً حرفاً اور لفظاً لفظاً حافظ ہوسنے میں نہیں آیا۔ لطف یہ ہے کہ جن حافظوں نے تھوڑے دنوں میں قرآن حفظ کرلیا ہے۔ اور اسکے بعد اُنھوں نے زبان عربی ہی میں کسی فن کی کتاب مثل حدیث، فقہ، وغیرہ کے حفظ کرنا چاہا تو حفظ نہ ہوسکی۔ اور اگر شاذ و نادر کسی نے نہایت محنت و مشقت سے یاد بھی کرلی تو کچھ روز کے بعد بجز مطالب کتاب کچھ یاد نہ رہا ٭

کلام پاک میں ایک حسن ذاتی یہ ہے کہ اگر کوئی جملہ بھی اسکا کسی عربی کتاب کی عبارت کے درمیان میں آجاتا ہے خواہ وہ کسی فن کی بھی کتاب کیوں نہ ہو کلام پاک کا وہ جملہ بالکل الگ اور ممتاز معلوم ہوتا ہے جیسا کہ سونے میں یاقوت والماس چمکتا ہوا جدا معلوم ہوتا ہے منکرین و مخالفین میں سے کاش کوئی ہم کو اسکا سبب بتلادے تو اچھا ہو۔ اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کو قرآن سے ایک غایت درجہ انس ہے۔ اسلیئے اُنکو وہ جملہ علیحدہ اور ممتاز معلوم ہوتا ہے تو یہ مسلّم نہیں کیونکہ غیر مسلم عربی دانوں کو بھی یہی بات حاصل ہے۔ باوجودیکہ اُن کو قرآن سے بجائے اُنس کے عداوت و نفرت ہے۔ اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے تو اہل مذہب کو اپنی کتاب سے ایسا ہی اُنس ہوتا ہے جیسے مسلمانوں کو قرآن سے ہے تو مہربانی فرماکر زیادہ نہیں دس بیس ہی افراد ہم کو ایسے دکھلا دیجئے جو اپنی کتاب کے حرفاً حرفاً حافظ ہوں۔ کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ چند فرماں رواؤں نے اسکا اہتمام بھی کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اور مذہب والوں کو اپنی کتاب سے اس قدر انس نہیں ہے جیسا مسلمانوں کو اپنی کتاب سے ہے تو یہ دلیل اعجاز قرآن کے لیئے کافی ہے۔ کیوں کہ قرآن میں جذب مقناطیسی ہے جو اوروں میں نہیں ٭

اب قرآن حکیم کی اُن خاص خاص باتوں کو بیان کیا جاتا ہے جو فصاحت و بلاغت میں اعجاز تک پہنچنے کا سبب ہوئی ہیں۔ ہر قوم اور ہر ملک کے لوگوں میں قدرت نے آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ سے یہ مذاق رکھدیا ہے کہ اُنکو بہ نسبت غیر فصیح بلیغ کلام کے فصیح کلام میں ایک قسم کی لذت ہوتی ہے جیسی کہ موزوں اور سُریلی آواز میں بہ نسبت غیر موزوں آواز کے مزا معلوم ہوتا ہے۔ اور بہ نسبت نثر کے نظم میں زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ نظم کے اوزان و قواعد ہر ملک اور قوم میں اپنے اپنے مذاق کے موافق جداگانہ ہیں۔ اور قرآن جو جملہ بنی نوع انسان کے لیئے نازل ہوا ہے اگرچہ اُس کی زبان عربی ہے۔ اور عربوں ہی کے اسالیب بلاغت میں ڈھالا گیا ہے۔ مگر اُسکے جملے جسے آیت کہتے ہیں اسقدر جامع اسلوب ہیں۔ جن سے تمام عرب و عجم میں ہر ملک اور ہر خطہ کے لوگوں کو اپنے اپنے مذاق کے بموجب نظم جیسا بلکہ اُس سے بھی زیادہ مزا آتا ہے۔ لیکن بااین ہمہ

مخاطبین قرآن

حلاوت قرآن

قرآن کا حسن ذاتی

وہ کسی کے مذاق پر بھی باقاعدہ نظم نہیں۔ کیونکہ شاعرانہ عروض وقوافی کے تکلفات سے کلام کرنا نہ کسی حکیم کی شان ہے اور نہ کسی بادشاہ ذی شکوہ کی۔ چہ جائیکہ خدائے جبار وجلیل کی یہ شان ہو۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسکا التزام کوئی فصیح بلیغ تو کر نہیں سکتا۔ واضح ہو کہ جملوں کے آخری حروف اگر ایک سے ہی ہوں تو اس سے کلام میں شیرینی پیدا ہو جاتی ہے بشرطیکہ اُن کی ادائیگی میں تکلف نہو۔ مگر اسکی تین شکلیں ہیں۔ اگر یہ بات سجع میں پائی جائے تو اُسکو قرینہ کہتے ہیں۔ اور اگر نظم میں ہو تو اسکو قافیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں اسکو فاصلہ کہتے ہیں کہ ایک آیت کو دوسری سے جدا کر دیتا ہے۔ مگر ہر ایک کے احکام جداگانہ ہیں۔ بعض تغیرات تو قوافی میں عیب سمجھے جاتے ہیں فواصل میں نہیں۔ کیونکہ قافیوں میں بعض پابندیوں کے لحاظ سے ایک قسم کا ضرور تکلف ہوتا ہے۔ بخلاف فواصل کے۔ اسلئے ان میں نسبتاً وسعت ہے *

(۱) اگر آخر حرف میں اشتراک اور اس سے قبل حرف مدہ یعنی حرف علت ساکن اور ماقبل کی حرکت موافق ہو اور پھر وہ بار بار آئے تو زیادہ لطف ہے۔ مثلاً رحیم۔ کریم۔ نعیم کہ سب کے آخر میں میم ہے۔ اور اُس سے قبل حرف علت ساکن یعنی ی ماقبل مکسور ہے۔ اور اگر آخر کا حرف بدل جائے اور حرف مدہ وہی رہے۔ تب بھی درست ہے جیساکہ مریج۔ تحید۔ کہ آخر کا لفظ ایک میں جیم اور دوسرے میں دال ہے۔ مگر دونوں کے پہلے حرف علت ساکن اور ماقبل مکسور ہے۔ اور نیز اگر نہ تو اخیر کا حرف ایک ہو اور حرف علت بھی مختلف ہوں تب بھی درست ہے جیسے یعلمون مستقیم *

(۲) قوافی میں تو دونوں مصرعوں کی مساوات شرط ہے۔ لیکن فواصل میں اگر ایک آیت سے دوسری آیت کم وبیش بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں *

(۳) غزل یا قصیدہ میں تو از اول تا آخر ایک ہی قافیہ کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ مگر قرآن حمید کی سورتوں میں فواصل کو نشاط ذہن سامع کی غرض سے بدل دینا حُسن کلام ہے۔ جیساکہ سورۂ مریم میں کہ اول میں تو اور فواصل تھے اور آخر میں اور بدل دیئے گئے۔ مگر باوجود اس وسعت کے بعض سورتوں میں اور آیات میں عجب مرصع کاری کی گئی ہے کہ متعدد فواصل اور جملوں کے بعد کسی خاص جملہ کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے جیساکہ عروض میں ترجیع یا مخمس یا مسدس میں ہوتا ہے جس سے سامع کو عجیب لطف آتا ہے۔ چنانچہ سورۂ رحمٰن میں فبای الاء ربکما تکذبٰن کا اعادہ کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ شعرا ایک ہی شعر متعدد قافیے لاکر حسن کلام بڑھا دیتے ہیں مثلاً کالدھر فی ترف والبدر فی شرف * والبحر فی کرم والبدر فی ھمم * اسکو التزام مالایلزم کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اس قسم کا کلام بہت زیادہ ہے جیساکہ اما الیتیم فلا تقھر ؁ واما السائل فلا تنھر * کہ رائے اول کا التزام ہے اور الم نشرح لک صدرک الخ میں کاف سے اول راء کا التزام کیا گیا ہے۔ اور کبھی دو حرفوں کا بھی التزام ہوتا ہے مثلاً والطور وکتٰب مسطور۔ بنعمۃ ربک بمجنون۔ وان لک لاجرا غیر ممنون۔ اور کبھی تین حرفوں کا التزام کیا جاتا ہے جیسے فاذا ھم مبصرون۔ ولا یقصرون۔ اور کہیں کلام میں زیادتی لطف وسرور کے لیے دو کلموں کو مقفٰے یعنی مفصول کر دیا ہے۔ جیسے یاایھا المدثر قم فانذر الخ۔ والمرسلٰت عرفا الخ۔ اور کہیں ہر جملہ کو پہلے سے مساوی کرکے حسن کلام کو دوبالا کیا ہے جیسے والنجم اذا ھوٰی۔ ماضل صاحبکم وما غوٰی۔ اور کسی جگہ جملوں کو قصیر اور کہیں متوسط کہیں طویل کرکے شان بلاغت دکھلائی ہے۔ قصیر تو دو کلموں سے کم نہیں ہوتا اور طویل دس سے متجاوز ہوتا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان متوسط کہلاتے ہیں *

(۴) فواصل کی بنیاد وقف پر ہے۔ اسلئے مرفوع کے مقابلہ میں مجرور اور مجرور کے مقابلہ میں مرفوع لاکر وسعت فواصل دکھلائی گئی ہے جیسے کہ خلقنٰھم من طین لازب * (۵) فواصل میں تضمین اور ایطاء جائز ہے بخلاف شعر کے *

اوّل تضمین یہ کہ فاصلہ کا مابعد اُس سے متعلق ہو جیساکہ وانکم لتمرون علیھم مصبحین وبالیل۔ بالیل سے تمرون کا تعلق ہے۔ ایطاء فاصلہ یا قافیہ کا اسی لفظ سے مکرر لانا۔ اور اسی وسعت کے سبب فواصل میں جنکی بنیاد حالت وقفی پر ہوتی ہے بقاعدہ زبان عرب کہیں حذف اور کہیں زیادت ہے۔ اس قسم کی چالیس حالتیں ہوتی ہیں جن کا ذکر ابن صائغ نے اپنی کتاب احکام الرای فی احکام الآی میں کیا ہے۔ پھر جو جو ان فواصل میں باریکیاں ودیعت کی گئی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ اگر ایک ہی سورۃ کے اسرار بیان کیئے جائیں تو کئی جلدوں میں بھی نہ سما سکیں *

ثانی۔ ایک بڑے طول وطویل کلام میں یہ بات ضرور دیکھی جاتی ہے کہ متکلم کا ابتداء اور وسط اور اخیر میں کیا حال ہے۔ جس شان کے ساتھ ابتدا کی ہے اور وسط بھی اُسی جیسا ہے اور خاتمہ بھی عمدہ اور بہترین طریق پر اول وآخر پر منظر رکھکر کیا ہے تو کلام فصیح وبلیغ ہے ورنہ درجہ کمال سے گرا ہوا سمجھا جائے گا آپنے مجالس میں مقررین کی تقاریر تو سُنی اور دیکھی ہوں گی کہ ابتدا میں تو بڑے زور وشور اور جوش سے تقریر کرتے ہیں۔ اور اخیر میں بالکل ہی پست پڑجاتے ہیں۔ مگر کلام مجید کو ذرا غور فرماکر دیکھئے تو ہر سورۃ کو از اول تا آخر نہایت موزوں اور بلند شان پائیں گے۔ مقطع پر ایک ایسا نمکین اور پر لطف فقرہ ہوتا ہے جو مضمون سابق میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے اور گویا کہ پچھلے کلام کا پورا فوٹو کھینچ دیتا ہے اور ابتدائے کلام ہی انداز اور شان سے ہوتا ہے کہ سامع کو یقین ہو جاتا ہے کہ آئندہ کوئی بڑے پایہ مضمون بیان ہونے والا ہے۔ اور وسط اسکی تصدیق کر دیتا ہے اور خاتمہ تو گویا اُسپر مُہر ہی لگا دیتا ہے۔ علماء نے تو خاص طوالع ومقاطع قرآنی کے حسن وخوبی میں بڑی بڑی مفید کتابیں لکھی ہیں *

ثالث۔ ہر فصیح وبلیغ شاعر کسی خاص بیان میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ عرب کے مشہور خوش بیان لوگوں میں سے کوئی تو رزم اور بزم میں اور کوئی گھوڑوں کی مدح میں۔ کوئی معشوقوں کے حسن وجمال۔ خط وخال میں اور کوئی ہجو لکھنے میں مشہور رہتا۔ لیکن ان خاص خاص مضامین کے سوا جب وہ کسی دوسرے مضمون پر کچھ لکھنا یا کہنا چاہتے تھے تو وہ بات حاصل نہ ہوتی تھی مگر قرآن مجید جملہ مضامین میں اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر ہے *

ثالث۔ ہر فصیح و بلیغ شاعر کسی خاص بیان میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ عرب کے مشہور خوش بیان لوگوں میں سے کوئی تو رزم اور بزم میں اور کوئی گھوڑوں کی تعریف میں کوئی معشوقوں کے حسن و جمال خط و خال میں اور کوئی ہجو لکھنے میں مشہور تھا۔ لیکن ان خاص خاص مضامین کے سوا جب وہ کسی دوسرے مضمون پر کچھ لکھنا یا کہنا چاہتے تھے تو وہ بات حاصل نہ ہوتی تھی۔ مگر قرآن مجید جملہ مضامین میں اعلےٰ درجہ کی بلاغت پر ہے ✦

رابع۔ فصیح و بلیغ شعرا کا بڑا میدان سخن محسوسات کی کیفیات ہے اور پھر اس کے ساتھ کذب اور مبالغہ بھی جزو بلاغت ہے اور اس میں وہ مضمون کے تابع نہیں رہتے لفاظی کے لئے جو مضمون بھی اس وقت آگے آ جائے۔ یا کوئی عمدہ قافیہ اور اچھا لفظ مل جائے اسی کو اپنے کلام میں لے آتے ہیں۔ اگر مضمون کی پابندی اور کذب و مبالغہ سے ان کو روک دیا جائے اور پھر مضمون بھی ان کو قرآنی مضامین سے ہی دیا جائے۔ مثلاً توحید، خدا پرستی یا احکام صوم و صلوٰۃ وغیرہ پھر ان شاعروں اور فصحاء عالم کے کلام ملاحظہ فرمائیے تو حقیقت معلوم ہو جائے۔ اور کلام مجید کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک سے ایک مضامین عالیہ ہیں جن کو بطور نمونہ کے ذکر بھی کر چکے ہیں۔ باوجود جملہ خوبیوں کے پھر سراسر راستی اور سچائی سے مملو ہے۔ مبالغہ اور کذب نیز طبیعت کے جوش و رجحان سے بالکل انحراف ہے باایں ہمہ اعلیٰ درجہ کی بلاغت لئے ہوئی ہے۔ انہیں باتوں کو دیکھ کر عرب کے بڑے بڑے فصحائے قرآن کے مقابلہ میں کوئی اپنا کلام پیش نہ کر سکے۔ بلکہ اللہ کے مقابلہ کے تصور سے ان کے دل دہلنے لگے۔

خامس۔ ہر ایک کلام سے متکلم کی شان ضرور ظاہر اور نمودار ہوا کرتی ہے۔ عارفین کا کلام پڑھنے یا سننے سے دل پر ایک کیفیت نورانیہ پیدا ہوتی ہے جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کسی شیریں چشمہ کا پانی ہے اور برخلاف اس کے دنیا کے عشاق شہوت پرستوں کا کلام سننے سے دل میں ایک ظلمت پیدا ہوتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو مثنوی مولانا روم اور بدر منیر ہی پڑھ کر دیکھ لیجئے معلوم ہو جائے گا۔ بس اگر کسی کو ذرا بھی تمیز اور قوت دراکہ ہے تو خود قرآن اور دیگر کتب ہی کو پڑھ کر مشاہدہ کر کے معلوم کر لے کہ قرآن پاک کے پڑھنے سے توحید و خدا پرستی اور رضا و تسلیم محبت حق وغیرہ کا دل میں کیسا نور پیدا ہوتا ہے۔ اور کلام سے کیا شان کبریائی ظاہر ہوتی ہے۔ تا وقتیکہ کوئی شخص روحانی مستی سے سرشار نہ ہو ویسے کتنا ہی فصیح بلیغ کیوں نہ ہو اپنے کلام میں یہ بات پیدا نہیں کر سکتا۔ اور اگر بالفرض کسی نے نقل ہی اتار لی۔ تب اس میں وہ درد اور اثر نہیں ہو سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے جبکہ دنیا پر اس سرے سے اس سرے تک بدکاری و بت پرستی کی ظلمت محیط تھی اور تمام ملک اسی میں مستغرق تھا۔ اس وقت ایک شخص جو اسی ملک کا رہنے والا جہاں کسی طرح کے علوم کی روشنی ہی نہ تھی اور نہ خود وہ کچھ لکھا پڑھا اور نہ اس کو شعر و سخن سے مناسبت نہ وہ ایسی مجالس میں کبھی شریک ہوا۔ پھر باوجود اس کے دفعتاً اس نے ایک ایسی کتاب جس میں یہ علوم عالیہ اور اس درجہ کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ اور طبیعت انسانیہ کو ایسی نورانیت دینے والی اور راہ راست پر لانے اور مخلوق پرستی سے نفرت دلانے والی بغیر الہام الٰہی کیوں کر تصنیف کر سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ احاطہ سے بالکل باہر ہے ✦

سادس۔ بعض لوگوں کے مضامین تو کچھ عمدہ بھی ہوتے ہیں مگر رکاکت الفاظ اور تشبیہات و استعارات کی بیہودگی باہم جملوں اور مضامین کی بے ربطگی ایسی ہوتی ہے کہ اس سے مضمون کی وہ خوبی جاتی رہتی ہے۔ مثلاً بے ربط منتر اور ان میں عناصر اور غیر مرئی دیوتاؤں کی پرستش کی ستائش اور وہی تنگ دست بھکاری برہمنوں جیسی بول چال۔ لیکن کلام اللہ جس کو قرآن شریف کہتے ہیں ان تمام عیوب سے بالکل پاک و صاف ہے ✦

سابع۔ کسی مضمون کو ایک بار بیان کر کے پھر دوبارہ اسی کو بیان کیا جاتا ہے تو خواہ مخواہ اس تکرار سے سامع کو بے لطفی معلوم ہوتی ہے اور اس کے سننے اور پڑھنے سے طبیعت منقبض ہوتی ہے۔ یہ ایک طبعی بات ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا چنانچہ اسی کو ایک شاعر کہتا ہے ؎ مکرر اگرچہ سحر آمیز باشد طبیعت ملال انگیز باشد مگر بسا اوقات تکرار کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے تاکہ سامع کے ذہن میں جاگزین ہو جائے اور یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کلام حفظ کرنا ہوتا ہے تو اس کو بار بار پڑھا جاتا ہے تاکہ اس سے نفس متاثر ہو کر اس کو نقش کر لے۔ ایک عمل کو بار بار کرنے سے اس عالم میں اثر محسوس ہونے کا ایک باریک سر ہے۔ اس لئے لکھنے کی اور اس کی تکمیل کے لئے بنی آدم مشق کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے قرآن میں توحید و صفات وغیرہ کے مضامین بار بار آتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں پر اثر ہو کر نقش کالحجر ہو جائیں۔ اور یہی وجہ تھی جو قرآن ایک بار نازل نہیں فرمایا گیا بلکہ تئیس سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا تاکہ نبی کو بھی الہامی حالت میں وقتاً فوقتاً لذت بڑھتی رہی اور مخاطبین بھی اس رنگ میں بار بار رنگین ہوتے رہیں۔ مگر تا وقتیکہ تکرار میں ایک جداگانہ لذت نہ پیدا کر دی جائے انقباض خاطر سامعین رفع نہیں ہوتا۔ اسی لئے گانے میں ایک کلمہ کو بار بار تکرار سے کہتے ہیں اور ہر بار اس کی تجلی دل کو جداگانہ فرحت بخشتی ہے۔ قرآن نے اس تکرار کی بے لطفی کو تغیر و تبدل عنوان کلام سے رفع کیا یعنی جب ایک مضمون کو بار بار بیان فرمایا ہے تو ایک عجیب انداز اور نئی شان سے ذکر فرمایا ہے جس کی وجہ سے ہر بار وہ ایک نیا مضمون معلوم ہوتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس کو کوئی فصیح و بلیغ ہو اور کیسا ہی کلام پر قادر ہو نہیں کر سکتا ✦

ثامن۔ قرآن میں ایک ایسی بات ہے جس سے ہر فصیح آدمی قاصر ہے۔ وہ یہ کہ ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف اس خوبی اور عمدہ مناسبت سے انتقال کیا ہے جس کو دیکھ کر بڑے بڑے فصحاء انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔ کہ نہ تو قرآن کے مضامین بنرح اب ہیں اور نہ فصول پھر اتنا بڑا کلام نہایت مسلسل بیان کیا گیا۔ باوجودیکہ تئیس سال میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے لوگوں کے جوابات اور آئندہ کی ہدایات کے لئے نازل ہوا ہے لیکن باہمی مناسبت کس قدر صاف اور ظاہر ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے مناسبت آیات و سور میں بڑی بڑی مبسوط کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ سب سے اول شیخ ابوبکر نیشاپوری اس طرف متوجہ ہوئے اس کے بعد اور علماء نے اس میں قلم اٹھایا۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں آیات کی مناسبت بیان فرمائی۔ علامہ ابوجعفر بن زبیر استاد ابن حبان نے اس فن میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام البرہان فی مناسبۃ ترتیب سور القرآن ہے۔ غرضکہ اس قسم کی بہت سی کتب مختلف حضرات نے اور بھی تحریر فرمائی ہیں ✦

فائدہ - مناسبت لغت میں مشاکلت کو کہتے ہیں اور مآل کار اس کا دو جملوں کی آیات میں ایک ربط ہوتا ہے اور ربط کبھی عام ہوتا ہے اور کبھی خاص کبھی حسی کبھی عقلی کبھی خیالی - اور کبھی تلازم ذہنی ہوتا ہے جیسا کہ سبب مسبب علت و معلول وغیرہ علامات میں ہوا کرتا ہے جس کا فائدہ اجزاء کلام میں باہمی ارتباط اور اس سے استحکام پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ دیوار کے مختلف اجزاء کو مربوط کر دینے سے قوت و استحکام ہو جاتا ہے - اس تمہید کے بعد اگر آپ اس قاعدہ کلیہ کو ملحوظ خاطر رکھیں گے تو آپ کو مناسبت کا اصول معلوم ہو جائے گا ایک آیت کو دوسری آیت کے بعد دیکھا جائے اگر وہ پہلی آیت کا تتمہ ہے - خواہ احکام و قصص میں اور یا استدلال میں - تب تو مناسبت ظاہر ہے - اور اگر دوسری آیت کی تائید یا تفسیر و تشریح یا بدل اور یا کسی سوال مقدر کا جواب ہے تب بھی دونوں کی مناسبت ظاہر ہے جس کو زباندان شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے - ہاں اگر دونوں جملے بذات خود مستقل ہیں تو اب دیکھنا چاہئے کہ ایک دوسرے پر حروف مشترکہ عطف کے ساتھ معطوف ہے یا نہیں - اگر عطف ہے تو علاقات مذکورہ میں سے کوئی نہ کوئی علاقہ ضرور ہوگا - جیسے یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا - ان میں ولوج - خروج - نزول - عروج - آسمان - زمین - باہم علاقہ تضاد رکھتے ہیں ✦

قرآن مجید میں اکثر احکام کے بعد وعدہ وعید اور کبھی وہ گزشتہ واقعات ذکر کئے جاتے ہیں جن میں فرمانبرداروں پر عنایت اور نافرمانوں پر عتاب مذکور ہوتا ہے تاکہ احکام مذکورہ کی تعمیل میں لوگ کوشش کریں - اور کبھی قیامت اور ہولناک عذاب اور رحمت و نعمت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں تاکہ نتیجۂ عمل سامع کے ذہن نشین ہو جائے - اور کبھی آیات توحید و انعام بھی بعد میں مذکور ہوتے ہیں تاکہ امر و نہی کی شان معلوم ہو جائے ✦

اور اگر دونوں جملوں میں عطف نہیں ہے تو مندرجہ ذیل روابط میں سے کوئی ربط ہوگا (۱) **تنظیر** - ایک نظیر کو دوسرے سے الحاق کرنا عقلاء کی شان ہے جیسے کما اخرجک ربک من بیتک بالحق - اس کے اول کا یہ جملہ ہے اولئک ہم المؤمنون حقا - اس سے قبل یہ بیان تھا کہ اے نبی آپ امور سیاست میں کسی کی مخالفت اور طعن کی پرواہ نہ کریں کیوں مصالح عوام کی سمجھ میں نہیں آتے - اور مومن خالص بلا چون و چرا آپ کی پیروی کرتے ہیں مگر بعد میں سب کو اس کی مصلحت معلوم ہو جاتی ہے - مثلاً آپ کا گھر سے نکلنا - اس معاملہ میں طبائع عامہ مخالف تھیں - لیکن اس کے برکات بعد میں سب نے دیکھ لئے - گھر سے نکلنے میں ہجرت یا قریش سے مقابلہ کی طرف اشارہ ہے ✦

(۲) **مضاد** - کہ ایک شے بیان کرنے کے بعد اس کی ضد بیان کی جائے تاکہ اس کی پوری حالت کا انکشاف ہو جائے - جیسے ایمان داروں کے اوصاف اور ان کا نیک نتیجہ بیان کرنے کے بعد کافروں اور فاسقوں کے حالات کا بیان - مثل مشہور ہے کہ تعرف الاشیاء باضدادہا ✦

(۳) **استطراد** - جیسا کہ اس آیت میں ہے یٰبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقویٰ ذلک خیر کیونکہ اس سے پیشتر آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور آدم کی وہ حالت بیان ہوئی تھی کہ بجائے لباس کے اپنے بدن پر درختوں کے پتے چپکاتے تھے - اس موقعہ پر ظاہرداً اس لباس کا ذکر کر دینا مناسب ہوا جو بعد میں خدائے تعالیٰ نے بنی آدم کو بنانا سکھایا اور جوان کے زیب تن کا باعث ہوا اور پھر لباس میں بھی لباس تقویٰ کا ذکر زیادہ مناسب تھا ✦

(۴) **حسن التخلص** - اس میں اور استطراد میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ استطراد میں ایک مضمون ذکر کرتے ہوئے اس کے بعد دوسری بات بیان کر کے جلدی ہی اصل مضمون کی طرف عود کر آتے ہیں - اور حسن التخلص میں ایک مضمون بیان کر کے اس کے مناسب دوسرے مضمون کی طرف ایسی خوبی سے منتقل ہو جاتے ہیں کہ سامع کو اس انتقال کا خیال اور وسوسہ بھی نہیں ہونے پاتا - قرآن میں یہ بات جابجا ہے - اور وہ بھی اس خوبی سے کہ بڑے بڑے فصحاء حیران رہ جاتے ہیں - مثلاً سورہ اعراف میں انبیاء علیہم السلام اور قرون ماضیہ ذکر فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ستر آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے کر خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے - اور وہاں پہنچ کر اپنی امت کے لئے دعا کی جس کا جواب جناب باری کی جانب سے ارشاد ہوا کہ میری رحمت نے ہر شے کو گھیر لیا ہے لیکن میرا عذاب بھی جس کو چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے اس مقام سے حق تعالیٰ نے حسن تخلص کر کے جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے مناقب اور فضائل بیان کرنے شروع کر دئے - کہ لیکن ہوسکے یہ رحمت صرف آپ ہی کی امت کا حصہ نہیں ہے بلکہ یہ تو ایک آنے والے نبی امی کی امت کا حصہ ہے جن کے یہ مناقب ہیں - فساکتبہا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ہم بآیٰتنا یؤمنون الخ یعنی میں اپنے حسنات اور رحمت خاص ان کے نام لکھے دیتا ہوں - الف جو پرہیزگار ہوں گے ب - صدقہ خیرات کریں گے - ج - ہماری آیات پر ایمان لائیں گے - اور خدا کے غضب کی جو انکی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے ان کو اتار دیگا اور جو کوئی اس پر ایمان لائے گا اور اس کی توقیر کرے گا اور اس نور کا جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہوگا پیروی کرے گا وہی فلاح بھی پائے گا پھر اس کے بتلانے کے لئے کہ وہ نبی امی جن کی یہ صفات مذکورہ ہیں وہ کون ہیں - اسی کے لئے حضور کو حکم ہوتا ہے - قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا کہ اے نبی آپ لوگوں سے یہ فرما دیجئے کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا گیا ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنا ضروری تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس کی طرف سے رسول آیا ہے وہ کیسا ہے - کیونکہ فرستادہ کی قدر و منزلت فرستندہ کے لحاظ سے ہوتی ہے - لہذا بیان فرماتے ہیں الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الٰہ الا ھو یحیی ویمیت یعنی اللہ وہ ہے جس کی سلطنت آسمانوں اور زمینوں پر ہے کوئی شے بھی اس کے قبضہ اور قدرت سے باہر نہیں وہ مجرم کو سزا اور مطیع کو جزا بھی دے سکتا ہے - اس سے بڑھ کر اس مقام پر اور کوئی صفت مناسب نہ تھی کیونکہ اس کے سوا اور کوئی معبود بھی نہیں وہی مارتا جلاتا ہے - غیر معبودوں کی الوہیت باطل کرنے کے لئے ان دو صفتوں سے زیادہ کوئی دوسری صفت موثر نہیں - اب اس کے بعد

لوگوں کو ایسے نبی اور رسول پر ایمان لانے کا حکم سُنا دینا نہایت مناسب تھا اس لئے فرمایا کہ فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی کہ اللہ اور اُس کے رسول اور نبی اُمی پر ایمان لاؤ۔ اور اس پر ایمان لانا اے اہل کتاب تمہارے دین و مذہب کے خلاف نہیں کیونکہ الذی یؤمن باللہ وکلمٰتہ کہ وہ نبی اللہ اور اُس کے کلمات پر ایمان لارہا ہے اور یہی تمہارا بھی اصل مذہب ہے اس لئے اب بے کھٹکے اتبعوہ یعنی اُس کی پیروی کرو لعلکم تھتدون تاکہ اس عہد میں کہ تحریفات و تغیرات کے سبب تمہارا اصل مذہب تم سے چھوٹ گیا ہے۔ اس نبی کے وسیلہ سے تمہیں ملے۔ اور تم مقصود کو پہنچو۔ اس امر کے بعد اس بات کی تصدیق بھی ضروری تھی کہ کوہ طور پر موسیٰ نے یہ دعا کی تھی اور خدا نے اس کا یہ جواب دیا تھا۔ اور نبی اُمی کے یہ اوصاف بیان فرما کر اس کے پیروؤں کے لئے رحمت حسنہ کا لکھا جانا مخصوص فرمایا تھا اس کی شہادت اگر کوئی دے گا تو موسیٰ ہی کی قوم کا آدمی دے سکتا ہے۔ اسی لئے ان راستبازوں اور خدا ترس اسرائیلیوں کی خوبی بیان کرنا مناسب وقت تھا کیونکہ وہ شہادت دے رہے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون کہ موسیٰ کی قوم میں سے ابھی تک ایک ایسا گروہ ہے جو لوگوں کو حق پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے اور خود حق کے ساتھ عدالت کرتا ہے۔ اور عدالت حق کا مقتضیٰ بمضمون سابق کی تصدیق ہے۔ جو انہوں نے کر کے دکھا دی کہ توریت و انجیل کے نوشتہ کے مطابق نبی اُمی پر ایمان لے آئے۔ جیسا کہ عبداللہ ابن سلام وغیرہ۔ بعد ازاں پھر اصل مضمون کی طرف رجوع کر کے موسیٰ اور آپ کی اُمت کے حالات بیان فرماتے ہیں کہ وقطعنٰھم الخ۔

اب حسن التخلص اور استطراد کو غور فرما کر دیکھئے کہ وہ مثل موتیوں کے ہیں جو بترتیب ایک لڑی میں پرو دئے گئے ہیں بس مختصر طور پر تمام قرآن کے لئے یہی نمونہ کافی ہوگا ✦

تاسع سورتوں کے فواتح اور مقاطع میں وہ مناسبت ہے کہ جس کے مقابلہ سے بڑے بڑے فصحا عاجز آگئے۔ اس مبحث پر بھی علمانے بڑی نادر اور لاجواب کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ بنمونہ کے طور پر یہاں بھی دو ایک آیتیں لکھی جاتی ہیں ملاحظہ ہو کہ الٓم سورہ بقرہ کی ابتداء اس طرح سے ہے الٓمّٓ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں کچھ شبہ نہیں اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے آگے پرہیزگاروں کے اوصاف بیان فرما کر پھر اُن کی ضد یعنی کافروں کے خصائل ذکر فرماتے ہوئے خاتمہ کو اس طرح تمام فرماتے ہیں کہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا الخ جس میں کتاب کے ہدایت اور پرہیزگاروں کے دنیوی و اُخروی نتیجہ کا بیان ہے پرہیزگاری اور ایمانداری کا اُخروی ثمرہ یہ ہے خدا بھول چوک کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اس لئے کہ کوئی لاکھ پرہیزگار ہو جائے مگر بشریت ساتھ لگی ہوئی ہے کہ جس میں اشارہ ہے کہ بشریت کی لغزشیں پرہیزگاری کے منافی نہیں ہیں، واعف عنا واغفر لنا کی تعلیم اسی لئے فرمائی گئی مگر صرف بخش دینا ہی کافی نہیں بلکہ خدا کی عنایت اور دار البقا کی نعمتوں کا ملنا بھی مقصد اعلےٰ ہے۔ اور دنیا میں عزت و عافیت کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے وارحمنا کہنے کی تعلیم دی گئی ہے جو سب کو شامل ہے نیز دنیا میں خدا کی مدد اور فتحیابی بھی ایک اعلےٰ شے ہے جس کے لئے انت مولٰنا الخ کی تعلیم عطا ہوئی ہے جس میں اشارہ ہے کہ فتح اور نصرت کا ملنا اور خدا کا حامی و مددگار رہنا صرف پرہیزگاری کا ثمرہ ہے۔ اور مغلوب و مقہور ہونا کفر و بدکاری کا کھلا نتیجہ ہے۔ اسی طرح سورہ آل عمران کی ابتدا ارشاد فرماتے ہیں کہ الٓمّٓ اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم یعنی وہ صرف اللہ ہی ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے قایم رہنے والا ہے۔ اس نے اپنی وحدانیت اور حیات و قومیت کے تقاضا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ملت ابراہیمیہ کے زندہ رکھنے اور قایم رکھنے کے لئے جو توحید پر مبنی ہے تین کتابیں نازل فرمائیں (۱) آپ پر تو قرآن نازل فرمایا جو توحید کا خزانہ اور حیات ابدی ملنے کا سبب ہے۔ اور حی قیوم نے اپنی ان دو صفتوں کے مطابق قرآن میں بھی دو ہی صفات رکھی ہیں۔ اول تو یہ کہ وہ بالحق ہے اس لئے اس میں کوئی بات باطل نہیں اور در اصل کتاب کی حیات بھی یہی ہے کہ اُس میں جو کچھ ہو سراسر حق ہو ورنہ باطل کتاب مثل مردہ کے ہے۔ دوم یہ کہ وہ پہلی کتابوں کی مصدق اور ان کو قایم رکھ رہی ہے۔ سوم قرآن کی قیومیت ہے جو خدا کی قیومیت کی مظہر ہے (۲) توریت (۳) انجیل۔ قرآن میں دو صفات اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ وہ دنیا میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اس لحاظ سے اُس کو اول لفظ منزل سے تعبیر کیا اور کتاب کہا اور وصف کتابیت پارہ پارہ ہو کر ہی وجود میں آنے کا مقتضی ہے۔ دوم یہ کہ وہ بیت المعمور سے آسمان دنیا پر ایک بارگی نازل ہوا اس لحاظ سے اس کو بلفظ انزل اور بلفظ فرقان بیان فرمایا۔ توریت و انجیل دو کتابوں کے مقابلہ میں قرآن کو دو وصف کے ساتھ دوبارہ ذکر فرمایا جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ جو ان دونوں میں ہے وہ سب اس قرآن میں موجود ہے۔ گویا کہ یہ ان دونوں کے برابر ہے۔ اس لئے اس میں ایک یہ بھی وصف ہو گیا۔ اور خاتمہ اس سورت کا یہ ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا الخ کہ اے ایمان والو برداشت کیا کرو اور مقابلہ میں ثابت قدم رہا کرو اور نیک کاموں میں دل لگائے رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ بس انسانی سعادت کا انہیں تین اوصاف پر مدار ہے (۱) نفسانی خواہشات اور لذات فاسدہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا۔ یہ بچانا تو صبر و برداشت ہے اور جب نفس بد کا حملہ ہو تو مقابلہ میں مستحکم رہنا۔ یہ صابروا ہے (۲) نیک کاموں کو عمل میں لانا اور خدا سے دل لگانا یہ رابطوا ہے (۳) اللہ سے ڈرتے رہنا کسی وصف پر مغرور نہ ہونا اور بُرے کاموں سے بچنے اور نیک کاموں کے کرنے اور اُس کے ساتھ دل لگانے کا محرک یہی تقوے ہے۔ سعادت کے بعد پھر فلاح ہی فلاح ہے ✦

چونکہ خدا کی جملہ کتابوں کا اصلی لب لباب یہی ہے اس لئے سورۃ کو اسی مضمون پر ختم فرمادیا۔ بظاہر کتابیں تین بیان ہوئی تھیں۔ اس لئے موجبات

سعادت بھی تین ہی ارشاد فرمائے۔ مگر قرآن کو دو وصف کے لحاظ سے دوبار ذکر فرمایا تھا۔ اس لئے اس فرق اعتباری سے چار ہوگئیں۔ اسی طرح اگر اجزاء عبادت کو تھوڑے سے تفاوت پر دو سمجھا جائے تو موجبات سعادت بھی چار ہوجائیں گی +

اب مطلع اور مقطع کی مناسبت پھر دونوں میں جو جو الفاظ لائے گئے ہیں ان کی باریکیاں بھی ملاحظہ فرمالیجئے +

عاشمی مفاتح سور میں ایک سر بلاغت رکھا ہے جو اعجاز کو پہنچ گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جس سورت میں جو مضمون زیادہ تر ملحوظ ہے اسی کی مناسبت سے شروع سورت میں الفاظ لائے گئے ہیں۔ سورتوں کی ابتدا استقرا سے دس طرح فرمائی گئی ہے +

(۱) حق تعالیٰ کی ثنا وصفت کے ساتھ۔ پھر ثنا کی بھی دو قسمیں ہیں اول صفات مدح کا ثبوت دوم برے صفات سے تنزیہ وتقدیس پس پانچ سورتوں کو تو تحمید کے ساتھ شروع فرمایا اور دو کو بلفظ تبارک اور سات کو بلفظ سبحان سے شروع فرمایا ہے۔ مگر اس میں بھی یہ خوبی رکھی ہے کہ کہیں تو مصدر کے ساتھ جیسے سبحان الذی اسریٰ اور کہیں بصیغہ ماضیہ جیسے سبح اور کبھی بصیغہ مضارعہ مثلاً یسبح اور کسی جگہ بصیغہ امر جیسے سبح اسم ربک الخ پھر ان فرق صیغ میں بھی نکتہ ہے اور حروف تہجی سے ۲۵ سورتوں کی ابتداء فرمائی ہے۔ اور اس میں نکتہ یہ رکھا ہے کہ حروف کے جس قدر اقسام ہیں خواہ وہ اقسام صرفی ہوں یا اقسام تجویدی صفات حروف کے مثلاً مہموسہ شدیدہ رخوہ وغیرہ سب نصف نصف ان حروف میں آگئے ہیں۔ اور اگر کہیں عدد طاق مثلاً پانچ سات نو وغیرہ ہے تو نصف اقل یا اکثر لیا گیا ہے۔ قاضی بیضاوی نے شروع بیضاوی میں اس کی مفصل تقریر بھی فرمائی ہے اور جس سورت کے جو جو حروف مناسب تھے وہی اول میں لائے گئے ہیں (۲) دس سورتوں کو بلفظ ندا شروع کیا گیا ہے جس میں سے پانچ یعنی احزاب، طلاق، تحریم، مزمل، مدثر کو بہ ندا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع فرمایا ہے مثلاً یا ایہا النبی۔ اور یا ایہا المدثر۔ اور پانچ یعنی سورۂ نساء، مائدہ، حج، حجرات، ممتحنہ کو بندا امت +

(۳) تئیس سورتوں کو جملہ خبریہ سے شروع کیا ہے مثلاً یسئلونک عن الانفال، براءۃ من اللہ، اتیٰ امر اللہ، اقترب للناس، قد افلح المومنون، سورۃ انزلنٰہا، تنزیل الکتاب، الذین کفروا، انا فتحنا، اقتربت الساعۃ، الرحمٰن، قد سمع اللہ، الحاقۃ، سال سائل، انا ارسلنا، لا اقسم دو جگہ، عبس، انا انزلناہ، لم یکن، القارعۃ، الہٰکم، انا اعطینٰک،

(۴) پندرہ سورتوں کو قسم سے شروع فرمایا ہے، والصافات، والسماء ذات البروج، والطارق، والنجم، والفجر، والشمس، واللیل، والضحیٰ، والعصر، والذاریات، والمرسلات، والطور، والتین، والنازعات، والعادیات، اور سات سورتوں کو شرط سے شروع کیا ہے۔ اذا وقعت الواقعۃ، اذا جاءک المنافقون، تکویر، انفطار، انشقاق، اذا زلزلۃ، اذا جاء نصر اللہ، اور چھ سورتوں کو بصیغہ امر شروع کیا ہے، قل اوحی، قل یا ایہا الکافرون، قل ہو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس اور چھ ہی سورتوں کو بصیغہ استفہام یعنی ہل اتیٰ، عم یتساءلون، ہل اتاک، الم نشرح، الم تر، ارایت، اور تین سورتوں کو بددعا کے ساتھ شروع فرمایا یعنی ویل للمطففین، ویل لکل، تبت، اور ایک کو تعلیل کے ساتھ لایلاف، علامہ ابوشامہ فرماتے ہیں کہ بددعا اور ثنا کو بجز سبح اسم ربک کے جملہ خبریہ میں شامل کرسکتے ہیں۔ اور سبحان خبر اور امر دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔ اب میں بطور نمونہ ہر ایک مطلع سورت کی مضمون سے مختصراً مناسبت بیان کرتا ہوں، وہ پانچ سورتیں جو حمد سے شروع ہوتی ہیں یعنی فاتحہ، انعام، کہف، سبا، فاطر ان میں سے سورہ فاتحہ جو قرآن کی اول سورت ہے ملاحظہ کیجئے کہ جس کے ابتدا میں الحمد ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی معرفت جس قدر علوم نازل ہوئے ہیں ان سب کا ان چار علموں میں انحصار ہے۔ اول تو اصول جس کا مدار خدا کی ذات وصفات کی معرفت پر ہے۔ اس کا بیان اول جملہ الحمد للہ رب العالمین میں ہے۔ دوم علم نبوت اس کی طرف اشارہ الذین انعمت علیہم میں ہے۔ سوم معرفت معاد سو اس کی طرف اشارہ مالک یوم الدین میں ہے۔ چہارم علم العبادت اس کی طرف ایاک نعبد میں اشارہ ہے پنجم علم السلوک وہ نفس کو آداب شرعیہ والقیاد رب البریہ کا پابند کرنا جس کے لئے ایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم فرمایا گیا ہے ششم امم گزشتہ کے حالات پر مطلع ہونا تاکہ مطیع لوگوں کی سعادت اور نافرمانوں کی شقاوت معلوم ہو اس کی جانب اس جملہ میں اشارہ ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم الخ اور تمام قرآن کے یہی مقاصد ہیں۔ جو سورہ فاتحہ میں اجمالاً جمع کردئے گئے۔ اور دیگر سور میں اس اجمال کی تفصیل ہے اور بندوں پر اس کی بڑی رحمت ونعمت ہے جس پر حمد کرنا مناسب اور حق شناسی ہے۔ اس لئے ابتدا میں الحمد للہ رب العالمین کا لانا اشارۃً اجمال ہے کہ اس کے بعد جو کچھ ارشاد ہوگا وہ ایک رحمت ونعمت ہوگی۔ اس مناسبت کی خوبی ملاحظہ فرمایئے اور دوسری سورت جس کے شروع میں الحمد للہ ہے وہ سورہ کہف ہے۔ اس سورت میں ان دو شخصوں کا بیان ہے جنہوں نے بڑا سرمایہ جمع کرکے دو باغ بنائے تھے پھر غرور وکفران نعمت کے سبب ایک کے باغ پر آفت آئی اور دوسرے کے باغ میں اس کی خدا پرستی اور زکوٰۃ کی کے سبب برکت ہوئی +

آگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ نیکوکار اور ان کے پسماندہ مصائب سے محفوظ کئے جاتے ہیں اور دنیا میں بھی نیکی کا پھل کھاتے ہیں چنانچہ ذوالقرنین کا قصہ ہے جس کو خدا نے نیکوکاری کی وجہ سے ہر قسم کے سامان عطا فرمادئے تھے اور وہ اس بلندی پر پہنچ کر بھی خدا پرست رہا۔ مظلوموں کی حمایت کے لئے ایک دیوار بنا کر ان کو روک دیا۔ اور نیز ہر موقع پر حسن تخلص کے پیرایہ میں دار آخرت اور نیکوکاری کے ثمرات کا بھی ذکر ہے اور اس کے خلاف دنیا اور آخرت کے برے نتیجہ کا بھی بیان ہے۔ ایسے واقعات کا بیان جس کو کوئی تاریخ بھی نہیں بتاتی جن میں بڑی عبرت ونصیحت ہے خدا کی ایک بڑی نعمت ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بندوں پر پہنچی۔ اس کے لئے مطلع میں یہ لفظ آنا الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ گویا تمام سورت کا شروع میں عنوان بیان کردینا ہے سو بنی اسرائیل میں چونکہ معراج کا ایک ایسا ذکر ہے کہ جس کی تکذیب منکرین کے نزدیک کچھ مستبعد نہ تھی۔ اور خدا کی خبر کو غلط کہہ دینا خدا میں نقص ثابت کرنا ہے۔ اس لئے سورت کی ابتدا ہی میں لفظ سبحان لایا گیا کہ جھوٹ بولنے سے پاک ہے۔ حروف تہجی کا ابتدا میں لانا ایک خاص رمز کے

لئے ہے جس کو حق تعالیٰ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے یا وہ جن کو آپ نے مطلع فرمایا تھا۔ مگر اس کے سوا جو فوایدان کے ذکر کرنے میں ودیعت رکھے گئے ہیں وہ غور کرنے پر معلوم ہوسکتے ہیں۔ از انجملہ یہ ہے کہ بجز تین سورتوں روم عنکبوت ۔ ن کے جہاں کہیں سورتوں کو ان حروف سے شروع کیا ہے وہاں ضرور ان کے بعد قرآن کا بھی کچھ نہ کچھ ذکر آیا ہے مثلاً الم ذٰلک الکتٰب ۔ المص کتٰب انزل ۔ الرٰ تلک اٰیٰت الکتٰب وغیرہ وغیرہ جس میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ قرآن بھی ان ہی حروف و آیات سے مرکب ہے اس لئے کہ کہیں ان حروف کو مفرد ذکر فرمایا اور کہیں مرکب اور پھر کہیں دو کہیں تین اور کسی جگہ پانچ سے ترکیب دیا ہے مگر پانچ سے زائد حروف تہجی کسی سورت کے شروع میں نہیں ہیں کیونکہ خماسی سے زائد کلمات عرب مرکب نہیں ہوئے پس دو تین چار اور پانچ سے مرکب کرکے یہ بتلا دیا ہے کہ قرآن میں بھی وہی ترکیب ثلاثی ۔ رباعی ۔ خماسی ہے جو تمہارے کلام میں ہوتی ہے۔ اور ٢٩ سورتوں میں حروف تہجی لاکر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ تمہارے اور خدا کے کلام کا مادہ و عنصر ایک ہی یعنی حروف تہجی۔ پھر کیا وجہ جو باوجود تحدی تم ایک سورۃ بھی اس جیسی بنا نہیں لا سکتے پھر یہ حروف جہاں جس طرح لائے گئے ہیں اُن سورتوں میں بھی اس قسم کے حروف زیادہ تر مستعمل کئے گئے ہیں +

(٣) جن سورتوں کو جملہ خبریہ سے شروع کیا ہے اور جو جملہ ابتدا میں آئے ہیں وہ ابتدا ربیان کا نمونہ ہیں کہ اس قسم کا بیان ہوگا ۔ اور یہی حال ان سورتوں کا ہے جن کے ابتدا میں حروف ندا ہے۔ فائدہ ہر سورۃ اپنے بیان میں مستقل ایک فرمان شاہی ہے۔ اور شاہانہ فرامین کی مختلف شان ہوتی ہے کبھی تو نفس مضمون سے ابتدا ہوتی ہے جیسا کہ وہ سورتیں جن کی ابتدا جملہ خبریہ سے ہے اور کبھی عنوان میں بھی بھیجنے والے کی شان کا اظہار ہوتا ہے اور یہ وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدا میں خدا تعالیٰ کی عظمت اور صفات کمال کا اظہار ہے جیسے تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز الحکیم ۔ اور کبھی مکتوب الیہ کی جانب خطاب ہوتا ہے۔ یہ وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدا میں حروف ندا ہیں۔ نیز کبھی فرمان شاہی مختصر ہوتا ہے کبھی مطول بس یہی حال سورتوں کا بھی ہے۔ اور کبھی اظہار جلال ہوتا ہے کبھی اظہار عنایت و رحمت۔ ان اسباب کے علاوہ جو نمونہ کے طور پر ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور بہی اسباب بلاغت بیحد ہیں جن کو علماء نے اپنی کتب میں تحریر فرمایا ہے مثلاً ابن الاصبع نے اعجاز القرآن میں بدائع لکھے ہیں۔ اور مجازات القرآن میں جلال الدین سیوطی نے مجاز القرآن ایک رسالہ لکھا ہے۔ قرآن میں جس قدر قسمیں وارد ہوئی ہیں اور ان میں جو کچھ فصاحت ہے ابن قیم جوزی نے تبیان میں اُس کی خوب وضاحت کی ہے اور اُردو میں تفسیر حقانی کا مقدمہ بھی اس باب میں بہترین کتاب ہے +

صداقت قرآن و اسلام و ثبوت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں تک قرآن پاک کے حالات اور کمالات اجمالیہ بطور نمونہ ہدیہ ناظرین کرچکا ہوں جن کی نسبت یہ کہنا نازیبا اور خلاف واقع نہ ہوگا کہ جو کمالات احاطہ تحریر میں نہیں آئے اُن میں سے یہ ایک شمہ بھی نہیں۔ ان حالات مرقومہ کو حالات باقیہ سے وہی نسبت ہے جو ایک کوزہ آب کو دریا سے نسبت ہوتی ہے اب میں قرآن و اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر چند دلائل پیش کرکے اپنے کلام کو ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری یہ تحریر ضرور مفید خاص و عام ہوگی وما ذٰلک علے اللہ بعزیز +

ادلۂ صداقت ملاحظہ ہوں

پہلی دلیل اعجاز قرآن ہی ہے معجزہ مدعی نبوت کے اُس فعل یا اُس خدا داد وصف کا نام ہے جو انسانی قدرت اور وصف سے خارج ہو اور بلا توسط اسباب متعارفہ کے صادر ہوا ہو اور معجزہ نبی کی صداقت کا ایک پختہ نشان اور پکی دلیل ہوتی ہے اس لئے کہ جب کسی مدعی نبوت سے ما فوق القدرۃ الانسانیہ کوئی امر صدور پائے گا تو ہر ذی عقل و ذی حس سمجھے گا کہ جب یہ نبی بحیثیت انسانیت تو اور انسانوں کی برابر ہے پھر اس سے اس قسم کے امور کا ظہور جو انسانی طاقتوں سے باہر ہے اور جس کے صدور کا انسان سے وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ وقوع تو یہ ضرور اس بات کو بتلاتا ہے کہ یہ اس کا کام نہیں بلکہ کسی ایسی قوت کا کام ہے جو سب سے بالاتر ہے اور ممکنات کے سلسلہ میں سب سے بالاتر قدرت بس خدائی قدرت ہے

معجزہ میں دعویٰ نبوت کی شرط کی وجہ معجزہ میں دعوے کی شرط بھی کی گئی ہے یعنی نبوت کا دعویٰ بھی کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ سب فرقے مانتے ہیں کہ خدا سب سے زیادہ سچا ہے اور جھوٹ کے نقص سے اور عیب سے اُس کی ذات پاک اور بالکل مبرا ہے تو میں کہتا ہوں کہ جھوٹ کبھی تو اس طرح ہوتا ہے کہ ایک شخص خود خلاف واقعہ بات کہے اور کبھی ایسے ہوتا ہے کہ جھوٹی بات جو دوسرے نے کہی ہے اُس کی تصدیق کردے ۔ پھر تصدیق بھی دو طرح سے ہوتی ہے کبھی زبان سے کبھی عمل سے اور عملی تصدیق بسا اوقات قولی تصدیق سے بھی زیادہ موثر ہوتی ہے جیسے کہ ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں یہ کہتا ہے کہ بادشاہ کو میرے ساتھ خاص اُلفت یا رعایت ہے۔ میں اس کا معتمد خاص ہوں جو میں کہوں گا بادشاہ ضرور تسلیم کرے گا اور یہ اُس کے دعاوی بادشاہ مجلس میں خود سن رہا ہو +

اس کے بعد وہ شخص اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے بادشاہ سے کہتا ہے کہ فلاں شخص کو خط لکھ دیجئے فلاں حاکم کو معزول کردیجئے فلاں اُمیدوار کو عہدہ دیدیجئے ۔ پھر کہتا ہے کہ آپ ذرا کھڑے ہوجائیے پھر کہتا ہے کہ آپ بیٹھ جائیے اور بادشاہ بھی ازراہ مہربانی اپنے عام ضابطہ اور عادت کے خلاف اس کے کہنے کے موافق کرتا چلا جاتا ہے اس صورت میں ظاہر ہے کہ بادشاہ نے اس کے قول کی عملی تصدیق کردی ہے جو قولی تصدیق سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے اگر بادشاہ قولاً تصدیق کرتا تو شاید اس قدر موثر نہ ہوتا۔ اتنی بات اس مثال میں ضرور ہے کہ بادشاہ ایک انسان ہے وہ جھوٹی تصدیق بھی کرسکتا ہے مگر حق تعالیٰ

کی ذات بابرکت کے لئے جھوٹ کے تصور کی بھی گنجایش نہیں ٭

معجزہ نبوت کی فعلی تصدیق

پس جو نبی دعویٰ کرتا ہو کہ میں نبی ہوں اگر میری بات سنوگے مانوگے تو نجات ہو ورنہ عذاب مخلد میں گرفتار ہوجاوگے۔ نجات کا راستہ منحصر ہو میری متابعت میں اور یہ دعویٰ اللہ کے سامنے کرتا ہو اللہ کی زمین پر اور اس کے آسمان کے نیچے باواز بلند کہتا ہو کہ میری متابعت کے بغیر کوئی راستہ نجات کا نہیں ہو اور اس کی یہ دلیل پیش کرتا ہو کہ اللہ جلشانہ میرے ہاتھوں اور زبان سے وہ چیزیں ظاہر فرمائےگا جو اس کی عام عادت کے خلاف ہوں گی اور اس کی مثال لانے سے مخلوق عاجز ہوگی پھر اس کے موافق مشاہدہ بھی کیا جارہا ہو تو یہ خدا کی جانب سے عملاً اُس کے دعویٰ کی تصدیق ہو اور درحقیقت معجزہ نبی کے دعویٰ کی عملی تصدیق ہوتی ہو اور حق تعالیٰ چونکہ جھوٹی تصدیق نہیں فرماسکتے اس لئے نبی کا دعویٰ معجزہ کے ظہور کے بعد سچا ثابت ہوجاتا ہو اسی لئے ہم بلاخوف تردید یقین رکھتے ہیں کہ خداوند قدوس جو کہ تمام سچائیوں کا سرچشمہ ہو کسی انسان کو یہ دسترس نہ دےگا کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرکے ایسے خوارق عادات دکھلاتے کہ دنیا اُس مقابلہ سے عاجز ٹھہرے جس کا جی چاہتے اب بھی اس ضابطہ کا امتحان کر دیکھے ٭

حکمائے نفس نبوت اور وجود معجزات پر جو کچھ شبہات عقلیہ قایم کئے ہیں اُن کا جواب علم کلام کی کتابوں میں مفصلاً مذکور ہو ہم اس وقت صرف اُن شبہات کے جواب پر اکتفا کرتے ہیں جو مخالفین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عدم صدور معجزہ پر قرآن سے استدلال کئے ہیں مخالف کہتا ہو کہ قرآن کی آیت یہ بتلا رہی ہو کہ حضور سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا برخلاف اور انبیاء سابقین کے کہ اُن سے معجزات کا صدور ہوا ہے۔ آیت یہ ہو۔ وما منعنا ان نرسل بالآیٰت الا ان کذب بہا الاولون۔ کہ ہم کو معجزات بھیجنے سے اور کسی چیز نے منع نہیں کیا صرف اس امر نے کہ پہلے لوگوں نے معجزات کو جھٹلایا تھا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا دیگر آیات سے بھی یہی ثابت ہوا ہو ٭

میں کہتا ہوں کہ یہ شبہ محض لچر اور پوچ ہو اس لئے کہ اس آیت سے خاص قسم کے معجزات مراد ہیں جو کفار آپ کی صداقت پر کیا کرتے تھے کہ خداوند تعالےٰ ہم سے بواسطۂ ملائکہ یا بلا واسطہ آپ کا نبی ہونا کیوں نہیں بتلا دیتے۔ تاکہ ہم فوراً مان لیں چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں اعجاز قرآن کے دعویٰ کے بعد کفار کے خاص معجزات طلب کرنے کا مقولہ نقل کیا جاتا ہو اور پھر اُن کے پورا نہ کرنے کو فرمایا جاتا ہو ٭

اعجاز قرآن پر فرماتے ہیں :۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ یعنی اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہوجائیں کہ ایسا قرآن بنالائیں تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے۔ تو اس آیت سے تو قرآن کا معجزہ ہونا بتلایا گیا ہو کہ قرآن اپنی فصاحت وبلاغت وحسن ترتیب ونظم میں معجزہ ہو آگے ارشاد فرماتے ہیں :۔

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا۔ او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلٰلھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملٰئکۃ قبیلا۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقٰی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا۔

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ہمارے لئے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ جاری کردیں یا خاص آپ کے لئے کھجور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو پھر اُس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی نہریں آپ جاری کردیں یا آپ جیسا کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرادیں یا آپ اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے سامنے) لا نہ کھڑا کریں (کہ ہم کھلم کھلا دیکھ لیں) یا آپ کے پاس کوئی سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جائیں، اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں گے جب تک کہ (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لائیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں (اور اُس میں آپ کے آسمان پر پہنچنے کی تصدیق بطور رسید لکھی ہوئی ہو) آپ (ان سب خرافات کے جواب میں)، فرمادیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) پیغمبر ہوں اور کیا ہوں کہ ان فرمایشوں کا پورا کرنا میری قدرت میں ہو) ٭ پس بشریت کہ بالذات عجز کو مقتضی ہو متحقق ہو اور بالعرض قدرت کو کوئی امر مقتضی نہیں اور رسالت گو میری صفت ہو مگر وہ اس کو مقتضی نہیں اور اگر اس کو مقتضی کہا جائے تو محض غلط ہو کیونکہ اس کا مقتضی صرف اس قدر ہو کہ کوئی دلیل صحیح سالم عن المعارض اس پر قایم ہو سو اس کو بارہا تم لوگوں کے سامنے پیش کرچکا ہوں اور اب تک اُس پر کوئی قدح بھی نہیں کیا گیا اس لئے بالعرض قدرت کو بھی کوئی امر مقتضی نہ رہا پس اِن آیات کو بشر یا رسول سے تو کوئی تعلق نہ رہا ٭

اب رہا یہ امر کہ حق تعالیٰ باوجود عدم ضرورت ظاہر کردیں سو اس کی حکمت وہ جانیں کسی کو اس فرمائش کا تحمل نہیں چنانچہ ایک حکمت یہ ہو کہ باوجود فرمایش پوری ہونے کے اگر ایمان نہ لائیں تو فوراً ہلاک ہوجاتے اور استیصال ہوجاتا اُمم سابقہ کی طرح ٭

پس دونوں آیتوں کے انضمام نے یہ بتلادیا کہ معجزات یقیناً عطا کئے گئے لیکن معجزات خاصہ جو کفار چاہتے تھے وہ نہیں دیئے گئے پس مخالف نے جس آیت سے استدلال کیا ہو اُس سے بھی وہی معجزات خاصہ مراد ہیں ٭

چنانچہ اس سے زائد صریح سورہ بقر میں ارشاد ہو وقالوا لولا یکلمنا اللہ او تاتینا آیۃ وہ کہنے لگے کہ ہم سے اللہ میاں کیوں نہیں فرمادیتے یا ہمارے پاس (ہماری مانگی ہوئی) آیت کیوں نہیں آتی۔ حق تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں قد بینا الآیٰت لقوم یوقنون کہ ہم نے یقین کرنے والوں کے لئے بکثرت آیات بیان کردیں پس اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ معجزات بکثرت دیئے گئے تھے البتہ ہر فرمایش پوری نہیں کی گئی پس جن جن مقامات پر نزول آیات کی نفی ہو اُن سے آیات خاصہ مراد ہیں نہ کہ مطلق آیات پس ان

نزسل بالآیات میں الف لام عہد کا ہو +

قرآن پاک کا اصلی اعجاز اُس کے انتہاء درجہ کی بلیغانہ نظم و اسلوب میں ہو جس کو ہم فصاحت و بلاغت کی بحث میں مفصلاً ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں اور یہ امر تعجب کے قابل اور کوئی جدید امر بھی نہیں ہو بعض ایک شاعرانہ مضمون کی ادائیگی میں بھی بہت بڑا فرق ہوتا ہو ایک ہی خیال ہوتا ہو جس کو ایک شاعر ایک ڈھنگ سے ادا کرتا ہو دوسرا اُسی میں ایسی لطافت پیدا کرتا ہو کہ پہلے شاعر کا کلام اس کے سامنے ہیچ معلوم ہونے لگتا ہو +

ذوق ملک الشعرا۔ ایک غزل میں لکھتا ہو کہ ے آنکھ سے آنکھ ہو لڑتی مجھے ڈر ہے دل کا   کہیں یہ جائے نہ اِس جنگ جدل میں مارا

اسی خیال کو دوسرا ایک شاعر کمند رام (جس کا نام بھی شاید کسی کو معلوم ہو) ایسی لطافت کے ساتھ ادا کرتا ہو کہ سخن شناسوں کو ناچار اسی کے حق میں فیصلہ دینا پڑا کہتا ہو ے دل کی نہیں تقصیر کمند آنکھیں ہیں ظالم   یہ جا کے نہ لڑتیں وہ گرفتار نہ ہوتا۔

دیکھو ذوق کا کلام کمند رام کے مقابلہ میں کیسا پھیکا پڑ گیا ہو۔ اسی طرح فردوسی نے کہا تھا ے جہاں را بلندی و پستی توئی   ندانم چہ آنچہ ہستی توئی

نظامی نے اس کے مقابلہ میں فرمایا ے پناہ بلندی و پستی توئی   ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

پہلے مصرعہ میں پناہ اور دوسرے میں نیستند نے نظامی کے شعر کو فردوسی کے شعر سے بلیغ اور بہت صاف کر دیا ہو۔ فردوسی نے لکھا تھا کہ ے

زہے بارگاہ زا فراسیاب   ز مشرق بمغرب کشندہ طناب

نظامی کہتے ہیں ے زہے بارگاہ کہ چوں آفتاب   ز مشرق بمغرب کشندہ طناب

دیکھو کہ چوں آفتاب نے شعر کو کیسا مبرہن اور لاجواب بنا دیا اور زا فراسیاب کے ذکر کی بھی ضرورت نہ رہی +

اُردو میں قمر کا شعر ہے ے مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے   خود مسیحا ہو اجی اور ہیں بیمار آنکھیں

جوہر نے اس مضمون کو کس قدر خوبی سے ادا کیا ہو ے آپ سے اپنا مداوا بھی نہیں ہو سکتا   کیسے عیسیٰ ہو کہ جب بکھو ہیں بیمار آنکھیں

آنکھوں کے ساتھ لفظ دیکھو دیکھنے کے قابل ہو ناسخ کہتا ہو ے شکل نظر نہیں پڑتی اور آیا نہیں پیام بھی   عمر ہوئی کہ ایک سی حالت چشم گوش ہو +

غالب اسی مضمون کو کس قدر چست اور لطیف پیرایہ میں لکھتا ہو ے نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال   مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے +

یہ چند نمونہ ہم نے اس لئے پیش کئے ہیں کہ یہ ثابت ہو سکے کہ بعض شاعرانہ تخیلات اور مفروض و مخترع مضامین کے ادا میں بھی ترکیب کی بندش اور الفاظ کی چستی و روانی اور دیگر مزایا کی رعایت سے کس قدر فرق اور تفاوت ہو جاتا ہو جب بشری کلام کی یہ حالت ہو تو فی الواقع اللہ کا کلام تو اپنی بندش و ترتیب و نظم بلیغ میں ایسا ہی ہونا چاہئے کہ قبضہ و اختیار میں ایسا کلام بنانا ممکن ہی نہ ہو چنانچہ قرآن کا جا بجا یہ دعویٰ ہو کہ مجھ جیسا بنا لاؤ سب نہیں بنا سکتے دس آیت سہی ایک ہی آیت سہی اور دعاوی بھی ایک ایسے شخص سے کرائے گئے ہوں جس نے مدت العمر تعلیم کے لئے کسی کے آگے زانو تہ نہ کیا ہو اور نہ کسی وسیع العلم کی صحبت حاصل کی ہو اور نہ کتب بینی کی جد و کد کا یہ نتیجہ ہو سکتا ہو بلکہ برعکس اس کے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی ہو اور نہ اُس ذات کے جملہ حالات اور اخلاق پر نظر ڈالناس وہم و گمان کی اجازت دیتا ہو کہ یہ اُس کا خدا پر افترا محض ہو پس بلا شبہ یہ کہنا پڑتا ہو کہ کلام یقیناً خدا کا کلام ہو اور خدا کی فعلی تصدیق ہو +

اب رہ گیا یہ شبہ کہ اگر فصاحت و بلاغت بے نظیر ہونا سبب معجزہ ہے تب تو فیضی کی تفسیر اور سعدی کی گلستاں بھی معجزہ کہلانے کی مستحق ہو۔ آپ نے سنا ہو گا کہ بعض خوش فہم قرآن کے مقابلہ میں فیضی کی بے نقط تفسیر اور سعدی کی گلستاں کو پیش کر کے یہ کہا کرتے ہیں کہ جس طرح ان دونوں کا جواب آج تک کوئی نہ دے سکا اسی طرح اگر قرآن کا جواب بھی کسی نے نہ دیا ہو تو وہ معجزہ کیوں کر ہو سکے گا۔ اور اگر معجزہ ہے تو فیضی کی بے نقط تفسیر اور سعدی کی گلستاں ہی معجزہ ہو گی +

اس کا جواب } دنیا جانتی ہے کہ سعدی اور فیضی دونوں کے پاس سامان تعلیم و تالیف کس قدر موجود تھا کتنے عرصہ تک اُنہوں نے تعلیم حاصل کی برسوں مدرسوں میں پڑے رہے۔ راتوں جاگے۔ مدتوں محنتیں کیں سالہا سال کی محنتوں اور دماغ سوزیوں کے بعد اگر بالفرض فیضی یا حریری یا متنبی یا کوئی اور عربی میں سعدی فارسی میں ملٹن انگریزی میں یا ہومر یونان میں یا کالی داس سنسکرت میں ایسے ہوئے کہ اُن کا کلام دوسرے کلاموں سے فائق ہو گیا تو کوئی تعجب کی جگہ نہیں +

خدا کے کلام معجز کی تعریف میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ وہ اسباب متعارفہ کے توسط کے بدون صادر ہونا چاہئے کہ ان لوگوں کی باقاعدہ تحصیل علوم اُستادوں کے ساتھ طویل ملازمت و ہم نشینی و وسیع مطالعہ مدتوں کی مشاقی اور جد و کد اُن کے جاننے والوں سے مخفی ہے ! اور کیا فائق کلام بولنے اور لکھنے کے لئے یہ ظاہری نہیں ہیں۔ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اُن کے کلام کا فائق ہونا بلا کسی سبب متعارف کے ظاہر نہ ہوا بلکہ اس قدر خاک چھاننے اور مصیبت برداشت کرنے کے بعد بھی اگر اُن کا کلام ایسا نہ ہوتا تو یہ نہ ہوتا محل تعجب تھا۔ لہٰذا فیضی کی تفسیر کا ایک خاص صنعت بے نقط ہونے میں تفوق محل تعجب نہیں۔ تعجب یہ ہے کہ جس نے کتاب کا غذ قلم دوات کو چالیس برس تک ہاتھ نہ لگایا ہو نہ کسی درسگاہ میں قدم رکھا ہو اُس نے وہ کتاب دنیا کے سامنے پیش کی کہ ہزاروں فیضی اور لاکھوں سعدی اُس پر قربان ہونا اپنا فخر سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے +

علاوہ اس کے ایک بات اور بھی ہے وہ یہ کہ کیا فیضی اور سعدی نے یہ بھی آواز لگائی تھی کہ تمام دنیا مل کر میری کتاب کی کلاً یا جزاً مثالیں پیش کرے اور کیا پھر یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ ہرگز پیش نہ کر سکے گی۔ کیا انہوں نے کسی ایک آدمی کو بھی اپنے مقابلہ کے لئے ابھارا عار دلائی مجبور کیا کہ وہ ناچار سامنے

آئیں اور ایسے سامان مہیا کئے کہ خواہی نخواہی کشاں کشاں سامنے آنا پڑتا اور وہ مجبور ہوتے کہ فیضی اور سعدی کے کلاموں کا معارضہ کریں اور فرض کرو کہ اگر سعدی وغیرہ تحدی ومبارزہ بھی کرتے اور اس پر بھی کوئی میدان میں نہ آیا تو یہ بھی عجز کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ ممکن تھا کہ دنیا ان کا مقابلہ کرنے میں کوئی عظیم نفع یا نہ کرنے میں عظیم نقصان نہ پاتی اس لئے اس دعوے سے بے التفاتی کرتی مگر برخلاف اس کے قرآن نے شروع ہی سے دعویٰ کرتا ہے کہ میرا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا غیرت دلائی چابک مار مار کر مقابلہ کے لئے کھڑا کیا +

قرآن کا پُرزور چیلنج اور کہا کہ میرے جیسی ایک چھوٹی سی سورت سب مل کر بنا لاؤ اور اسی پر فیصلہ ہے اگر نہ لاسکو اور ہمارا دعویٰ یہ بھی ہے کہ کبھی نہ لاسکو گے تو پھر مجھے خدا کا کلام تسلیم کرو۔ ورنہ اُس ابدی عذاب سے ڈرو جو منکرین کے لئے تیار ہے۔ اب دیکھئے کہ چیلنج کس زور کا تھا اور کتنے بھاری نفع یا نقصان کا سودا تھا کیا ایسی حالت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ لوگوں نے توجہ نہ کی ہوگی یا پوری ہمت و قوت سے مقابلہ نہ کیا ہوگا حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ پوری توجہ اور کامل اعتناد کام میں لایا گیا کیسے کہا جائے کہ توجہ نہ ہوگی جبکہ آپ کے پیچھے پیچھے آدمی دوڑتا تھا کہ اے لوگو یہ مجنون ہے اس کی بات نہ سنو تاکہ آپ کا اثر کہیں جمنے نہ پائے آپ کی ہلاکت کی کوشش کی گئی۔ آپ پر ہر قسم کے حملے کئے گئے آپ کے قاتل کے لئے بڑے بڑے الغاموں کا اعلان ہوا اور جب آپ کا اثر برق رفتاری سے بڑھتا گیا اور خاندان کے خاندان اسلام لانے لگے بعض بڑے بڑے متمول عیش وعشرت کو چھوڑ کر آپ کے پاس پہنچے اور اپنے بچوں اور عورتوں کو خیرباد کہکر فقیرانہ حالت میں نہایت بے سروسامانی سے آپ کی قدموں پر آپڑے۔ اور ایسی کٹھن اور خطرناک زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے کہ بشر سے اُس کا تحمل ہلا تائید غیبی سخت دشوار تھا۔ تو آپ کے مخالفوں نے غیظ وغضب سے بیتاب ہوکر جنگ وجدال اور معرکہ آرائی شروع کردی تلواریں اُٹھائی گئیں معرکہ آرائی ہوئی صف آرائیاں ہوئیں۔ خون کی ندیاں بہائیں جانیں گنوائیں۔ خویشوں اور عزیزوں کے سر کٹائے مگر صرف ایک بات پر فیصلہ تھا اور نہایت آسان طریقہ آپ کے مغلوب کرنے کا بلکہ آپ کے اثر کو کلیۃً معدوم کرنے کا تھا وہ یہ کہ صرف تین آیت کے برابر ایک چھوٹی سی سورت قرآن جیسی شان کی بنالینا اور پھر اس میں بھی اس قدر سہولتیں کہ نہ یہ شرط کہ امی کے مقابلہ میں اُمی بنا دے نہ یہ کہ ایک شخص یا ایک قبیلہ بنا دے بلکہ بنی آدم کے ساتھ بھی مختص نہ فرمایا تو پھر نہ تلوار اُٹھانے کی ضرورت نہ خون بہانے کی اور پھر وہ غایت درجہ کے فصیح وبلیغ تھے اور وعظ تا انہیں امور سے انہیں دلچسپی بھی تھی مگر نہ بنا سکے اور نہ بنا سکے۔ زبانیں گنگ ہوگئیں دماغ مفلوج ہوگئے جوارح معطل ہوگئے لیکن فیصلہ کن مقابلہ کی تاب نہ لاسکے +

دوسری دلیل قرآن میں ذکر اللہ کی کثرت اور خدا کے کمالات وصفات کا بیان ایک دلیل قرآن پاک کے کلام الٰہی ہونے کی یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کو نہایت اعلےٰ طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کلام الٰہی کا خاصہ ہے کہ اس میں خالق کائنات کی تمام صفات کاملہ بڑی شان وشوکت سے جلوہ گر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان اور اُس کی صفات کاملہ ایسے طور پر مذکور ہوتی ہیں کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ ایسے ڈھنگ سے بیان ہوئی ہیں کہ اس خصوصیت میں دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی بات بات میں خدا کی عظمت وشان ٹپکتی ہے اور اس کی الوہیت ربوبیت خالقیت رحمانیت قدوسیت اعلیٰ سے اعلےٰ طور پر جلوہ گر ہوتی ہے سارا کلام الٰہی اسمار حسنی اور صفات کاملہ رب العٰلمین سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا ذکر اور اُس کا نام اس کثرت سے آتا ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ گویا کہ قرآن شریف جابجا خدا کا نام یاد کرنے کے لئے ایک بہانہ اور موقع ڈھونڈھتا ہے۔ قرآن شریف کا کوئی صفحہ اُٹھاؤ یا اس کا کوئی حصہ پڑھو اس میں اللہ کا نام یا اُس کی کسی اور صفت کا ذکر ضرور پاؤ گے۔ قرآن شریف میں صرف دعائیں اور خدا کی صفات ہی نہیں بلکہ اُس میں تمام معاملات دینی ودنیوی کے دستور العمل اور قوانین قومی وملکی ہی بیان کئے گئے ہیں۔ بایں ہمہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کے اسمار حسنی جابجا پائے جاتے ہیں ایسی ایسی جگہوں پر اور ایسے معاملات میں بھی کہ جہاں سخت دشوار ہے کہ انسان خدا کا نام لاسکے۔ قرآن میں اللہ کا لفظ ۲۶۶۶ دفعہ آیا ہے اور اُس کے باقی اسمار حسنی کا تو کچھ شمار ہی نہیں اور جو ضمائر خدا کی طرف پھرتی ہیں ان کی گنتی خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ تسبیحات تہلیلات۔ دعاؤں کے مواقع پر خدا کا نام آہی جاتا ہے لیکن معاملات اور تعزیرات کے مواقع پر بھی جس طرح قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ کا نام آیا ہے وہ صرف قرآن شریف ہی سے خصوصیت رکھتا ہے۔ دنیا کی کوئی کتاب اس خصوصیت میں قرآن کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتی۔ توریت وانجیل کے صفحوں کے صفحے خدا کے ذکر سے خالی ہیں لیکن قرآن شریف کا کوئی صفحہ کوئی حصہ الٰہی یاد اور الٰہی نام سے خالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت الفاظ میں بھی کمال ثواب ہے کیونکہ وہ خالی قانون اور دستور العمل ہی نہیں بلکہ وہ اسمار حسنی سے پُر اور ورد وظیفہ کی بھی ایک کتاب ہے۔ مثال کے طور پر ایک سورۂ طلاق ہی کو لے لو۔ سورۂ طلاق کے نام سے تو مفہوم ہوتا ہے کہ اس میں صرف عورتوں کے طلاق دینے کی بابت حکم مذکور ہوں گے لیکن نہیں اُس میں عبرت وعظ وتذکیر اور خدا تعالےٰ کے مقدس ناموں کا وظیفہ بھی ہے۔ چنانچہ اس چھوٹی سی سورت میں ہی پچیس جگہ اللہ کا لفظ اور دو جگہ رب کا لفظ آیا ہے اور بہت سی ضمائر خدا کی طرف پھرتی ہیں باوجودیکہ اس سورت میں معاملہ طلاق کا ذکر ہے جس کو اگر کوئی دوسرا شخص ذکر کرتا تو شاید ایک دو جگہ بھی اللہ کا نام نہ لاتا +

تیسری دلیل قرآن کریم کی بے نظیر سلاست اور روانی

ایک دلیل قرآن شریف کے کلام ربانی ہونے کی اُس کی وہ لاثانی بندش اور بے نظیر روانی ہے جس پر آج تک ایک دنیا شیدا ہے کوئی عربی عبارت پڑھو اس کی بندش اور روانی معمولی قسم کی ہوگی لیکن قرآن شریف کی روانی اور سلاست اس قسم کی ہے کہ جو لوگ معنی نہیں جانتے جو لوگ عربی سے کچھ مس نہیں رکھتے وہ بھی اس کی روانی اور سلاست کو دیکھ کر شیفتہ و حیران ہیں۔ خوش آواز قاری جب قرآن شریف کو ایک لحن مرغوب اور خوش اسلوب سے پڑھتا ہے تو دلوں میں اور روحوں میں ولولہ ڈال دیتا ہے۔ عام قاری و حفاظ جب قرآن مجید کو جوش سے پڑھتے ہیں تو قلوب پر خاص اثر ہوتا ہے ؎

دنیا کے سردار حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب اس قرآن کو پڑھتے ہوں گے تو سُننے والوں کے دلوں پر کیا کچھ اثر ہوتا ہوگا کلام پاک کے الفاظ واقعات کی زندہ تصویریں معلوم ہوتی ہوں گی کس شخص کی طاقت ہے کہ قرآن شریف کی سلاست و روانی کی بابت کچھ بیان کر سکے وہ ایک وجدانی امر ہے اور وجدانیات کی لذت کو بجز چکھنے کے کس کو یارا ہے کہ معرض تحریر یا تقریر میں لا سکے۔ قرآن شریف کی عبارت پر جیسا ایک پڑھا لکھا مفتون ہے ویسا ہی ان پڑھ عاشق ہے۔ یہی عبارت کی روانی اور دلوں پر عجب اثر ڈالنے والی جادو بیانی کفار عرب کو اس بات کے کہنے پر مجبور کرتی تھی کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ کہ یہ قرآن تو بس ایک قسم کا جادو ہے ؎

تمام آسمانی کتابوں کے مدعی بس اسی طرح موازنہ کر لیں کہ ہر کتاب کی تھوڑی سی عبارت جس طرح پڑھی جاتی ہے کسی اچھے صحیح اور صاف پڑھنے والے سے مجلس میں پڑھوا کر دیکھیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قلوب کس سے زیادہ لذت اور اثر حاصل کرتے ہیں۔ قرآن مجید عام اشعار کی طرح کلام منظوم نہیں لیکن اُس نے نظم کی روح نکال کر نثر میں ڈال دی ہے ایک بالکل ہی اچھوتا اسلوب نثر و نظم کے درمیان اختیار کیا ہے کہ شاعر اور خطیب کی روحیں سو جان سے اس پر قربان ہوتی ہیں ؎ بہار عالم حسنش دل و جاں تازہ می دارد ؎ برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

چوتھی دلیل قرآن میں ایک مضمون کا دوسرے سے مغلوب نہ ہونا

انسان چونکہ مخلوق ہے اور کمزور مخلوق ہے اس لئے اس پر جب کوئی حالت طاری ہوتی ہے تو اُس کے مقابل والی حالت مضمحل اور مغلوب ہو جاتی ہے بڑے سے بڑا قادر الکلام لیکچرار جب غصہ میں بھرا ہوا مضمون بیان کرتا ہے تو عین اسی وقت ملاطفت اور رحمت کی تقریر اُسی زور سے نہیں کر سکتا۔ اسی طرح شفقت و رحمت کے ساتھ اگر غضب و سخط کی بھی ضرورت ہو تو دونوں کا مساویانہ توازن قایم رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے یہ صرف خدا وند اکبر ہی کی ذات کا خاصہ ہے جس کی ایک صفت دوسری صفت کے لئے مزاحم نہیں ہوتی اور جس کو ایک شان دوسری شان سے مشغول نہیں کر سکتی کیونکہ وہ ہر وقت و ہر آن تمامی متقابل کے ساتھ متصف ہے اسی لئے اُس کے کلام کو جب ہم پڑھتے ہیں تو رحمت کے ساتھ غضب وعدہ کے ساتھ وعید تبشیر کے ساتھ انذار اور خوف کے ساتھ رجا ترازو کے دو پلوں کی طرح ہمیں برابر نظر آتے ہیں یہ صرف اُسی رب العالمین کے کلام میں دیکھا گیا ؎

پانچویں دلیل قرآن میں غیبی خبریں

قرآن میں اُمم ماضیہ اور سنین گزشتہ کی ایسی مفصل اور درست خبریں اور واقعات مستقبلہ کے متعلق اس کی متعدد پیشگوئیاں ہیں جو صرف بحرف صحیح ثابت ہو چکیں یہ نہیں کہ کاہنوں اور منجموں کے اٹکل پچو بیانات کی طرح سو میں ایک دو دفعہ تیر نشانہ پر جا لگا بلکہ قرآن نے جن واقعات کی خبر دی وہ صبح صادق کی روشنی کی طرح نور افزائے دیدۂ بصیرت ہوئے ؎

مثال کے طور پر آپ اس آیت کو لیجئے۔ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ۔ (ترجمہ) قریب کے ملک (یعنی فارس) میں رومی (جو نصارٰی ہیں) اہل فارس سے جو آتش پرست ہیں مغلوب ہو گئے ہیں لیکن یہ اپنے مغلوب ہوئے پیچھے عنقریب چند سال میں غالب آ جائیں گے ؎

عجم پر روم کے غلبہ کے متعلق جو خبر جتنے زمانہ کے ساتھ مقید کر کے اس آیت میں دی گئی تھی وہ بکم وکاست پوری ہوئی ؎

اگر آپ قرآن کی پیشگوئیوں کے متعلق مفصل دیکھنا چاہتے ہیں تو علماء نے اس باب میں مستقل رسالے لکھے ہیں، ان کو مطالعہ کیجئے میں نے تو صرف ایک نمونہ دکھلایا ہے اخبار ماضیہ میں بعض کور چشم یہ کہہ دیتے ہیں کہ شاید آنحضرت نے کسی سے پوچھ کر درج کر دیئے ہوں گے حالانکہ تاریخ میں آپ کا اُمی ہونا اجلی بدیہیات سے ہے پھر آپ کی قوم بھی ان واقعات کی عالم نہ تھی۔ مادری زبان بھی عربی دوسری کسی سے سیکھی نہ تھی کسی عالم کی ملازمت و صحبت کا اتفاق نہ ہوا تھا اگر ایسا ہوتا تو وہ لوگ جن کے پیش نظر آپ کی زندگی تھی تو وہ ضرور اس بنا پر تکذیب کرتے اور چونکہ یہ احتمال ناشی عن دلیل نہ تھا اس لئے قرآن نے بھی اس کی تردید نہیں کی۔ اچھا فرض کر لو کہ واقعات گزشتہ میں یہ احتمال سہی لیکن سینکڑوں مستقبلہ خبر دینا اور صحیح ہونا بلا اس کے متصور نہیں ہو سکتا کہ اس کو عالم الغیب والشہادت کی طرف نسبت کیا جاوے وھو المطلوب ؎

چھٹی دلیل حفاظت قرآن کی نئی صورت

جس طرح قرآن کی ہر ایک ادا انوکھی اور ہر ایک شان نرالی ہے اس لئے ضروری ہوا کہ اُس کی حفاظت بھی بالکل نرالے طریقہ اور نئے ڈھنگ سے ہو چنانچہ اس کے علوم اور مضامین کی حفاظت میں جہاں کروڑوں کتابیں علماء نے تصنیف کیں وہیں اس کی حفاظت کا بھی خدا نے ذمہ لیا اور اس صورت سے اُس وعدہ کو سچا دکھایا جس کو دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و معاند مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے جس طرح قرآن کی بے نظیر فصاحت و بلاغت کے آفتاب نے لوگوں کی آنکھیں خیرہ کر دیں اسی طرح اُس کی بے عدیل حفاظت و صحت

نے ایک مرتبہ اور تاریخ کو اپنی مثال پیش کرنے سے عاجز کر دیا۔

ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے ایسا رہا جس نے قرآن کے علوم و مطالب کی اور غیر منقضی عجائبات کی حفاظت کی۔ کاتبوں نے رسم الخط کی۔ قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اُس کے الفاظ اور عبارت کی علمائے اُس کے معانی اور علوم کی صوفیہ نے اس پر عمل کی وہ حفاظت کی کہ نزول قرآن کے وقت سے ایک زبر زیر نہ تبدیل ہو سکا پر نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گن لیئے کسی نے آیتیں شمار کیں کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتی کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا۔

حضور کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت ایسی نہیں بتلائی جا سکتی جس میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ ہو جنھوں نے کاغذ کے اوراق میں نہیں جو مٹ جانے اور جل جانے کا احتمال رکھتے ہیں۔ سیاہی کے نقوش میں نہیں جن کے محو یا مشکوک ہونے کا احتمال ہے لکڑی اور لوہے کے صندوقوں میں نہیں جن کے گم ہو جانے اور ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو بلکہ اپنے دلوں کے اوراق میں اور سینوں کے صندوقوں میں بڑی احتیاط اور خبرداری سے محفوظ رکھا۔ بل هي آيت في صدور الذين اوتو العلم۔ میں اس وقت اختصار مقدمہ کے باعث انہیں چھ دلائل پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ صداقت اسلام اور حقانیت قرآن کا مسئلہ ایک مبسوط اور مفصل تصنیف کا مقتضی ہے مگر ان چند پھولوں کی مہک سے اُس باغ کا کافی اندازہ ہو سکتا ہے۔

قرآن کے علوم انسان کے اندر خدا نے وہ قوتیں ایسی رکھی ہیں کہ اگر ان کی اصلاح ہو جائے تو نجات اور سعادت عظمیٰ ہے پھر جس قدر انسان ان میں ترقی کرے گا اسی قدر اس کی سعادت میں ترقی ہو گی اور جس قدر ان میں نقصان رہے گا اسی قدر اس کی سعادت میں قصور رہے گا اور وہ دو قوتیں یہ ہیں ایک قوت نظریہ علم و ادراک حقیقی اور مطابق واقعہ اور یہ اعلیٰ قوت ہے یہی اعمال پر بھی برانگیختہ کرتی ہے اور مرنے کے بعد یہ انسان کے ساتھ رہتی ہے اس کی تکمیل یہ ہے کہ موجودات کو ٹھیک ٹھیک طور پر جانے موجودات کی دو قسم ہیں مجردات و مادیات یا کہو عالم محسوس و عالم معقول محسوسات و مادیات کے علوم و انکشاف بمقابلہ مجردات کے علوم و انکشاف کے چنداں کمال میں داخل نہیں کس لئے کہ اول تو مادیات متغیر ہیں جن کے تغیر سے علم میں بھی تغیر ہونا لازمی ہے دوم یہ خسیس ہیں یا خسیس کا عالم بھی ویسا ہی خسیس ان کی صحت و مرض کے عالم کو حیوانات کی صحت و مرض کے عالم پر اس لئے فوقیت ہے کہ وہ شریف کا علم ہے اور یہ خسیس کا اسی معنی میں سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ بوریا باف گرچہ بافندہ ہست ۔ نہ برندش بہ کارگاہ حریر۔ مجردات میں سب سے اعلیٰ و اشرف موجود حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی ذات و صفات کا علم ایک بڑا شریف علم ہے اور اس علم میں استدلال و انکشاف بجز انکشاف انبیاء کے قاصر ہے اس لئے اس گرداب میں صدہا کشتیاں غرق ہو گئیں اور پھر باہر نہ نکلیں۔ دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔ کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار۔

(۱) سینکڑوں مذاہب باطلہ و ادیان کاذبہ اس لئے پیدا ہوئے کہ انہوں نے خدا کو خداوند مانا بلکہ اپنے خیالات کا تراشا ہوا خدا بنایا اور اپنے خیال باطل کے موافق اس کو صفات ناقصہ کا لباس پہنایا جیسا کہ آپ تفصیل مذاہب سے معلوم کر سکتے ہیں مگر قرآن نے اس مشکل کو آسان کیا دلائل آفاق و انفس سے اپنی ذات اور وجود کا بھی ثبوت دیا۔ اور توحید و قدرت و علم و حیات و ارادہ وغیرہ صفات کمال بھی ثابت کئے اور فنا و حدوث و احتیاج اور جسمانی آلائشوں سے پاکیزگی بھی ثابت فرمائی اپنا بے چون بے چگون ہونا بھی واضح کر دیا قرآن کا ایک حصہ اسی علم میں ہے یعنی خدا کی ذات و صفات کی بحث میں۔

(۲) وہ نورانی مخلوق جو عالم جسمانی میں فیض الٰہی کے پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ ان کے حالات کی بھی قرآن نے بہت کچھ تشریح فرمائی ہے اس میں بھی قرآن کا بہت کچھ حصہ ہے۔

(۳) عالم روحانی جہاں مرنے کے بعد ارواح اپنے نیک و بد کاموں کا بدلہ پاتی ہیں۔ عالم برزخ۔ عالم آخرت حشر و نشر جنت اور وہاں کے کوائف دوزخ اور وہاں کی مصیبتیں اور مرنے کے بعد ارواح کی کیفیات اور جسم کے متعلق ہونے کے پہلے حالات اس علم کو بھی قرآن نے بہت کچھ واضح فرمایا ہے۔

(۴) محسوسات میں اعلیٰ و اشرف حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی قوت ملکیہ کے لحاظ سے فرشتوں سے کم نہیں اور اسی سبب سے ان پر عالم روحانی کے علوم و حقائق منکشف ہوتے ہیں اور جسمانی لحاظ سے وہ انسان کامل ہیں اول تو انسان ہی عالم صغیر ہے خدا کے جمال کا آئینہ ہے اس کی خوبی کو سیارات اور ستارے کہاں پہنچ سکتے ہیں اس کا ادراک اور اس کا وہ دل دردمند جو سوز و گداز الٰہی کا خزانہ ہے جس نے امانت الٰہی سر پر اٹھائی جس کو آسمان و زمین اور بڑے مستحکم پہاڑ نہ اٹھا سکے۔ انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان پھر ان میں حضرات انبیاء جو انسانیت کے فرد کامل بدرجہ اولیٰ و افضل ہیں۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا اور نبوت کے مرتبے کی حقیقت بیان فرمائی اور جو کچھ کم فہم فہموں کے نبوت پر شبہات تھے ان کو رفع کر دیا اور انبیاء کے خصائص اور ان کے فرائض منصبی بھی واضح کر دیے اور اُن سے مخالف جس قدر برکات سے محروم رہے اور ان پر بلائیں نازل ہوئیں ان کو بھی پہلی امتوں کے واقعات میں جو بطور نظیر کے طور پر ذکر کئے گئے آشکارا کر دیا اور یہ اس لئے کہ نبی آدمی اور خدا میں یہی واسطہ ہوتے ہیں خدا کے احکام پہنچنے کا یہی گروہ ذریعہ ہے اس بیان میں بھی بہت کچھ قرآن کا حصہ ہے۔

(۵) انبیاء علیہم السلام بھی بشر ہوتے ہیں وہ اپنے فرض منصبی ادا کر کے عالم جاودانی میں چلے جاتے ہیں۔ پھر انکے علوم و ہدایات کا متکفل کامل ان کی وہ الہامی کتاب باقی رہ جاتی ہے جس پر ایمان لانا ان انبیاء اور ان کے الہامی امور پر ایمان لانا اور نبی کے برکات سے مستفید ہوتے رہنا ہے اس لئے کتب انبیاء اور اُن کے صحیفوں کا بھی قرآن میں بہت کچھ ذکر ہے اور متعدد سورتوں میں ہے ایک جگہ ہے ولقد اتینا موسی الکتب ایک جگہ ہے واتینا داؤد زبورا۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت ہے۔ واتینه الانجیل

ایک جگہ ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ جس نے حضرات انبیاء کی کتابوں پر یقین کر لیا اس نے خدا کے تمام منازل علوم پر یقین کر لیا ہے یہ پانچ علوم ام العلوم ہیں جن کو یہ حاصل ہو گئے اس کی قوت نظریہ ایک حد تک کامل ہو گئی شرع میں ان کے اعتقاد کو ایمان کہتے ہیں اسلام میں ان پر یقین کرنا ازبس ضروری ہے۔ قرآن میں ان پر ایمان لانے کی بڑی تاکید ہے ٭

(۶) جملہ محسوسات علویات آسمان ستارے چاند اور سورج اور عناصر اور سفلیات رقیق حیوانات نباتات جمادات ہیں قرآن نے ان کی آفرینش اور بقا کا نقشہ سامنے رکھ دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ جملہ اشیاء اسی قادر مطلق کی بنائی ہوئی ہیں۔ وہ ہی ان میں ہر روز اپنی قدرت وکمال کے نمونے دکھاتا ہے خود ان کی پیدائش ان کے حالات کا تغیر اور ان میں جو کچھ اس نے باریکیاں رکھی ہیں وہ بتا رہی ہیں کہ وہ ایک دانا و دوراندیش باعلم وحکمت قادر کاریگر کا کام ہے یعنی خدا کا نہ مادہ اور طبیعت میں یہ ادراک ہے نہ علم وشعور ہے نہ یہ چیزیں خود بخود بن سکتی ہیں مخلوق میں سے ہر ہر شئے اس کے آیات قدرت کا دفتر ہے ان سب کو دلائل آفاق کہتے ہیں پھر ان میں خود حضرت انسان اور اس کی بناوٹ اور اس کے قوی اس کا علم و ادراک اور اس کا جزر ومد اس کے دل کی جو ایک دریا بیکنار ہے موجیں اس کی فنا اور اس کا میدان شہود میں یہ سفر اس کی ترقی وانحطاط یہ سب بے انتہا دلائل ہیں جو اس کی قدرت وکمال پر دال ہیں ان کو دلائل انفس کہتے ہیں قرآن میں جا بجا اس بات کو بڑے دلکش انداز سے بیان فرمایا ہے قرآن کا ایک بڑا حصہ اسی بیان میں ہے۔ باقی ان اشیاء کا علم اس طور سے کہ ہوا اور پانی میں کیا نقل ہے نباتات میں کیا کیا تاثیرات ہیں۔ ستاروں کی چال کس طرف ہے یہ حکما کے علوم ہیں الہامی کتابیں اور حضرات انبیاء ان کے بتانے کو نہیں بھیجے جاتے ان کے لئے انسانی عقول اور ان کا تجربہ کافی ہے ٭

دوسری قوت عملیہ ہے اس کے متعلق کار آمد اور ضروری تین علم ہیں کیونکہ اگر شخص واحد کی اصلاح وفلاح کا علم ہے تو اس کو تہذیب النفس کہتے ہیں پھر اس علم کی بہت سی شاخیں ہیں طہارت بدن ولباس اکل ومشارب کہ یوں فلاں نجاستوں پر غسل کرنا چاہئے اور اس موقع پر صرف وضو کافی ہے نجاست بدن اور کپڑے پر لگے تو اس کو دھو ڈالنا چاہئے استنجا کرنا چاہئے مکانوں کی نجاست ظاہری و باطنی سے پاک رکھنا چاہئے اس کو علم الطہارت کہتے ہیں یہ اس لئے ضروری ہے کہ نجاست بدن کا اثر روح تک بھی پہنچتا ہے۔ اس علم کو قرآن نے خوب شرح بیان فرمایا ہے اور پھر پیغمبر علیہ السلام نے قولاً وفعلاً اور بھی توضیح کر دی ہے جنابت کی بابت فرمایا ہے وان کنتم جنباً فاطھروا۔ اگر جنابت ہو تو نہاؤ اور بھید اس کا یہ ہے کہ ایسی حالت میں تمام بدن میں تغیر پیدا ہوتا ہے خود انسان کو اپنے بدن اور پسینے میں ایک طرح کی بو معلوم ہونے لگتی ہے حرارت غریزیہ کا ہیجان ہوتا ہے بعد میں نہانا حرارت غریزیہ کا تحفظ ہے عورتوں کو جب معمولی ایام ہوں تو ان سے صحبت کی ممانعت فرما دی ہے فاعتزلوا النساء فی المحیض اس میں جو یہود کا مبالغہ تھا اس کے ہاتھ کی چھوئی بھی کوئی چیز نہیں کھاتے تھے اس کا کھانا پانی جدا کر دیتے تھے اس افراط کو رد کر دیا اور عیسائیوں میں کچھ بھی پروا نہ کرتے تھے اس تفریط کو دور کر دیا انسان جب پاخانہ پیشاب سے پاک ہو تو پانی یا ڈھیلوں سے صفائی کرے اس کی ترغیب اس آیت میں ولادی فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المتطھرین۔ کہ اس مسجد قبا میں وہ لوگ ہیں جو ستھرائی کو پسند کرتے ہیں اللہ بھی ستھرائی اور پاکیزگی والوں کو پسند کرتا ہے نماز پڑھنے کے وقت وضو کا حکم دیا۔ اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ کپڑے پاک رکھنے کی بابت حکم دیا وثیابک فطھر معنوی نجاست بت وغیرہ آلہ باطلہ اور تھا ویر ہیں جن کو عرب اور دیگر اقوام خدا بنا کر پوجتے تھے ان سے بھی مکانوں کو پاک رکھنے کا حکم دیا۔ واجتنبوا الرجس من الاوثان۔ کہ پلیدی سے دور رہو اور بت جو ناپاکی ہے ان سے دور رہو طہارت اخلاق یعنی جو چیزیں اخلاق کو ناپاک کرتی ہیں۔ اور ان سے روح پر تاریکی پیدا ہوتی ہے جن کو شرع میں شرک ومعاصی کہتے ہیں ان سے پاکیزگی حاصل کرنے کا قرآن میں جا بجا حکم دیا ہے شرک کیا ہے خدا کی ذات وصفات عبادت وتعمیل احکام میں کسی دوسرے کو ملانا خواہ وہ کوئی ہو نبی ہو فرشتہ ہو ولی ہو چاند سورج اور عناصر یا کوئی دیوتا ہو ایسے کام کرنے والوں کو بھی قرآن نے ناپاک بتلایا ہے یہ روحانی ناپاکی ہے۔ انما المشرکون نجس۔ کہ شرک کرنے والے ناپاک ہیں معاصی یا نفسانی بیجا خواہشیں ہیں یا طمع بیجا ہے یا غیر کی حق تلفی تینوں قسموں کو سخت ممنوع اور حرام کر دیا قسم اول زنا لواطت اور ان کے دواعی یعنی جملہ وہ باتیں جو نفس کو ہیجان میں لائیں اور زنا میں مبتلا کر دیں فحش نقل وفحش قصے اور اشعار نامحرم عورتوں کے ساتھ اختلاط راگ ورنگ رقص وسرود ان سب کو قرآن نے لہو الحدیث فرما دیا ہے اور پیغمبر علیہ السلام نے بہت کچھ تشریح کر دی ہے قسم دوم وسوم چوری قتل ڈکیتی رہزنی بنی نوع کو وقت ضرورت پر قرض دے کر ان سے سود لینا جعل سازی جھوٹ بولنا جھوٹی گواہی دینا رشوت لینا دینا انصاف میں جانبداری کرنا ناجائز حیلوں سے غیر کا مال اڑا لینا ماں باپ کی نافرمانی غیبت کرنا گالی دینا ہر قسم کا ظلم عام ہے بنی نوع پر ہو یا حیوانات پر ہو ان امور کے لئے قرآن میں بہت کچھ بیان ہے ازانجملہ یہ آیت ہے۔ الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم ازانجملہ یہ ہے واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین۔ عدل کیا کرو کس لئے کہ اللہ انصاف کرنے والے سے محبت رکھتا ہے ازانجملہ یہ ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون ٥ یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا۔ (ترجمہ) کہ اے ایماندارو تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کو اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کو ٹھٹھوں میں اڑائے شاید وہ لوگ جن سے تمسخر کیا جاتا ہے ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی دوسرے پر طعنہ کیا کرے اور نہ کسی کے چڑ کے نام مقرر کیا کرو ایمان کے بعد بدکاری کے نام بہت برے ہیں اور جو باز نہ آئیں وہی ظلم کرنے والے ہیں اے ایماندارو بدگمانی سے بچا کرو کس لئے کہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور عیب جوئی نہ کیا کرو اور نہ غائبانہ بدگوئی کیا کرو ٭

تہذیب اخلاق اور حسن معاشرت کے لئے یہ آیات اصل اصول ہیں اکثر یا ہی فسادوں کی یہ باتیں جڑ ہیں جن سے منع فرمایا ہے ازانجملہ یہ ہے۔ ولا
تقربوا الزنیٰ۔ زنا کے پاس بھی نہ جانا کیونکہ یہ فحش کام ہے اور بُرا راستہ ہے ازانجملہ یہ ہے۔ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ کہ آپس میں
ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اس میں دغابازی چوری غصب خیانت رشوت سب شامل ہیں اور ہر ایک کی جداگانہ بھی ممانعت آئی ہے۔
کہ جھوٹ بولنے پر لعنت آئی ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔ الغرض ہر قسم کی بدکاری اور گناہ کی نجاست سے پاک رہنے کی جابجا تاکید ہے۔
پیغمبر علیہ السلام نے اس کا سِر ظاہر فرما دیا ہے کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوجاتا ہے اگر تو یہ استغفار
کرلیا تو مٹ جاتا ہے ورنہ پھیلتے پھیلتے تمام دل کو گھیر لیتا ہے یعنی ملکیت پر ظلمت طاری ہوجاتی ہے اور یہی ظلمت نور حق تک پہنچنے میں حجاب
ہوجاتی ہے اور یہی آگ زنجیر طوق وغیرہ اشکال مناسبہ میں مرنے کے بعد متشکل ہوکر تکلیف و عذاب پہنچاتی ہے حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ کام
ہے کہ انسان کو اس آفت سے بچائیں +

فائدہ۔ انسان کے قوی بہیمیہ کا حد اعتدال سے تجاوز کرنا گناہ ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں۔ قوت شہوانیہ کا تجاوز جماع اور کھانے پینے لباس میں
منحصر ہے اور ان کے دواعی و اسباب بھی اسی میں داخل ہیں۔ پھر اس کی بہت شاخیں ہیں اپنی بیوی اور لونڈی شرعی کے سوا وہ بھی ممنوع ایام میں
نہ ہو اور سے قضاء شہوت خواہ بہایم سے ہو خواہ اپنے ہی ہاتھ سے ہو یا انسانوں میں مرد سے ہو یا عورتوں سے ہو سب میں تجاوز حد ہے قرآن
نے اس جملہ الا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم۔ میں بیوی اور لونڈی کے سوا سب کو ممنوع فرما دیا اس میں لواطت اجارہ وطی نیوگ وغیرہ
سب آگیا کھانے پینے میں تجاوز بیگانی چیز بلا اجازت و بلا حق کھانا پینا یا اُن چیزوں کو کھانا کہ جن میں نجاست یا مضرت ہو نجاست عام ہے باطنی
ہو یا ظاہری باطنی جیسا کہ غیر اللہ یعنی بتوں وغیرہ کے نام کا ذبیحہ یا چڑھاوا اس کی نسبت قرآن نے فرمایا۔ وما اھل لغیر اللہ بہ کہ جس چیز پر
اللہ کے سوا اور کا نام تقرب یا تعبد کے طور سے لیا جاوے یا غیر مذبوح وغیرہ مذکی جانور کہ جس کو ذبح نہ کیا گیا ہو وہ خود بخود مر گیا ہو جس میں نطیحہ
متردیہ ماکول السبع بھی داخل ہیں یا اس کو اللہ کے نام سے کسی موحد نے ذبح نہ کیا ہو۔ نجاست ظاہری کی بھی دو قسمیں ہیں کہ ایک وہ جو طبائع عامہ
و خاصہ سب کے نزدیک محسوس ہو جیسا کہ پاخانہ پیشاب وغیرہ دوسری وہ کہ جس کو طبائع سلیمہ ہی مکروہ جانتی ہوں اور ان کا اثر اخلاق و آداب
پر برا محسوس ہو جیسا کہ سور اور درندے شیر بھیڑیا کتا وغیرہ یا حشرات الارض سانپ بچھو وغیرہ یا شکاری پرند چیل کوا باز بحری وغیرہ ان کے
گوشت سے انسانی اخلاق پر بلکہ ملکیت پر برا اثر پیدا ہوتا ہے جس کا احساس اس علیم و خبیر نے اپنے نبی کو کرا دیا مضر اشیاء کی بھی دو قسمیں ہیں ایک
وہ کہ جن کا اثر اخلاق پر پڑتا ہے جیسا کہ شراب اور جملہ مسکرات یہ چیزیں ابتدا میں تو قوای شہوانیہ کو ہیجان میں لاتی ہیں انسان اس وقت بہائمی
سیرت ہوجاتا ہے کوئی تمیز باقی نہیں رہتی لیکن آخر کار جسمانی مضرتیں بھی پیدا ہوجاتی ہیں جس کا عقلا مشاہدہ کر رہے ہیں دوسرے وہ کہ اُن کی مضرت
زیادہ تر صحت جسمانی پر پہنچتی ہے جیسا کہ سمیات ان سب کا فیصلہ قرآن کے اس ایک جملہ سے کردیا۔ یحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبٰئث کہ رسول
لوگوں کے لئے پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے۔ اشیاء کی حلت و حرمت ان کے ذاتی خصائص سے دور کرکے اشخاص
کی پاکی اور ناپاکی طبائع پر محمول کردینا اور یہ کہہ دینا کہ پاکوں کو سب چیزیں پاک اور ناپاکوں کو سب چیزیں ناپاک ہیں اصلی معاملہ کو منقلب
کردینا ہے۔ لباس مکان میں قوت شہوانی کا تجاوز یہ ہے کہ ناپاک اور ناجائز کمائی کا مکان اور لباس اختیار کیا جاوے یا جائز کمائی سے وہ
لباس اختیار کرے جو شان کے خلاف ہو مثلاً مرد عورت کا لباس پہنے اور اُن کی خصوصیات کو اختیار کرے۔ اس میں ریشمی لباس اور جملہ زیورات
اور زنانہ بناؤ سنگار آگیا یا عورت مردانہ لباس پہنے اور جن اعضاء کا اظہار مردوں کے لئے معیوب نہیں ان کو ظاہر کرے یا مرد اپنے لباس
اور وضع میں متکبروں بلکہ شہدوں کی پیروی با اقبال اور شائستہ قوموں کو لباس اور وضع میں تکبر اور ابتر بنا یا لچا پنا اختیار کرنا مرضی عالم
بالا کے خلاف ہے اور رفتہ رفتہ اس کا اخلاق و ادب پر بھی اثر پڑتا ہے یا بے حیائی کا لباس پہنے کہ جن چیزوں کو عوام و خواص چھپاتے
ہیں یہ ان کو برہنہ کرے یا ایسا مہین کپڑا پہنے جس سے وہ ظاہر ہوجاتے ہوں یا مسلمان کہلا کر دوسری قوموں کے مخصوص لباس اور مخصوص
وضع کو اختیار کرے جس سے قومی اختصاص بلکہ قوام قومیت میں فرق آئے جس کے آگے چل کر بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا
ہے اس باب میں حضرت پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کرام نے بہت کچھ ہدایات فرمائی ہیں ان کے سوا جملہ نعما اسلام نے مباح کردی ہیں۔
قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت۔ کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ وہ آرائش اور پاک چیزیں جو خدا نے اپنے
بندوں کے لئے بنائی ہیں ان کو کس نے حرام کردیا ہے یعنی کسی نے بھی نہیں اسلام نے نہ تو ہنود و رہبان کی طرح وہ دقت پیدا کی ہے
جس سے معاشرت میں ہرج واقع ہو نہ بے قید قوموں کی طرح ہر قسم کی آزادی بخشی ہے جو اخلاق و عادات میں فتور پیدا کرے ہاں آزادی
بخشی ہے مگر درمیانہ لباس میں مکان میں کھانے پینے میں سادگی اور تہذیب ملحوظ رکھی بلکہ شادی و غمی جنگ و صلح دولت و افلاس
تندرستی اور بیماری ہر حال میں تہذیب اور شائستگی کا حکم دیا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ فرما دیا ہے بے تہذیبی خواہ کھانے پینے
میں ہو خواہ لباس مکان میں اسراف ہے ان مسلمانوں سے جنہوں نے اپنے ہر معاملات میں دینی و دنیوی کو غیر اقوام کے رنگ میں رنگ
رکھا ہے اسلام پر عیب لگانا محض بیجا اور سخت ناانصافی ہے +

دوسری قوت غضبیہ ہے اس کا تجاوز ظلم و قتل و سب و شتم وغیرہ ہے اس قسم کے جرائم اس سے سرزد ہوتے ہیں اس کی بابت قرآن نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے ایک آیت نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے، جزاء سیئة سیئة مثلھا۔ کہ بدی کا معاوضہ بقدر اسی بدی کے ہونا چاہئے مگر مکارم اخلاق سے بہتر یہ ہے۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوة فانہ ولی حمیم وما یلقاھا الا الذین صبروا وما یلقاھا الا ذو حظ عظیم اور برائی کے بدلے میں بھلائی کرنی چاہئے پھر وہ شخص کہ تجھ میں اور اس میں عداوت ہے گویا تیرا دوست و حامی ہو جائے گا د گویا اس لئے فرمایا کہ اکثر سلیم طبائع ایسی ہی ہوا کرتی ہیں لیکن بعض بدذات اس کے بعد بھی بر سر پرخاش رہتے ہیں) اور یہ کام بڑے بڑے خوش نصیبوں کے حصے میں آیا کرتا ہے ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور کہ صبر کرنا اور معاف کرنا بڑی عظیم الشان بات ہے +

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کہ بلند مرتبہ وہی لوگ ہیں جو غصہ کو دباتے اور لوگوں کو معافی دیتے ہیں اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو تجھ سے توڑے تو اس سے بھی رشتہ مودت جوڑ اور جو تجھے نہ دے اسے بھی دے (بخاری) اور بہت سی آیات اور احادیث اس باب میں وارد ہیں اور زمانہ عروج میں اسلامیوں کا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے اگر خلفاء کے نظارے پیش کروں تو ایک دوسری کتاب تیار ہو جائے۔ تیسری قوت نفسانیہ ہے جب اس کے ساتھ وہ دونوں قوتیں بھی جمع ہو جاتی ہیں تو انسان شیطان سے بھی بڑھ جاتا ہے حسد، بغض، غرور، نخوت، طمع سب اسی کے شعبے میں پھر چوری، رہزنی، بدمعاشی، عیاری، جھوٹ بولنا کمزوروں پر رحم نہ کرنا وغیرہ سیئات اسی گندے چشمے سے نکلتے ہیں اس کی قرآن مجید نے بہت کچھ اصلاح فرمائی ہے احادیث میں بھی اس قدر بیان ہے کہ جس کے لئے ایک بڑا دفتر ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر کہ اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے (تم بنی آدم آپس میں بھائی ہو ایک خاندان اور ایک نسل ہو) اور تمہارے قبائل اور قومیں جو کر دی ہیں تو اس لئے کہ باہم تعارف رہے (نہ کہ تکبر اور غرور کرو) تم میں سے زیادہ عزت دار تو اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں پرہیزگار زیادہ ہے (آیندہ عزت و ذلت کا انجام اللہ جانتا ہے) کیونکہ وہ علیم و خبیر ہے کسی کا بھی اب غرور باقی نہ رکھا عرب و عجم گورے کالے حبشی ترکی برہمن چھتری شودر دولتمند فقیر خوبصورت بدصورت سب یکساں ہیں شاہ گدا برابر ہیں مذکورہ اسباب میں سے کوئی بھی باعث ناز نہیں۔ عزت کا سبب صرف خدا ترسی و پرہیزگاری ہے۔ یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم الذی خلقک فسوٰک فعدلک ۰ فی ای صورة ما شاء رکبک ۰ کہ اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم سے مغرور کر دیا جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک پھر برابر کیا پھر جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا یعنی ایک قطرہ منی کو الٹی پلٹیاں دے کر تجھے خوبصورت بدصورت جس سانچے میں چاہا ڈھالا پھر کس چیز پر غرور اور ناز ہے جو اکڑتا پھرتا ہے اور خدا سے عجز و نیاز نہیں کرتا پھر موت کا پیش آنا اور شاہ و گدا کا ایک اور بیکس ہو جانا اور خدا کے پاس حساب و کتاب کیلئے لایا جانا اس انداز سے اس آیت میں بیان فرمایا ہے کہ اگر ذرا بھی ہوش ہو تو شراب غرور اور دنیا طلبی اور بیہودہ کاری کا سارا نشہ اتر جائے۔ کلا بل تحبون العاجلة ۰ وتذرون الاخرة ۰ وجوہ یومئذ ناضرة ۰ الی ربھا ناظرة ۰ ووجوہ یومئذ باسرة ۰ تظن ان یفعل بھا فاقرة ۰ کلا اذا بلغت التراقی ۰ وقیل من راق ۰ وظن انہ الفراق ۰ والتفت الساق بالساق ۰ الی ربک یومئذ المساق ۰ نہیں نہیں تم تو دنیا کو دوست رکھتے اور آخرت کو چھوڑتے ہو اس دن بہت سے منہ شاداں اور اپنے خدا کو دیکھتے ہوں گے۔ (یہی نجات ہے) اور بہت سے منہ اس روز غمزدہ ہوں گے سمجھ رہے ہوں گے کہ ان پر کوئی سخت مصیبت آ رہی ہے نہیں نہیں جبکہ جان گلے تک پہنچ جائے گی اور کہتے پھریں گے کہ ہے کوئی جھاڑنے والا (یعنی دوا یا جھاڑنے سے اسے کوئی بچائے) اور وہ سمجھ چکا ہے کہ یہ فراق ہے (مال و دولت زن و فرزند سے) اور ٹانگ سے ٹانگ لپٹ گئی آج تو تیرے رب کے پاس چلنا ہے۔

اس مضمون میں بھی قرآن کا بہت ہی بیان ہے منجملہ شاخوں علم تہذیب النفس کے علم التحلیہ ہے جس طرح اول علم التذکیر تھا کس لئے کہ جب کسی چیز پر کوئی رنگ و روغن اور نقش و نگار کرنا ہوتا ہے تو اول اس کو صاف کیا جاتا ہے اور آلائش سے مانجھا جاتا ہے منجھتے ہی اس شے کے اصلی جوہر نمودار ہونے لگتے ہیں اسی طرح اول روح کو نجاست و آلائش ظاہری و باطنی سے پاک کرنا مقدم ہے تب اس پر کوئی رنگ چڑھتا ہے اس علم میں اصل مقصود بالذات خدا کے ساتھ تقرب ہے کیونکہ اب روح کے جوہر نمودار ہو گئے۔ آئینہ صاف ہو گیا۔ اب اس میں انوار حق جلوہ گر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اول عبادت جس سے انوار حق جلوہ گر ہوں۔ نماز ہے گرچہ ہر نبی نے نماز کی تعلیم فرمائی ہے مگر قرآن نے اس کی تکمیل کر دی ہے۔ طہارت ظاہری کے بعد ایسی عبادت تعلیم کی جس میں جسم اور اعضاء جسمانی اور روح دونوں شریک ہیں سب سے اول کعبہ کے رخ کھڑا ہو جس میں سید الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معبد کی طرف متوجہ ہونا پایا جائے گویا ملت ابراہیمیہ کا اتباع کر لیا ورنہ کعبہ کو سجدہ نہیں نہ کعبہ معبود ہے اور جس نے ایسا سمجھ کر کعبہ پرستی کا الزام لگایا ہے یہ اس کی نافہمی ہے پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے جس میں اشارہ ہے کہ اس نے اس وقت دونوں جہان سے ہاتھ اٹھا یا اور خاص خدا تعالے کے سامنے اس کی کبریائی یاد کر کے مؤدب کھڑا ہوا ہاتھ باندھ کر پھر اس کے حضور میں حاضر ہوتے ہی سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک کہا جس کے یہ معنی کہ اے خدا تو سب عیبوں سے پاک ہے اور تیری ستائش اور تعریف کے ساتھ تقدیس کرتا ہوں تیرا نام بابرکت ہے اور

تیری عزت و مرتبہ بلند تر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں اس کے بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔کہ میں شیطان مردود سے اللہ کی
پناہ مانگتا ہوں جس میں اشارہ ہے کہ خصائص بہیمیت اور خطرات ماسوی اللہ اس تقرب کے وقت نہ آنے پائیں اسکے بعد سورہ فاتحہ پڑھے
الحمد للہ رب العالمین° الرحمٰن الرحیم ° مالک یوم الدین ° سب قسم کی ستایش خاص اللہ کے لئے ہو جو جملہ جہانوں کا پرورش کرنے والا ہو
عالم ناسوت سے لے کر عالم ملکوت تک اور پھر ان دونوں میں جس قدر عالم ہیں عالم اجسام عالم نباتات جمادات عالم عناصر عالم علویات
کواکب افلاک عالم روحانیات ملائکہ وغیرہ سب اس کی مخلوق اور اس کے فضل و کرم کے پروردہ ہیں کوئی بھی خالق اور مالک نہیں تمام موجودات
اس کے آگے محتاج اور دست نگر ہیں اور وہ بہت مہربان نہایت رحم والا ہے اُس نے اپنے رحم و فضل سے سب کو پیدا کیا اور ہر ایک کو
اس کے مناسب سامان دیا کسی کا کوئی حق اس پر نہیں نیز اس کے دربار میں رحم و عنایت ہی کا ذکر ہے جو باعث محبت ہی. مناسب ہے اسی
کرم اور رحم پر وہ روز جزا کا بھی مالک ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین° ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں نہ کسی اور کی اور تجھ ہی سے
ہر کام میں مدد مانگتے ہیں نہ کسی اور سے کیونکہ تیرے سوا جو کوئی ہو وہ تیرا بندہ اور مملوک محتاج ہے یہ بندہ کی طرف سے عبادت و استعانت
اُسی سے کرنے کی بابت اقرار نامہ ہے اھدنا الصراط المستقیم° ہم کو ہر امر میں سیدھی راہ دکھا ایسے مقام تقرب میں صراط مستقیم سے
زیادہ اور کیا چیز عمدہ ہے جس کا سوال کیا جائے جب دینی اور دنیاوی امور میں بندہ کو صراط مستقیم عنایت ہو گیا تو دنیا و آخرت کے
مقاصد کو پہنچ گیا صراط الذین انعمت علیہم° اُن لوگوں کی راہ کہ جن پر تیرا انعام و فضل ہوا اشارہ ہے کہ خدا کا انعام و فضل انہیں پر ہوا
ہوا ہے کہ جو صراط مستقیم پر چلتے تھے مقاصد و مطالب کی سیدھی راہ پر چلنا حصول مقاصد کا سبب ہے. غیر المغضوب علیہم ولا الضالین°
نہ ان لوگوں کی راہ پر چلا کہ جن پر صراط مستقیم چھوڑنے کے سبب تیرا غصہ ہوا اور وہ گمراہ ہو گئے آمین اے خدا میری عرض قبول فرما
اس کے بعد اور آیات قرآن مجید پڑھے اور تمام قرآن اس کی ثنا و صفت سے پر ہے اس تقرب کے بعد جب شرف نیاز حاصل کیا تو رکوع میں
جائے یعنی دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر اللہ اکبر کہہ کے اس کے آگے جھکے اور تین بار سبحان ربی العظیم کہے پاک ہے میرا رب عظیم پھر سیدھا کھڑا ہو کر
سمع اللہ لمن حمدہ ـ ربنا لک الحمد کہے سن لیا اللہ نے اس کو جو اس کی حمد کرتا ہے ۔ اے ہمارے رب حمد تیرے لئے ہے پھر اللہ اکبر کہہ کے
سجدہ میں جائے یعنی اس کے سامنے سر رکھ دے اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے کہ پاک ہے میرا رب خدائے بلند مرتبہ پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے
اور اطمینان سے بیٹھ کر اللہ اکبر کہکر یا رسے دیگر سجدہ اسی طرح کرے اور سر اٹھائے یہ ایک رکعت ہوئی پھر کھڑا ہو کر دوسری رکعت اسی طرح ادا کرے
مگر سبحانک اللھم پھر نہ پڑھے دوسری رکعت کے بعد دوزانو ہو کر بیٹھ جائے اور التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ
اللہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ کہ نماز و ستائش اللہ ہی کے لئے ہے اور نماز اور پاکیزہ کام و کلام
سب اسی کے ہی لئے ہے اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو اور سلام ہو پیغمبر خدا کے سب بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں
کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اگر دو رکعت ہی نماز ہے جیسا کہ صبح کی تو اس کے
بعد پیغمبر پر درود بھیجے اور دعا مانگے اور پھر داہیں بائیں منہ پھیر کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہے نماز تمام ہو چکی اور اگر چار رکعت ہے جیسا
ظہر و عصر و عشا ہیں یا تین جیسا کہ مغرب میں تو دو رکعت کے بعد صرف التحیات پڑھے اور اخیر کی التحیات میں درود و دعا پڑھے ۔ ایسے امور ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام
نے نماز میں کبھی ناف پر کبھی ناف سے نیچے ہاتھ باندھے ہیں اور کبھی باندھے نہیں یوں ہی لٹکائے رکھے اور کبھی ہر اللہ اکبر کہتے میں
اُٹھائے اور کبھی صرف اول ہی مرتبہ اُٹھائے اور کبھی لفظ آمین آہستہ کہا کبھی آواز سے علمائے اسلام کا نفاق ہے۔

یہ نماز ہر مسلمان عاقل بالغ پر پانچ وقت دن رات میں فرض اگر کسی عذر سے کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر اور بیٹھ بھی
نہ سکے تو لیٹ کر پڑھے رکوع سجود اشارہ سے کرے ہاں عورت کو حیض و نفاس میں معاف ہے صبح کے وقت صبح صادق سے لے کر
طلوع آفتاب سے اول دو رکعت پھر دن ڈھلنے سے لے کر ہر چیز کا سایہ دو چند ہو جانے تک چار رکعت اور اس کو ظہر کہتے ہیں پھر دو چند
سایہ ہو جانے کے بعد سے غروب آفتاب تک چار رکعت اس کو عصر کہتے ہیں پھر غروب سے لے کر سرخی یا اس کے بعد کی سفیدی باقی
رہنے تک تین رکعت اس کو مغرب کہتے ہیں اور سفیدی غائب ہونے کے بعد سے آدھی رات تک چار رکعت پڑھے یا صبح صادق ہونے
سے پہلے تک اس کو عشاء کہتے ہیں اور مسنون طریقہ مردوں کے لئے جو مسجد تک جا سکتے ہوں یہ ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت سے نماز
پڑھیں۔ یہ نماز فرض ہے اس کے سوا جو کچھ پیغمبر علیہ السلام نے اور بھی نماز ہمیشہ پڑھی ہے اس کو سنت موکدہ کہتے ہیں صبح کی نماز سے
پہلے دو رکعت ظہر سے پہلے چار اور بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد دو رکعت اور تین رکعت وتر پڑھے امام ابو حنیفہ
وتر کو واجب کہتے ہیں۔ آدھی رات کے بعد صبح صادق تک بارہ رکعت پڑھی ہیں جس کو تہجد کہتے ہیں سب بزرگ شب خیزی کیا کرتے
تھے اُس تنہائی کے وقت خدا کے حضور گریہ و زاری و دعا و استغفار تسبیح و تقدیس پیغمبر علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں کا لازمی کام
تھا۔ اگلے پیغمبر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے ایسے ہی لوگوں کی شان میں قرآن فرماتا ہے یبیتون لربھم سجدا و قیاما کہ وہ سجدے اور قیام
میں اپنے رب کے سامنے رات گزارتے ہیں ◦

ص

پھر آفتاب کے غروب اور طلوع کے بعد بھی اور دیگر اوقات میں بھی آنحضرتؐ بہت زیادہ نمازیں پڑھا کرتے تھے ان کو نفل کہتے ہیں۔ اسی طرح عید الفطر اور عید الضحٰی میں بھی زوال سے پہلے دو رکعات جماعت سے پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد خطبہ پڑھا کرتے تھے جس میں تعلیم احکام فرماتے تھے یہ سال بھر میں دو بار شہر اور آس پاس کے مسلمانوں کے اجتماع کا باعث ہے اور ہر جمعہ میں اول خطبہ پڑھ کر دو رکعت نماز باجماعت ادا کرتے تھے اسی طرح کسوف وخسوف اور بارش کے لئے بھی نماز پڑھتے تھے جمعہ شہر بھر کے مسلمانوں کا اجتماع جو اتفاق اور قومی اتحاد کا عمدہ ذریعہ ہے نماز جس کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ ایک مراقبہ ہے اگر حضور قلب کے ساتھ ادا کی جائے تو روح پر انوار فائض ہوتے ہیں قرآن میں جابجا اس کا حکم موکد ہے عمداً ترک کرنے والے کو گنہگار تو سب ہی کہتے ہیں مگر بعض علما اس کو خارج اسلام بھی سمجھتے ہیں۔ ہیئت کذائی اس کی حضرت پیغمبر علیہ السلام نے تعلیم کی ہے قرآن میں اقیموا الصلوٰۃ بہت جگہ آیا ہے دوم صوم یعنی روزہ بھی روح کی روحانیت زیادہ کرتا ہے۔ اگلے انبیا حضرت عیسٰیؑ موسٰےؑ ابراہیم علیہم السلام بھی روزہ رکھا کرتے تھے روزہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے عورت سے جماع کرنے سے بقصد تقرب باز رہے اور کمال روزہ کا یہ ہے کہ جملہ گناہوں سے بھی محفوظ رہے بلکہ اہل طریقت کے نزدیک دل کو بھی غیر اللہ کے خطرات سے محفوظ رکھے اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ نفس کو اس کی خواہشوں سے روکنا روح پر نورانیت پیدا کرتا ہے اور جو اپنے نفس کو خواہشوں سے روکنے پر قادر نہیں وہ جملہ کمالات انسانیہ سے محروم ہے دنیا کی بھی وہ مشقتیں برداشت نہیں کر سکتا جس سے وہ دنیاوی ترقی سے بھی محروم رہتا ہے۔ دنیا میں جو قومیں بلند ہو کر نیچے گری ہیں ان کو نفسانی خواہشات نے نیچے گرایا ہے اسلام نے سال بھر میں ایک مہینہ معین یعنی رمضان میں روزہ رکھنا ہر عاقل۔ بالغ تندرست مقیم پر فرض کر دیا ہے خواہ کوئی شاہ ہو یا گدا ہو تاکہ نفس سے مجاہدہ کی ورزش رہے اور نیز تندرستی جسمانی کے لئے بھی روزہ ایک مفید علاج ہے رطوبات بلغمیہ اس سے خشک ہو جاتی ہیں۔ ہاں حیض ونفاس والی عورت اور بیمار روزہ نہ رکھے۔ اس کے بعد جس قدر فوت ہو گئے ہیں رکھے اور جو بہت بوڑھا ہو گیا ہے وہ روزہ کے بدلے ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے اگر مقدور ہو بے عذر روزہ رمضان ترک کرنا اسلام میں سخت گناہ ہے قرآن میں روزہ کی تاکید اور اس کے احکام مذکور ہیں۔ از انجملہ یہ آیت ہے کتب علیکم الصیام کہ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں ✤

یہ فرضی روزہ ہے اس کے سوا پیغمبر علیہ السلام شوال کے چھ روزے رکھتے تھے۔ ہر مہینے میں تیرھویں[۱۳]۔ چودھویں[۱۴]۔ پندرھویں[۱۵] تاریخ اور جمعرات اور پیر کے دن شعبان کی پندرھویں تاریخ محرم کی دسویں ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو بھی اکثر روزہ رکھتے تھے اس لئے یہ روزے مسنون ہیں ان کے سوا اور بہت سے روزے رکھتے تھے جن کو نفلی روزے کہتے ہیں ✤

سوئم زکوٰۃ ہے یعنی جو مسلمان عاقل بالغ سال بھر میں کھا پی کر ساڑھے باون روپیہ بھی رکھتا ہو تو اس کا چالیسواں حصہ خدا کے نام پر یتیموں، فقیروں محتاجوں کو دے اس میں اہل قرابت واہل وطن واہل مذہب زیادہ تر قابل لحاظ ہیں اس حساب سے جس قدر روپیہ ہو اس کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے۔ نقد کے سوا بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے، بیل وغیرہ میں بھی ایک حصہ معین دینا لازم ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے۔ مال ایک مرغوب چیز ہے اس کو خدا کی رضامندی کے لئے اس کے بندوں کو دینا صلہ رحمی کرنا ایسا نیک کام ہے جس میں کسی مذہب وملت اور قوم کو بھی اختلاف نہیں اس سے بھی روح پر روحانیت پیدا ہوتی ہے اور تمدن کی بھی اصلاح ہوتی ہے اس کے سوا اور بھی نیک کاموں میں دینے مساکین ویتامیٰ کو کھانا کھلانے مسافروں کے ساتھ مہمان نوازی کرنے کی اقارب اور والدین کو دینے اور ان کی خدمت کرنے کی جس قدر اسلام میں تاکید ہے اور جس قدر قرآن میں ان اشخاص کی بابت اور نیز غلاموں کو روپیہ دے کر آزاد کرانے کی بابت یہاں تک کہ قیدیوں کے کھانا دینے کی اور آفت رسیدوں کی چارہ گری کی بابت احکام اور ترغیب ہے اگر سب نقل کروں تو ایک کتاب بنتی ہے۔ از انجملہ یہ آیات ہیں داتوا الزکوٰۃ۔ کہ زکوٰۃ دیا کرو یہ حکم متعدد مقامات پر ہے۔ فک رقبۃ ہ او اطعم فی یوم ذی مسغبۃ ہ یتیما ذا مقربۃ ہ اومسکینا ذا متربۃ ہ وہ بڑی نیکیوں کی گھاٹی یہ ہے کسی کی گردن کو چھڑانا عام ہے کہ وہ غلام ہو جس کی گردن غلامی میں بندھی ہوئی ہو یا قرض دار نادار ہو جس کی قرض کی زنجیر میں گردن بندھی ہوئی ہے یا بھوک اور قحط کے دنوں میں کھانا کھلانا قرابت دار یتیم کو یا خاکسار محتاج کو ان نیکیوں کے ساتھ ان لوگوں میں سے بھی ہو جو ایمان لائے اور انہوں نے صبر اور مہربانی کرنے کی وصیت کی ہے یہ لوگ برکت والوں میں سے ہیں یا یہ لوگ خدا کے تخت کے دائیں طرف بیٹھنے والوں میں سے ہیں والذین فی اموالہم حق معلوم ہ للسائل والمحروم ہ کہ نیک بندوں کے مال میں سوال کرنے والوں اور بے سوال کرنے والوں سب کا حصہ ہوتا ہے۔ علاوہ روپیہ پیسے روٹی پانی مستعار لینا ہے تو اپنی فیاضی سے دے دیتے ہیں اور کچھ معاوضہ نہیں لیتے ✤

ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ہ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزآء ولا شکورا ہ کہ نیک بندے

اس محبت سے محتاجوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم تو تم کو محض اللہ کے واسطے کھلاتے ہیں نہ ہم کو تم سے معاوضہ مقصود ہے نہ شکر گزاری۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربہم مشفقون ۝ والذین ھم بایٰت ربھم یؤمنون ۝ والذین ھم بربہم لا یشرکون ۝ والذین یؤتون ما اٰتوا و قلوبہم وجلۃ انہم الیٰ ربہم راجعون ۝ اولٰئک یسارعون فی الخیرٰت وھم لہا سابقون ۝ جو لوگ اپنے خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتے اور وہ جو کچھ دیتے ہیں تو ان کے دل لرزتے ہیں کہ ان کو اپنے خدا کے پاس جانا ہے یہی لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور یہی پیشقدمی کر جاتے ہیں۔ مثل ما ینفقون فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ (ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کی مثال ایک دانہ کی ہے جو سات خوشے اگائے اور ہر خوشہ میں سو سو دانہ ہوں یعنی ایک کے سات سو ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ایک پیسے کے خرچ کرنے سے سات سو پیسے کا اپنے فضل سے اجر دیتا ہے الذین ینفقون فی السراء والضراء نیک لوگ مستحق جنت وہ ہیں جو فراخ دستی تنگدستی ہر حال میں اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں کو معافی دیتے ہیں زکوٰۃ نہ دینے والوں کی نسبت یہ ارشاد ہے والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۝ یوم یحمٰی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباھہم وجنوبہم و ظہورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (سورہ توبہ رکوع ۴) +

ترجمہ۔ وہ لوگ جو سونا چاندی گاڑ کر رکھتے ہیں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو عذاب الیم کا مژدہ سنا دو جس دن کہ وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں تپا کر اس سے ان کے چہروں اور پسلیوں اور پیٹھوں پر داغ دیے جائیں گے اور کہا جائے گا۔ کہ یہ وہی تو ہے کہ جس کو تم اپنے لئے گاڑ کر رکھتے تھے سو اب اپنے گاڑ کر رکھنے کا مزہ چکھو +

چہارم۔ حج ہے۔ وہ کیا ہے۔ ایام مخصوص میں ابراہیمی لباس پہن کر عاشقانہ وضع بنا کر جس کو احرام کہتے ہیں۔ ابراہیمی عبادت کرنا حج میں تین فرض ہیں ان میں سے ایک بھی فوت ہو جائے گا تو حج نہ ہوگا اول احرام باندھنا غسل کر کے دو کپڑے پہننا خواہ نئے ہوں یا دھلے ہوئے ایک نیچے باندھا جاتا ہے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر تلبیہ کرنا۔ اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک کہنا اس کے بعد اس پر شکار کرنا کسی جانور کا مارنا جماع کرنا شہوت انگیز باتیں کرنا کسی سے لڑنا جھگڑنا بدکلامی حرام ہو جاتا ہے۔ محرم نہ سر ڈھانکے نہ عطر و خوشبو لگائے نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کتروائے نہ پاجامہ کرتا وغیرہ سلا ہوا پہنے نہ رنگین کپڑے کا استعمال کرے نہ کسی مصالح سے سر دھوئے ہاں نہانے کا کوئی مضائقہ نہیں اور یہ احرام مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی باندھا جاتا ہے۔ اس کے لئے ہر سمت سے آنے والے کے لئے جگہیں مقرر ہیں جن کو میقات کہتے ہیں وہاں پہنچ کر بغیر احرام باندھے آگے نہ بڑھے دوئم نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنا جہاں امام خطبہ پڑھتا ہے اور دعا مانگتا ہے۔ اور لوگ بھی دعا مانگتے ہیں سوئم وہاں سے آ کر کعبہ کا طواف کرنا اس کو طواف زیارت کہتے ہیں۔ اس کے بعد عورت بھی حلال ہے یہ دسویں یا گیارھویں یا بارھویں کو ہوتا ہے اور پانچ چیزیں واجب ہیں ان کے ترک کرنے سے حج تو ہو جاتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے وہ یہ ہیں اول عرفات سے لوٹتے وقت بمقام مزدلفہ شب کو ٹھہرنا دوم بمقام منےٰ آ کر ان تین میناروں پر جہاں حضرت ابراہیم کو شیطان دکھائی دیا تھا اور آپ کے دل میں خطرہ ڈالنا چاہا تھا اور آپ نے اس پر کنکریاں ماریں تھیں اب وہاں مینار بنا دیئے گئے ہیں اس نیت سے کہ میں کہیں نفس بد اور شیطان پر کنکریاں مارتا ہوں سات کنکریاں مارنا۔ سویم اس کے بعد سر منڈانا یا بال کترانا عورت کو ایک لٹ کترانا کافی ہے جس میں اشارہ ہے کہ خیالات باطلہ کو سر سے نکال دیا۔ اس کے بعد احرام کھول دیتے ہیں اور سوائے عورت کے سب چیزیں اس کے لئے حلال ہو جاتی ہیں +

چہارم۔ صفا و مروہ دونوں پہاڑیوں کے درمیان دعائیں پڑھتے ہوئے آنا جانا کیونکہ ہاجرہ حضرت ابراہیم کی بیوی اپنے معصوم بچے حضرت اسمٰعیل کو جہاں آب زم زم کا کنواں ہے چھوڑ کر پانی کی تلاش میں حیران و پریشان خدا کی رحمت کی امیدوار ہو کر انہیں دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں دوڑتی پھر رہی تھیں جس سے خدا نے فضل کیا حضرت اسمٰعیل کے پاؤں رگڑنے سے چشمہ نمودار ہو گیا اور وہ مدتوں جاری رہا اب اس مقام پر کنواں کھدا ہوا ہے اس کے پانی کو زمزم کہتے ہیں۔ اور متبرک سمجھا جاتا ہے +

پنجم طواف صدر یعنی طواف زیارت کے بعد جب تیرھویں تاریخ منےٰ میں تین دن تک میناروں پر کنکریاں مار کر مکہ آئے تو کعبہ کا سات بار طواف کرے مگر حیض والی عورت نہ کرے ان کے سوا اور جس قدر امور ہیں جیسا کہ مکہ کے آتے ہی کعبہ کا طواف کرنا

جس کو طواف قدوم کہتے ہیں حجر اسود کو جو حضرت ابراہیم کا یادگار پتھر ہے۔ بوسہ دینا منیٰ میں قربانی کرنا سنت و آداب ہیں البتہ حج و عمرہ ملا کر کرنے والے پر قربانی واجب ہے کم سے کم ایک بکری اور جو مقدور نہ ہو تو دس روزے رکھے تین مکہ میں اور سات گھر آکر حج کے ایام میں نماز پنج گانہ بھی حسب دستور فرض ہے عرفات کے روز ظہر و عصر ملا کر ظہر ہی کے وقت میں ادا کر لیتے ہیں۔ اور مغرب و عشاء مزدلفہ میں آکر ایک وقت میں ادا کر لیتے ہیں یہ ہے حج اور عمرہ یہ ہے کہ احرام باندھ کر ان حدود سے جو حرم کے باہر ہیں رحل کہتے ہیں ایک جانب مکہ سے تخمیناً تین میل باہر حل ہے) مکہ میں آنا کعبہ کا طواف سات بار کرکے صفا و مروہ کے درمیانی راستوں میں جہاں اب بازار ہے سات بار دعائیں کراتے ہوئے آنا جانا اور پھر سر منڈوانا یا بال کتروانا اور اس کے لئے ماہ ذی الحجہ کی بھی کوئی قید نہیں۔ یہ حج ہر مسلمان پر واجب نہیں بلکہ دولتمند پر جو اتنے صفات رکھتا ہو حر ہو۔ کسی کا غلام نہ ہو۔ بالغ ہو لڑکا نہ ہو۔ عاقل ہو مجنون اور سفیہ اور فاتر العقل نہ ہو تندرست ہو بیمار نہ ہو اعضائے بدن سلامت ہوں۔ سفر کر سکے۔ اس لئے اس مریض پر جو سواری پر بیٹھ نہ سکتا ہو اور جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں یا قدرتی نہ ہو لنگڑا لولا ہو اور مفلوج ہو ان پر اور بہت بڈھے پر جو سفر کی قدرت نہ رکھتا ہو حج واجب نہیں ہے۔ یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اندھے پر بھی واجب نہیں اور پھر اس کے پاس خانہ داری کے حوائج اور واپس آنے تک اہل و عیال کے خرچ سے بچ کر اس قدر روپیہ بھی ہو کہ سواری اور آنے جانے کا خرچ کافی ہو اور راستہ بھی پُر امن ہو بری و بحری راستہ میں غالباً ہلاکت اور نقصان جان و مال کا قوی اندیشہ نہ ہو اگر عورت ہو تو اس کے ساتھ جب کہ مکہ اور اس کے گھر میں تین روز کے سفر کا راستہ ہو تو اس کا خاوند یا محرم ساتھ ہونا ضروری ہے محرم وہ لوگ ہیں جن سے اس کا نکاح ممنوع ہے بیٹا۔ باپ۔ بھائی۔ بھانجا۔ بھتیجا۔ ماموں۔ چچا۔ نانا۔ دادا وغیرہ اور ان شرائط کے ساتھ عمر بھر میں ایکبار حج فرض ہے اس کے بعد اس کو اختیار ہے۔ کرے گا تو ثواب پائے گا۔ ورنہ کوئی مأخذہ نہیں قرآن میں حج کا حکم ہے ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا۔ واتموا الحج والعمرة لله کہ لوگوں پر خدا کے لئے کعبہ کا قصد کرنا لازم ہے۔ اس پر جو وہاں کی پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اور احکام حج بھی قرآن میں بیان ہوئے ہیں اور ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے سالانہ عبادت عرب میں جاری تھی مگر اوہام جہال نے اس میں بہت سی کجیاں پیدا کر دی تھیں نبی آخر الزمان نے ان کی بھی اصلاح کر دی۔

اسرار۔ اسرار حج کے بہت سے ہیں (اول) یہ کہ بعد طوفان نوح علیہ السلام کے دنیا میں خدا پرستی کے مروج سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی۔ سب ان کو پیشوا اور رئیس الموحدین کہتے ہیں ان کے بعد حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے اصول ملت ابراہیمیہ ہی کے مجدد و مؤسس تھے اور ادیان میں ملت ابراہیمیہ محرف ہو چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مجدد و مؤسس مبعوث ہوئے تو خدا پرست قوموں میں حضرت ابراہیم کا کوئی یادگار قائم رکھنا توحید کی ترغیب دلانا ہے حج جو اس وقت کی سادہ عبادت اور دلی ولولوں اور شوق و عشق الٰہی سے مرکب ہے نیز ابراہیمی لباس یعنی احرام اور وہ عاشقانہ ہیئت جو حضرت ابراہیم کی عرب میں تشریف لانے کے وقت تھی اور خاص وہی مسجد جس کی بنیاد خود حضرت ابراہیم نے اپنے ہاتھ مبارک سے قائم کی تھی اور اس وقت اس کے سوائے زمین پر اور کوئی خدا پرستی کا معبد نہ تھا۔ اس لئے حج میں یہ سب چیزیں خدا پرستی کے رواج دینے اور ابراہیم علیہ السلام کی طرف رغبت دلانے کے لئے قائم کی گئیں تاکہ روئے زمین کے خدا پرست مجتمع ہو کر اسی ہیئت سے اس عبادت گاہ میں خدا کی عبادت کریں اور انہیں میدانوں اور پہاڑی اور ٹیلوں پر وہی کلمات شوق اور عشق الٰہی میں بلند کریں اور ان کی قربانی کی رسم کو جو خاص خدا کے لئے تھی پھر زندہ کریں۔

(۲) انسان میں جس طرح خدائے قادر نے جوہر عقل ودیعت رکھا ہے جس سے وہ اپنے خدا کو اور نیک و بد کو پہچانتا ہے اسی طرح اس میں ایک قوت عشقیہ بھی عطا کی ہے اور دونوں کے دستور العمل بھی جدا جدا ہیں عقل کہتی ہے ادب سے بادشاہ حقیقی کے روبرو کھڑا ہو اس کی ثناء و صفت کر کے سوال کر۔ عشق کہتا ہے سب جھگڑے چھوڑ اسکے پاؤں مبارک پر سر رکھ دے اور صرف سبحان ربی الاعلیٰ کہے جا۔ ؎ گر دست رسد ہزار جانم ؛ در پائے مبارکت فشانم ۔ اس لئے اسلام کی جملہ عبادات دونوں پہلو لئے ہوئے ہیں۔ مگر جو عقل برسوں میں مقام طے کرتی ہے عشق اس کو دم بھر میں طے کر دیتا ہے۔ خدا مجسم نہیں۔ جو اس پر عاشقانہ وضع بنا کر بلا گرداں ہوا کریں اس کے گرد پھر کر اس پر نثار ہوا کریں مگر ایسا ہونا ایک تکمیل روحانی ضرور ہے اور بلا جہت یہ بات بغیر خاصان خدا کے اور کو نصیب نہیں اس لئے اس عاشق خدا کی اس مسجد کے گرد طواف کرنا جو خاص اس کی عبادت کے لئے تعمیر ہوئی تھی گویا خدائے بے جہت و بے مکان کے گرد طواف کرنا اور اس پر قربان و فدا ہونا ہے۔

(۳) انسانی رغبت و نفرت شوق و عداوت امید و خوف کے لئے مواضع و مواطن کو بھی بڑا دخل ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ بدیہیات و مشاہدات کا منکر ہے۔ جن مواضع پر خدا پرستوں نے خدا پرستی کی ہے جہاں اس کی رحمت نازل ہوئی ہے وہاں دل کی اور ہی حالت ہوتی ہے خصوصاً ان کے آثار باقیہ کو دیکھ کر ان کے ہاتھوں کی چھوئی ہوئی چیزوں اور پاؤں کی روندی ہوئی زمین سے انہیں کی خوشبو میں آیا کرتی ہیں برخلاف اس کے کہ جہاں سالہا سال بدکاریاں ہوئی ہوں اور وہاں اس کا غضب نازل ہوا ہو وہاں دل کی کیفیت اور ہی ہوتی ہے اس لئے اسلام نے عمر بھر میں مسلمان کو کم از کم ایک بار ان مشاہد مقدسہ کی زیارت اور وہاں جا کر عبادت و دعا کرنے کا حکم دیا کہ ان برکات کا مشاہدہ کرے اس کی دعائیں اس کی عبادات ان بزرگوں کی تبعیت میں قبول ہوں۔

(۴) یہ بات بدیہی ہے کہ افرادی قوت سے اجتماعی قوت قوی بھی ہوتی ہے ہر طرح سے عمدہ بھی ہوتی ہے قومی اتفاق کے برکات دنیا میں مسلم ہیں اس لئے ہر قوم کے پاس میل جول وتبادلہ خیالات کے لئے سالانہ جلسے مقرر ہوتے ہیں ہر اطراف واکناف کے لوگ مجتمع ہو کر ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں انہیں وجوہ کے لئے مسلمانوں کا بھی ایک سالانہ اجلاس ضروری تھا اور چونکہ یہ قوم ایشیا، یورپ، افریقہ وغیرہ بلاد میں پھیلی ہوئی ہے اور یہ بات پیغمبر علیہ السلام کو خدا نے معلوم بھی کرا دی تھی تو انکے اجتماع کے لئے عرب سے بہتر اور کوئی جگہ ہو نہیں سکتی تھی۔ کس لئے کہ یورپ اور شرقی ممالک جنوبی و شمالی ممالک کو وسط میں ہے اور نیز مکہ سے بڑھ کر اور کوئی جگہ قرار نہیں پا سکتی اول تو حضرت ابراہیم کا اول معبد یہاں ہے دوئم اسلام کا چشمہ یعنی ذات بابرکات یہیں سے جاری ہوا اور نیز مسلمانوں کی مذہبی زبان عربی ہے مسلمانوں کو یہاں کے لوگوں سے اور نیز چین اور مراکش کے مسلمانوں کو باہم کلام عربی میں کرنا آسان بات ہے۔ یہ اجتماع دینی فوائد کے لئے تو بہتر ہی ہے مگر مسلمانوں کی دنیاوی ترقی کا بھی ایک آلہ ہے اقطار بعیدہ کے مسلمان ایک دوسرے سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ تجارت سے منافع اٹھا سکتے ہیں مسلمانوں کے سربرآوردہ اور تمام ممالک کے سلاطین یا اُن کے وکلا اور اسی طرح حجاج اپنے شہروں اور ملکوں اور جماعتوں کے وکلاء بنکر بھی آئیں تو تمام مسلمان جس تجویز کو ایسے مقدس مقام پر منظور کر لیں تو دنیا بھر کے مسلمان کنفس واحدہ ہو سکتے ہیں جس سے اُن کا کوئی زبردست سے زبردست دشمن بھی ان پر قابو نہیں پا سکتا۔ (۵) انسان جب تک بری و بحری سفر نہیں کرتا اقطار الارض کے لوگوں کی خو۔ بو۔ طرز۔ تمدن اور ان کے خیالات سے بہرہ نہیں اٹھاتا اپنے شہر اور ملک میں بند رہکر پختہ کار اور اولوالعزم نہیں ہو سکتا اور نہ وہ زمانہ کی رفتار سے واقف ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اس سفر سے بہتر اور کوئی مفید نہیں ہو سکتا بشرطیکہ اس زمانہ کے غافل مسلمان اُن برکات سے جو اُن کے ہادی برحق نے جماعت اور جمعہ اور عیدین۔ اور حج اور خطبے میں ظاہر رکھے ہیں مستفید ہونا بھی چاہیں اور زمانہ ان کو خواب غفلت سے بیدار بھی کرے۔ کس لئے کہ اسلام کے جملہ امور مذہبی دنیاوی پہلو بھی ساتھ لئے ہوئے ہیں۔

(پنجم) اگر دل میں ایمان ہے تو اس کو ظاہر بھی کرنا چاہیئے تاکہ اسلام کے جملہ برکات سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملے اور اظہار اسلام کے لئے صرف کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صدق دل سے کہنا اور لوگوں کے روبرو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ زبان پر لانا کافی ہے جس نے صدق دل سے کہا اس نے اجمالاً اسلامی عقائد ایمان باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الآخر اور اسلامی احکام خمسہ کو قبول کر لیا درحقیقت یہی اسلام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان عقائد خمسہ اور احکام خمسہ کے ماننے ہی کو اسلام سمجھا جاتا تھا۔ اور ان میں تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے اس بات کو بھی قرآن نے بیان کیا ہے! بعد میں جو جزئیات امور میں اختلاف ہوا اور پھر وہ رفتہ رفتہ ہر ایک فریق کا عقیدہ ٹھہر گیا وہ بالائی بات ہے اگر ان فرقوں نے بڑھاتے بڑھاتے اپنے مخترعات کی تائید میں نصوص قرآنیہ وحدیث متواتر واجماع قطعی کا انکار نہیں کیا ہے تو خیر ان فرقوں کو اہل الہویٰ واہل بدعت ہی کہیں گے ورنہ وہ خارج از اسلام سمجھے جائیں گے۔ قرآن میں جا بجا امور مذکورہ پر ایمان لانے کی تاکید ہے از آں جملہ یہ آیت ہے یٰایھا الذین اٰمنوا باللہ ورسولہٖ والکتٰب الذی نزل علٰی رسولہٖ والکتٰب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلٰلاً بعیداً کہ اے مسلمانوں اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جس کو پہلے نازل کر چکا ہے ایمان لاؤ اور جس نے انکار کیا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کا تو وہ بہت ہی بڑی گمراہی میں پڑا ایمان ہر چند دل سے تصدیق کرنے کو کہتے ہیں مگر جماعت یا قوم میں کسی کی دلی تصدیق بغیر زبان سے اظہار کے معلوم اور معتبر نہیں ہو سکتی۔

ان علوم اور احکام کے علاوہ اور بھی قرآن میں انسانی سعادت کے متعلق بہت علوم و احکام ہیں

(۱) خدا کا ذکر کثیر اور اس کی تسبیح و تقدیس ہر حال میں چلتے پھرتے۔ اُٹھتے بیٹھتے ادیان سماویہ میں اس سے بڑھکر روح کو روشنی بخشنے والی اور کوئی چیز نہیں کس لئے کہ انوار الٰہی سے زیادہ کوئی نور نہیں اور روح سے زیادہ کوئی متاثر نہیں جب مادیات میں ایک چیز کا اثر دوسری چیز میں پہنچتا اور اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے تو اس اثر کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لوہا آگ میں رکھنے اور اس کی صحبت سے لال ہو جاتا ہے مٹی پھولوں کی صحبت سے معطر ہو جاتی ہے۔ ع گلے خوشبوئے در حمام روزے ٭ رسید از دست محبوبے بدستم ۔ بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ٭ کہ از بوئے دل آویزے تو مستم ۔ بگفتا من گلے ناچیز بستم ٭ و لیکن مدتے با گل نشستم ۔ جمال ہمنشین در من اثر کرد ٭ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم یٰایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وسبحوہ بکرۃ واصیلاً ٭ واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون ٥

(۲) دوسرے آیات قدرت دلائل آفاق و انفس میں غور اور مراقبہ کرنا اور ان کے حالات سے خدائے قادر تک پہنچنا گویا جملہ مخلوق اس کے جمال باکمال کا ایک مصفیٰ آئینہ ہے اور ایسے لوگ جب کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو ان کو اس میں خدا ہی خدا نظر آتا ہے ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریٰح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون ٥ یہ تمام کائنات جس کا مجموعہ ہی جسکو عقلاء کے لئے اس کا جمال دیکھنے کے لئے آئینہ بنا کر سامنے رکھدیا ہے آئینہ میں یہ چیزیں مذکور ہیں (۱) آسمانوں اور زمین کی پیدائش وہ نیرات اعظم اور ان کا وہ نور ان کا وہ کم زیادہ ہونا ان کا وہ طلوع و غروب ان کی وہ کشش ان کی وہ تاثیرات زمین کی کرویت اس کا پانیوں سے محیط ہونا اس کے پہاڑ اور قطعات گوناگوں اور ان کے جوہر و تاثیرات اور اس کے نباتات رنگارنگ اور ان کی بناوٹ اور ان کی خوبصورتی اور اُن کے وہ خواص ان کی طرز معاشرت (۲) رات دن کا انقلاب جو عالم حسی کے انقلاب اور انسان کے بے ثباتی کی دلیل ہے (۳) دریاؤں سمندروں اور بہنے پانیوں میں کشتیوں۔ اسٹیمروں کا دوڑنے۔ دوڑنے پھرنا انسان کے کار آمد اشیا کا لانا لیجانا سمندروں کے تلاطم اور امواج سے محفوظ رہنا (۴) آسمان یعنی ابر سے

پانی برسنا اور اسی سے خشک زمین کا تر و تازہ ہو جانا نباتات حیوانات کا پیدا ہونا (۵) ہواؤں کا بدلنا ابھی تو پچھوا چل رہی تھی۔ ابھی کسی نے پنکھے کا رُخ پھیر دیا پُروا چلنے لگی۔ (۶) بادلوں کا فضا میں پیدا ہونا اور ان کی رفتار اور ان سے بجلی کی کڑک پیدا ہونا اُولے برسنا۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموٰت والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا سبحٰنک فقنا عذاب النار۔ کہ خدا کے بندے کھڑے اور بیٹھے ہوئے اللہ کو یاد کیا کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں فکر و غور کر کے کہا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تونے یہ سب کچھ غلط اور باطل طور سے نہیں بنایا ہے تو اس تہمت سے پاک ہے اے ہمارے رب دوسرے عالم میں ہم کو عذابِ جہنم سے بچا تا یعنی جیسے یہ عالم بنایا گیا وہ عالم روحانی کے بنانے پر قادر نہیں ضرور قادر ہے پھر جب اس عالم میں رنج و راحت ہے تو کیا اس عالم میں نہیں ضرور ہے۔

(۳) ہر کار اور ہر شان میں اس پر توکل کرنا اسی کے دستِ قدرت کا نگراں رہنا قرآن میں توکل پر خدا جا بجا ہے ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ کہ جو خدا پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے وہ اس کی چارہ سازی کرتا ہے۔

(۴) خدا کی نعمتوں کا شکر کرنا اس کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ومن یشکر فانما یشکر لنفسہٖ ومن کفر فان اللہ غنی حمید۔ کہ جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے اور فائدے کے لئے کرتا ہے اس کو اور نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔ اور جو کوئی ناشکری اور کفرانِ نعمت کرتا ہے تو خدا بھی بے پروا اور مستغنی ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر شکر کروگے تو میں اور زیادہ دوں گا اور جو کفرانِ نعمت کروگے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔

(۵) مصائب پر صبر کرنا خدا کی قضا و قدرت سے ناراض نہ ہو جانا بلکہ اس کو اپنے اعمال کا نتیجہ سمجھنا اور آئندہ اس کے اجر کا امیدوار رہنا الغرض ان کی دو حالتیں ایسی ہیں جو اس کو اکثر غافل کر دیتی ہیں نعمت جس میں مست و مسرور ہو جاتا ہے مصیبت جس میں ناامید ہو کر رشتۂ حمیت و اخلاص توڑ ڈالتا ہے دونوں حالتوں کی اصلاح فرمائی اوّل کی شکر سے دوسری کی صبر سے۔

(۶) ہر بات میں صدق و راستی کا پابند رہنا خواہ خدا کے ساتھ معاملہ ہو خواہ بندوں کے ساتھ کونوا مع الصٰدقین کہ گروہ صادقین میں ہو کر رہو

(۷) زہد و تقویٰ کا پابند رہنا دل کو دنیا کے تجملات اور اس کے زیب و زینت پر نہ لگانا یہاں کی زندگی کو ایک تیز رو مسافر کے دھوپ میں تھوڑی دیر آرام لینے سے زیادہ نہ سمجھنا اس علم کو بھی خدا نے قرآن میں مختلف پیرایہ میں متعدد سورتوں میں بیان فرمایا ہے ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے فاعرض عن من تولّٰی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیٰوۃ الدنیا ذٰلک مبلغھم من العلم۔ کہ جو ہماری یاد سے منہ پھیر بیٹھا اور اُس نے زندگی میں دنیا ہی کی خواہش کی اس سے تو بھی منہ پھیر لے ان کی اسی قدر سمجھ ہے۔ ایک جگہ فرما دیا واضرب لھم مثل الحیٰوۃ الدنیا کماءٍ انزلنٰہ من السماء فاختلط بہٖ نبات الارض فاصبح ھشیما تذروہ الریٰح وکان اللہ علٰی کل شیءٍ مقتدرا المال والبنون زینۃ الحیٰوۃ الدنیا والبٰقیٰت الصّٰلحٰت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا۔ کہ اے پیغمبر ان لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر دو کہ وہ ایسی ہے جیسا کہ اوپر سے پانی برساتے ہیں۔ جس سے زمین کے نباتات اُگتے اور لہراتے ہیں۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد وہ چورا ہو جاتے ہیں۔ جن کو ہوائیں۔ اڑاتی پھرتی ہیں اور آپ کا خدا تو ہر بات پر قادر ہے ہر حالت کا انقلاب اس کے ہاتھ میں ہے۔ مال و فرزند صرف یہی چند روزہ دنیا کی زینت ہیں اور ثواب اور امید کے لحاظ سے تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہیں آپ کے خدا کے نزدیک بہتر ہیں۔ اس سے بہتر مثال اور کوئی حیات دنیا کے لئے ہو نہیں سکتی جس طرح زمین کی بوٹیاں آسمانی پانی سے اگتی ہیں اور ایک وقت تمام ان پر کیا بہار ہوتی ہے سبز پوش نازک کمر درخت کس امنگ حسن میں جھومتے ہیں نتیجہ دگل اپنے دلفریب حسن پر کیا اترا رہا ہے زمین بمنزلہ رحم مادر کے اور آسمان پانی بمنزلہ نطفہ کے ہے۔ اس لئے تحتانی چیزوں کو امہات اور فوقانی چیزوں کو آبا کہا کرتے ہیں یہی حال انسان اور دیگر حیوانات کا ہے۔ نر کا نطفہ مادہ کے رحم میں قرار پاکر کیا کیا دلفریب انسان و حیوانات اُگتے ہیں۔ پھر ان کی وہ اٹھتی ہوئی جوانی اور ان کا وہ شباب دلکش اور ان کی وہ دلی امنگیں اور وہ ولولے کیا ہی غضب ہوتے ہیں نہ مرنے کا خیال نہ اس بہار کے تمام ہونے کا دھیان ایک نشا ہے جس میں سرشار ہیں اہلِ دولت و شاہانِ ملک کس غرور و نخوت میں قیامت تک کا انتظار کر رہے ہیں اور کس کس عیش و شادمانی کے اسباب میں مست و مغرور ہیں یہ حسین اور حسین ہیں کہ اپنے رعنائی سے دل عشاق کو ٹھکراتے جا رہے ہیں کہ ان پر ایک دوسری حالت طاری ہونی شروع ہوتی ہے یا یوں کہو کہ منازل عمر کے پُر بہار مقامات طے کرتے کرتے اب دہ سنسان اور بیابان جہاں خارزاروں کے سوا کچھ بھی نہیں پیش آنے لگے۔ چند روز میں بال سفید ہو گئے دانتوں کی موتی جیسی لڑیاں جھڑنے لگیں معدہ جواب دینے لگا۔ وہ تازگی اور وہ بہار رخصت ہونے لگی اور اعضائے بدن ایک دوسرے سے رو رو کر رخصت ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب قیامت تک کا فراق ہے آخر مر گئے چند روز میں ہڈی اور پسلی اور وہ سرِ پُر غرور پاؤں میں ٹھکراتے پھر رہے ہیں اس کے بعد چورا چورا ہو گیا ہوا میں ذرات اڑتے پھر رہے ہیں کہیں اس کی مٹی کی اینٹیں بنکر پاخانہ میں لگی ہوئی ہیں اور ایک اینٹ دوسرے سے کس حسرت آمیز الفاظ میں اس کا حال پوچھ رہی ہے اور وہ کن کن پر درد الفاظ میں اپنے جاہ و حشم۔ عیش و نشاط ارباب جاساتھی گھوڑوں مہ جبیں معشوقوں دنیا کے موسموں برسات بہار جاڑوں۔ گرمیوں کے واقعات کی کہانیاں سنا رہی ہیں اب اگر ان کے اصحاب کے پاس کچھ ہے تو وہی نیک کام جن سے اس جہاں میں حیاتِ جاودانی کی امید ہو رہی ہے۔ نہ مال ہے نہ زن و فرزند میں ایک جگہ فرمایا ہے یاایھا الانسان انک کادح الٰی ربک کدحا فملاقیہ کہ اے انسان تو گھٹا گھٹ اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے آخر اس کے پاس پہنچ کر رہے گا۔ یہ رات دن اس کی تیز گاڑی کے دو پہیے ہیں جو اسے کھینچے لئے جا رہے ہیں۔ یہ سواری کبھی کے روکے نہیں رُکتی انہیں معانی میں بعض عرفا نے کیا کیا عمدہ نقلیں لکھی ہیں۔ سعدی فرماتے ہیں:۔

تفرج کناں در ہوا و ہوس ٭ گذشتیم بر خاک بسیار کس ٭ کسانیکہ از ما بغیب اندراند ٭ بیایند بر خاک ما بگذرند ٭ بتا بدبسا ماہ پروین و ہوا ٭ کہ از سر نیاری

زبالین گور۔ بسا نبر و وسے ماہ از وی بہشت ۔ بیاید کہ ما خاک پاشیم خشت ۔ ایک فرماتے ہیں سے افسوس کہ گلرخان چمن پوش شدند ۔ از خاطر یکدگر فراموش شدند ۔
آنانکہ بصد زبان سخن میگفتند ۔ آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند ۔

(۸) گذشتہ زمانہ سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا گذشتہ زمانہ کو بیکار و فضول محض سمجھ کر واقعات گذشتہ اور نیک و بد کاموں کے نتائج سے کانوں کو بند کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ موجودہ اشیاء سے آنکھ بند کر لینا اور عبرت حاصل نہ کرنا۔ کیونکہ جس طرح گذشتہ زمانہ اس کے واقعات کے لئے کان بنائے ہیں کہ عبرت کریں اسی طرح موجودہ اشیاء سے مستفید ہونے کے لئے آنکھ بنائی گئی ہے۔ الہام الٰہی کی یہ شان نہیں کہ وہ ایک عضو کو ایک بڑے فائدے سے معطل کر دے اس لئے قرآن سے گذشتہ واقعات کا سچا فوٹوگراف بھی سامنے رکھ دیا ہے۔ اور ان کو سننے اور ان سے نصیحت کا بھی حکم دیا ہے ایک جگہ ایسے واقعات کے نہ سننے والوں اور ان سے عبرت حاصل نہ کرنے والوں کی مذمت بیان فرمائی ہے وَلَہُم اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا کہ ان کے کان تو ہیں مگر ان سے سنتے نہیں وہ چارپائے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ اس مراد سے قرآن نے انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے نظیر کے طور پر کچھ واقعات بھی بیان فرمائے ہیں کہ ان کو ان کی امتوں کی طرف ہم نے بھیجا اور وہ لوگ ان ناپاک خصائل میں آلودہ تھے ان انبیاء نے ان کو اس طرح سمجھایا اور انہوں نے نہ مانا مقابلہ کیا بلکہ انبیاء کو مارنے ۔ ایذائیں پہنچانے کی تدابیر کیں ۔ انبیاء کے پیروؤں پر ظلم و ستم کئے آخر ہم نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروؤں کو ان کے عذاب سے نجات دی ان پر برکات نازل فرمائے ان کو برومند کیا اور منکروں پر بلائیں نازل کیں ۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ واقعات گذشتہ سنکر اور خصوص ایک واعظ سے دل پر وہ اثر ہوتا ہے جیسا کہ آنکھ کے دیکھے ہوئے واقعات سے اور جب اس لحاظ سے عقلاء کے نزدیک فن تاریخ بھی ایک کارآمد اور بڑا مفید علم ہے تو الہامی طور پر واعظانہ پیرایہ میں واقعات کا بیان کرنا کسی طرح بھی بے کار نہیں ہوتا چہ جائیکہ عبث اور عیب ہو پھر اس سے الہامی کتاب پر عیب لگانا سراسر سفاہت ہے۔ لیکن واعظانہ اور مورخانہ بیان میں بڑا فرق ہے۔ مورخ ایک واقعہ کو ابتدا سے لیکر اخیر تک بترتیب وقوع بیان کرتا ہے۔ اور ایک بار بیان کر کے بار دگر بیان کرنا لغو سمجھتا ہے برخلاف واعظانہ بیان کے اس لئے قرآن نے جو واقعات بیان فرمائے ہیں ان میں چند امور کی رعایت رکھی ہے اور رکھنی چاہیئے تھی ۔

(اول) انہیں واقعات اور انہیں انبیاء علیہم السلام کے وقوعہ بیان فرمائے کہ جن سے قرآن کے اولاً بالذات مخاطبین کے کان آشنا تھے اور جس زبان میں جو کتاب نازل ہو اور جس ملک میں رسول برپا ہو اول مخاطب اسی ملک کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ آخرت کی نعمتوں کے بیان میں اور نیز احکام میں زیادہ تر اسی قوم کے عادات و رغبت کی رعایت کی جاتی ہے یہ حسن سلیقہ ہے اُس کو خدا کی مجبوری یا طرفداری یا پابندی سمجھ لینا بدفہمی ہے (دویم) واقعات کو بترتیب وقوع بیان نہیں فرمایا یعنی اس بات کی پابندی کرنا کہ جو واقعہ پہلے گذرا ہے اس کو اول اور جو اس کے بعد واقعہ ہو اس کو بعد بیان کیا جائے یہ مقصد میں خلل پیدا کرتا ہے اس لئے ایسا نہیں کیا گیا۔ (سویم) جس واقعہ سے جس قدر بیان مقصود و مقام تھا اسی قدر بیان فرمایا (چہارم) جب ایک بڑے واقعہ میں کئی باتیں مقصود ہوئیں تو اسی واقعہ کو بارہا ذکر کیا کبھی مجملاً کبھی قدرے تفصیلاً ہر ایک بار ایک نئی غرض ہے۔ مثلاً موسیٰ اور فرعون کا واقعہ اس میں کہیں تو فرعونیوں کے ظلم و ستم ظاہر کر کے ان سے بنی اسرائیل کو خلاصی دینے کی نعمت کا اظہار مقصود ہے اور کبھی فرعون کی سرکشی اور رسول سے مقابلہ کا نتیجہ غرق ہو جانا قریش مکہ کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ تم بھی انجام بد سے پُر حذر رہو کہیں خدا پرستوں کی مظلومی اور صبر کا نیک نتیجہ بیان کر کے مسلمانوں کو تسلی دینی مقصود ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اسیطرح قصص کا اعادہ کیا جاتا ہے مگر باوجود ہر بار جدید شان اور نیا عنوان ہوتا ہے جس سے مکرر ہونے کی بے مزگی نہیں معلوم ہوتی بلکہ نیا لطف آتا ہے اور راست گوئی کا پورا ثبوت ملتا ہے اور نہ ایک بات کو بار بار کہنے میں کچھ نہ کچھ مخالفت پیدا ہو ہی جاتی ہے برخلاف بیان قرآنی کے کہ وہ اس سے پاک ہے ۔

(پنجم) ہر بیان میں صدق اور راستی ملحوظ رکھی گئی ہے مبالغہ اور رجحان و جوش سے بالکل یکسوئی اور اجتناب کلی ہے برخلاف بیان مورخین کے کہ جن سے نہیں وہ جس سے نفرت ہوتی ہے ان کے عمدہ خصائل سے بھی چشم پوشی کر لیتے ہیں اور ناکردہ الزامات بھی ان پر دھر دیتے ہیں۔ اور جن سے رغبت ہوتی ہے ان کے عیبوں سے چشم پوشی کر کے ان کی ادنےٰ عمدہ بات کو پہاڑ بنا کر دکھاتے ہیں ضرور ان کی طبیعت کا رنگ کچھ نہ کچھ واقعات پر چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ برخلاف قرآن پاک کے کہ وہ ان سب باتوں سے پاک اور مبرا ہے ۔

ربط و تناسب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ نظم قرآن کے لئے ربط و تناسب ضروری ہے یا نہیں بعض علماء اس کے قائل ہو گئے ہیں کہ قرآن میں نظم و ترتیب اس وجہ سے ضروری نہیں ہے کہ قرآن حسب اوقات و مصالح نازل ہوا ہے اور جو کلام ضروریات کے لحاظ سے حسب ضرورت و مصالح نازل ہوتا ہے۔ اس میں ترتیب کا وجود ضروری نہیں ہوتا۔ ترتیب ضروری اسی کلام میں ہوتی ہے جو کسی خاص مضمون میں متحد اور از اول تا آخر مرتبط ہو اس لحاظ پر قرآن کی مثال طبیب کے مطب جیسی ہو کہ جیسا مریض آتا گیا طبیب نسخہ تجویز کرتا گیا اور شاگرد اس کو مدون کرتا رہا تو جیسا اس مطب میں ترتیب ضروری نہیں کہ مثلاً سر کی بیماریاں سب سے مقدم ہوں پھر آنکھ کان ۔ ناک وغیرہ کی بیماریاں ظاہر ہے کہ اس مطب میں ترتیب کا ضروری نہ ہونا اسی باعث سے ہے کہ یہ تدوین حسب واقعات ہوئی جیسا بیمار آتا گیا ویسا ہی نسخہ تجویز ہوتا گیا اسی طرح قرآن میں بھی اسی لحاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے ترتیب ضروری نہیں۔ لیکن جمہور علماء اور محققین کے نزدیک باوجودیکہ قرآن حسب وقائع اور مصالح ہی نازل ہوا ہے پھر بھی قرآن میں ترتیب ضروری ہے اور ترتیب بھی نہایت عجیب اسلوب سے موجود ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ قرآن پاک نزول کی ترتیب پر مرتب نہیں ہوا بلکہ نزول کی ترتیب جدا تھی اور جمع کی ترتیب جدا ہے ۔

حدیثوں میں یہ امر مصرح ہے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو حضور ارشاد فرما دیتے تھے کہ اس کو فلاں سورۃ میں رکھو تو اس تبدل ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ گو حسب واقعات ضرور نازل ہوا ہے لیکن ترتیب نزول پر موقوف نہیں بلکہ ترتیب نزول کے خلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک پر ہوئی ہے تو اس ترتیب کے تبدل کے لئے یہ امر ضروری اور لابدی ہو گیا کہ اب اس ترتیب میں ربط و تناسب کی رعایت ضرور ہونی چاہیئے ورنہ پھر اس تغیر و تبدل کا بظاہر کوئی داعی نہیں ہو سکتا اسی

بنا پر ربط آیات کا فن بھی ایک مستقل فن اور علم ہوگیا اور علمائے اس بحث پر بھی بہت مختلف کتابیں اور متعدد رسائل لکھے جن کا احصار تو اس وقت دشوار ہے تاہم علامہ ابوجعفر بن الزبیر شیخ ابن حبان نے برہان اور شیخ برہان الدین نے نظم الدرر اسی فن میں کتابیں لکھیں اور سیوطی نے بھی تصنیفات کیں اور فخرالدین رازی نے بھی اپنی تفسیر میں اس امر کا اکثر موقع پر لحاظ کیا ہے حتیٰ کہ امام رازی نے تو سورۂ بقر کی تفسیر میں اس امر تک کا دعوےٰ فرمایا ہے کہ قرآن پاک جیسا کہ اپنے الفاظ کی فصاحت اور شرف معانی کی وجہ سے معجز ہے اسی طرح اپنی ترتیب اور نظم آیات کے باعث بھی معجز ہے۔ چنانچہ امام فرماتے ہیں۔ (ومن تامل فی لطائف نظم ھذہ السورۃ وفی بدائع ترتیبھا علم ان القرآن کما انہ معجز بحسب فصاحۃ الفاظہ وشرف معانیہ فھو ایضا معجز بسبب ترتیبہ ونظم آیاتہ)

پس جب نظم قرآن میں ترتیب ضروری ہیری تو اس مختصر مقدمہ میں جملہ آیات کی ترتیب کا بیان تو ناممکن ہی ہے۔ اس کے لئے تو ایک مستقل تصنیف کی حاجت ہو تاہم قرآن کی سورتوں کی ترتیب ہم اسی مقدمہ میں صرف بیان القرآن سے ملخصاً بیان کرتے ہیں۔

ربط سور قرآن

سورہ بقرہ۔ سورہ فاتحہ سے اس سورت کو یہ تناسب ہو کہ اس میں راہ ہدایت کی درخواست کی گئی تھی اور اس میں اس درخواست کی منظوری ہو کہ یہ کتاب ہدایت ہے اسپر چلو

سورہ آل عمران۔ سورۂ بقر کے آخر جملہ ہے کہ ہم کو کفار پر غالب کیجئے اور اس سورت میں کفار سے مجاہدہ باللسان والسنان کا زیادہ حصہ مذکور ہے بلکہ مناظرہ کفار کا جزو اعظم توحید ہے اس لئے توحید سے ابتدا فرمائی۔

سورۃ النساء۔ اوپر کی سورت مضمون تقویٰ پر ختم ہوئی تھی اس سورت کو بھی اسی مضمون سے شروع فرمایا ہے لیکن اوپر کی سورت میں اس تقویٰ کے محل میں زیادہ تر معاملات مذکور ہوئے تھے جو مخالفین کے ساتھ واقع ہوتے ہیں اور اس سورت میں ایک تو وہی معاملات ہیں دوسرے معاملات باہمی تیسرے معاملات فیما بین اللہ والعبد یعنی وہ معاملات جو خدا اور بندہ کے درمیان ہیں۔

سورہ مائدہ۔ اوپر کی سورت کے ختم پر فرمایا تھا کہ ہم شرائع کو تم سے بیان کرتے ہیں اس سورت کے شروع پر اس کا امر ہو کہ تم ہمارے بیان کئے ہوئے شرائع کی پوری پوری بجاآوری کرو۔

سورۂ انعام۔ سورہ سابقہ کے انجام و آغاز میں تو یہ مناسبت ہے کہ دونوں مشتمل ابطال شرک اور اثبات توحید اور اس کے دلائل پر اور دونوں سورتوں کے مجموعہ میں یہ مناسبت ہے کہ دونوں مشتمل ہیں شرائع پر گو سورت سابقہ میں شرائع میں سے فروع بھی مثل اصول کے کثیر ہیں چنانچہ تقریبی شمار بیس تک ہوا اور اس میں تقریباً تمام سورت میں اصول ہی زیادہ ہیں اور فروع بہت کم ہیں کہ عدد مذکور کے ثلث یا ربع سے متجاوز نہیں۔

سورہ اعراف۔ اوپر کی سورت میں ترغیب و ترہیب باعتبار ثواب و عذاب آخرت کے مذکور تھی اور دین حق کی تعیین فرمائی تھی اس سورت میں حق کی تبلیغ کا حکم ہے

سورۂ انفال۔ اوپر کی سورت میں زیادہ مشرکین کے جہل و عناد کا اور کسی قدر اہل کتاب کے کفر و فساد کا ذکر تھا اس سورت میں اس جہل و عناد و کفر و فساد کا ان پر جو دنیا میں وبال و نکال بدر میں مشرکین پر اور دیگر بعض وقائع میں اہل کتاب یہود پر نازل ہوا۔ اس کا بیان ہے بدر کا زیادہ کہ اکثر حصہ سورت کا اسی پر مشتمل ہو جیسا سورت سابقہ میں ان کے جہل و عناد کا بیان ہی زیادہ تھا اور واقعہ اہل کتاب کا کم کہ بعض سورت کی اس پر مشتمل ہیں جیسا سورت سابقہ میں ان کے کفر و فساد کا ذکر بھی کم تھا اور چونکہ کفار کا مقہور و مغلوب ہونا مؤمنین کے حق میں احسان و انعام ہے اور کفار کے حق میں تعذیب و انتقام ہے اس لئے جابجا دونوں کو تذکیر نعم و نقم سے خطاب بھی فرمایا گیا اور انہی واقعات کے متعلق اور مناسب بعض احکام شرعیہ بھی مذکور ہوئے ہیں۔

سورہ براءۃ۔ اس سورت میں چند غزوات اور چند واقعات کہ کما وہ بھی غزوات میں مذکور ہیں اور انہی آیات کے ضمن میں تبعاً واقعہ ہجرت اور سورت سابقہ میں اکثر بدر کے اور کچھ قریظہ کے واقعات تھے۔ پس مناسبت ظاہر ہے۔

سورہ یونس۔ اس تمامتر سورت کا حاصل چند مضامین ہیں اول اثبات توحید ثانی اثبات رسالت ثالث اثبات قرآن رابع اثبات معاد خامس تہدید اور سبیل سفاہت محاجہ ہے کفار کے ساتھ اور پہلی سورت میں بھی کفار کے ساتھ محاجہ تھا گو اس میں بالسنان تھا اور اس میں باللسان اور پہلی سورت میں کفار کے مختلف فرقوں سے تھا اور اس میں صرف مشرکین سے۔

سورہ ہود۔ اس سورت کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ اول اس میں رسالت اور توحید کا ذکر ہے اور اس کے ضمن میں ایمان پر خیر دارین کا وعدہ اور اعراض پر عذاب کی وعید اور اس کی مناسبت سے بعث کا ذکر اور نزول عذاب کے بارہ میں ان کا منشا داشتباہ کہ تاخیر عذاب ہے اور انسان کی ایک کلفری جبلی خصلت سے اس کی تقریر وغیرہ ان کا سورت سابقہ کے مضامین سے تقارب ظاہر ہے بالخصوص سورت ہذا کا آغاز اور سورت سابقہ کا انجام تو ہم تن متحد ہے کہ دونوں میں توحید و رسالت کا اثبات ہے۔

سورہ یوسف۔ اس سورت کا زیادہ حصہ قصص پر مشتمل ہے اور کچھ حصہ سورت کا اصول دین میں ہے جس میں کفار کی مخالفت کرنے کی وجہ سے جو آپ کو غم تھا اس کے ازالہ اور تسلی کے لئے یہ قصہ بیان کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے اخوان کی مخالفت سے کوئی ضرر نہیں پہنچا بلکہ انجام کار وہی ترقی کا سبب ہوگیا اسلئے آپ کو بھی آپ کی قوم کی مخالفت مضرت نہ ہوگی۔

سورہ رعد۔ اس سورت کا حاصل یہ مضامین ہیں توحید، رسالت، جواب شبہات رسالت تسلی حضور حقیقت قرآن وعدہ وعید یہی مضمون اجمالاً سورہ یوسف کے آخر میں

رکوع میں تھے۔

سورہ ابراہیم - اس سورت میں ابتدا سے رسالت کی بحث شروع ہوئی ہے اور سورۂ رعد کا خاتمہ رسالت کی بحث پر ہے۔

سورہ حجر - خلاصہ اس سورت کا یہ مضامین ہیں حقیقت قرآن - تکذیب کفار تحقیق رسالت اثبات توحید ذکر بعض انعامات جزاء مطیعین - سزاء مخالفین بعض قصص بطور نمونہ جزا و سزا حقیقت قیامت تسلیہ رسول اللہ ان کا ارتباط مضامین سورت سابقہ سے ظاہر ہے بالخصوص اس سورت کی ابتدا اور سورت سابقہ کی انتہا کا فضل قرآن پر مشتمل ہونا بین ربط رکھتا ہے۔

سورہ نحل - اس سورت میں توحید بہ پیرایہ امتنان ہو جس کو زیادت ایقاظ کے لئے تمہید وعید سے شروع کیا گیا اور گذشتہ سورت کے ختم پر بھی توحید و عدم توحید پر وعید کا مضمون تھا
سورہ بنی اسرائیل - اس سورت میں زیادہ مضامین توحید متضمن انعامات کے اور رسالت کے ہیں چنانچہ قصہ معراج ہے کہ خارق عظیم ہو اس کی ابتدا کی گئی جو کہ تنزیہ الٰہی کے ساتھ دلالت کرتی ہے رسالت پر اس مضمون سے اس سورت کی ابتدا سورہ نحل کی انتہا سے تناسب ہے۔

سورہ کہف - اس سورت میں یہ مضامین ہیں مباحث توحید و رسالت فنائے و حقارت دنیا جزا و سزائے آخرت ذم تکبر و جدال ابطال شرک بعض قصص رسالت و توحید بعث پر دلالت کرنے کے لئے اور گذشتہ سورت کا ختم اور اس کا آغاز حمد سے ہونا تناسب طرفین کے لئے ظاہر ہے۔

سورۂ مریم - اس سورت میں تین مضمون ہیں اول اثبات توحید چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نفی ابنیت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تذکیر اس پر دال ہیں دوم اثبات نبوت چنانچہ بعض انبیاء علیہم السلام کے قصہ بیان کرنے سے اس طرف اشارہ ہو کہ نبوت کوئی امر عجیب و غریب نہیں آپ سے قبل اور حضرات کو بھی یہ دولت عطا ہوئی دوسرے یہ کہ آپ نے باوجود یکہ خلق سے علوم کو اخذ نہیں کیا پھر آپ اخبار ماضیہ کو کس طرح صحیح صحیح بیان فرماتے ہیں جو دلیل ہے صاحب وحی و نبوت ہونے کے۔ سوم مباحث معاد جس میں جزا و سزا کے ذکر کے ساتھ بعض شبہات منکرین بعث کا بھی جواب ہے۔ گذشتہ سورت میں بھی بڑا حصہ انہی مضامین کا تھا۔

سورہ طٰہٰ اوپر کی سورت میں توحید و رسالت و معاد کا بیان تھا اس سورت میں بھی یہی مضامین ہیں اور اوپر کی سورت ذکر قرآن پر ختم ہوئی تھی یہ سورت ذکر قرآن سے شروع کی گئی۔

سورۂ انبیاء - اس سورت میں یہ مضامین مختلط ہیں تحقیق معاد - تحقیق نبوت - تحقیق توحید اور توحید و رسالت کے لئے بعض انبیاء علیہم السلام کے قصص مذکور ہوئے ہیں اور یہی مضامین خصوصاً مضامین معاد و رسالت و توحید وجہ ارتباط ہیں سورۂ طٰہٰ سے اور اس سورت کے آغاز میں حساب کا اقتراب اور سورہ طٰہٰ کے ختم میں انکشاف حقیقت کا اقتراب وجہ ارتباط ہے دونوں کے انجام و آغاز میں۔

سورۃ الحج - خلاصہ اس سورت کا یہ مضامین ہیں اول بعث و حساب جس سے سورت شروع بھی ہوئی ہے اور درمیان میں فصل یوم قیامت و جنت و نار کا ذکر موقع موقع پر آیا ہے دوم نبوت اور اس کے متعلق شبہات کا جگہ جگہ جواب اور نبوت ہی کے متعلق وعدہ نصرت اور اذن جہاد اور اسی کے متعلق مجادلین کی مذمت خواہ جدال قولی ہو یا عملی سوم توحید چنانچہ آیات میں تامل کرنے والے پر سب ظاہر ہے اور خاتمہ سورت سابقہ اور فاتحہ سورت ہذا میں مابہ الارتباط مضمون انذار ہے۔

سورہ مومنین - اس سورت کی ابتدا فضیلت عبادت سے فرمائی گئی جیسا سورت گذشتہ کے آخر میں اسی کا ذکر تھا اور گذشتہ سورت میں فلاح کی امید دلانا لعلکم سے اور یہاں اس فلاح کے وقوع کا حکم کرنا قد افلح سے بعید لطف ترتیبی پیدا کرتا ہے۔

سورہ نور - اوپر کی سورت کے آخر میں افحسبتم انما خلقناکم سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ خلق انسان کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہو کہ اس کو احکام کا مکلف بنا دیا جائے اور آخرت میں اُن احکام کی اطاعت یا مخالفت پر جزا و سزا ملے اس سورت میں بعض احکام عملیہ ہی کی تفصیل ہوا اور بقیہ نصف میں دیگر احکام ہیں
سورہ فرقان - اس سورت میں یہ مضامین ہیں - اثبات توحید - ذم شرک مشرکین اثبات رسالت جواب شبہات متعلقہ رسالت بیان معاد - مکذبین و مصدقین معاد کی سزا و جزا بعض قصص بعض اعمال فاضلہ - خواص مصدقین اور چونکہ سورت سابقہ کے خاتمہ میں حقوق رسول کا ذکر تھا اس کے شروع میں رسالت کا اثبات ہو پس تناسب ظاہر ہو گیا بلکہ زیادہ حصہ بحث رسالت ہی میں ہے۔

سورہ شعراء - اس سورت کے سب سے پہلے اور سب سے پچھلے رکوع میں قرآن اور رسالت کی حقانیت و صدق اور اس کے متعلق کا ذکر ہے اور ان کے منکرین کی توبیخ اور عبرت کے لئے رکوع اول کے ختم پر بعض دلائل مثبتہ توحید اور سورت کے درمیان میں مکذبین رسل کے اور احکام الٰہیہ کے بعض قصص مذکور ہیں چنانچہ ہر قصہ میں آیت ان فی ذالک لآیۃ کا تکرار اس عبرت کے مقصود ہونے پر بطریق صریح واضح دال ہو اور سورت سابقہ کا ختم بھی وعید مکذبین پر تھا۔

سورت نمل - اس سورت کا خلاصہ اصل میں تین مضمون ہیں اول اثبات وحی و رسالت جس سے یہ سورت شروع ہوئی اور سابقہ سورت ختم ہوئی دوم توحید سوم اثبات معاد و اشراط ساعت۔

سورہ قصص - اس سورت کی حقیقت قرآن سے افتتاح کر کے نصف سورت میں موسیٰ کا مقصد فرعون کے ساتھ اور ختم کے قریب قارون کے ساتھ مذکور ہے جس سے سورہ سابقہ کے خاتمہ پر جملہ ومن ضل الخ کے دلوں پر من وجہ استدلال بھی ہے۔

سورہ عنکبوت - اس سورت میں زیادہ تر استقامت علی الدین سے موانع کے متعلق احکام ہیں اور یہی مضمون خاص عنوان سے سابقہ سورت کے خاتمہ میں مذکور ہوا تھا۔

سورہ روم - بعض واقعات موجب فرح اہل اسلام کی پیشین گوئیاں جس میں دلالت علی النبوۃ کے ساتھ اوپر کی سورت میں کفار کی ایذا رسانی سے جو رنج مسلمانوں کو ہوتا تھا جس پر اس کے خاتمہ میں مجاہدہ و تحمل مشقت کی فضیلت مذکور ہوئی تھی اس رنج کا ازالہ بھی ہے۔

سورہ لقمٰن۔ اس سورت کے شروع میں قرآن کی مدح ہے جو سورت سابقہ کے ختم پر بھی مذکور ہوا اور مدح قرآن کے ساتھ مصدقین مکذبین معرضین کی جزا و سزا کا بھی ذکر ہے

سورہ سجدہ۔ سورہ سابقہ میں توحید و معاد کے مضامین تھے اس سورت کے شروع میں اثبات حقیت قرآن سے اثبات رسالت ہے جس کا تناسب توحید و معاد سے ظاہر ہے۔

سورہ احزاب۔ سورہ سابقہ کا اختتام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ پر تھا اور اس سورت میں حضور کی محبوبیت و منصوریت و خصوصیت و اکرمیت عند اللہ کا ذکر ہے اور تسلی دینا تکلیف پر دلیل ہے محبوبیت و خصوصیت پر اس لئے دلیل و مدلول کا تعلق ہے۔

سورہ احزاب۔ اس سورت کے شروع میں توحید کا مضمون ہے جو کائنات کی ایک بہت بڑے فرد ہونے اور شرک کے تقابل ہونے کی وجہ سے خاتمہ سورت سابقہ سے مرتبط ہے۔

سورہ فاطر۔ سورۃ سابقہ میں ان کا حق شامل للتوحید کی دخامت عاقبت کا ذکر تھا اور اس سورت کا زیادہ حصہ اثبات توحید و ابطال شرک میں ہے۔

سورہ یٰس۔ یہ سورت اثبات رسالت سے شروع ہوئی ہے اور خاتمہ سورت سابقہ میں اسی رسالت سے کفار کا انکار و استکبار مذکور تھا۔

سورہ والصّٰفّٰت۔ اس سورت میں توحید و بعث تنزیہ خدائے قدوس کے مضامین ہیں یہی سابقہ سورت میں تھے

سورہ صٓ۔ اس سورت میں زیادہ حصہ رسالت کے متعلق اور بعض آیات میں توحید و بعث کے مجمل دلائل اور بعض میں قرآن کی مدح ہے اور ان مضامین کو سورت سابقہ سے بھی تقارب ہے

سورہ زمر۔ سورت سابقہ میں زیادہ مضامین رسالت کے تھے اور اس سورت میں زیادہ مضامین توحید کے۔

سورہ مؤمن۔ سورت سابقہ کے ختم مؤمنین و کفار کا تفاوت حال کہ ایک ناجی اور ایک مبتلا و نکال ہوا اور اس سورت میں فریقین کا تفاوت حال دنیا میں کہ ایک مؤمن منقاد۔ دوسرا گرفتار جدال و ضلال ہے۔

سورہ حٰمٓ سجدہ۔ سورۃ سابقہ کے خاتمہ میں توحید کا بیان تھا۔ اس سورت کے ابتداء میں بھی توحید ہی مذکور ہے۔

سورہ شوریٰ۔ سورت سابقہ اور یہ توحید و رسالت و بعثت میں مشترک ہے

سورہ زخرف۔ اس سورت اور سابقہ سورت میں مابہ الاشتراک مضمون رسالت ہے۔

سورہ الدخان۔ یہ سورت رسالت و توحید سے شروع ہوئی ہے اور اسی پر سابقہ سورت ختم ہوئی تھی۔

سورہ جاثیہ۔ سورت سابقہ میں بطور خلاصہ اور خلاصہ کے اور اس میں بطور توطیہ کے قرآن کا ذکر مابہ الاشتراک ہے۔

سورہ احقاف۔ طرفین سورتین یعنی آخر سابق و اول لاحق میں ارتباط توحید و معاد میں دونوں کا اشتراک ہے مگر سابق میں معاد مفصل اور توحید مجمل ہوا اور لاحق میں بالعکس۔

سورہ محمد۔ سورت سابقہ کے ختم پر فاسقین یعنی کفار کی مذمت مذکور تھی اور اس سے اوپر مؤمنین کی فضیلت اس سورت میں بھی یہی مدح و ذم مذکور ہے۔

سورہ فتح۔ سورت سابقہ کے ختم میں جان و مال کا خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب تھی اس تمام سورت میں اس بذل کے چند موانع مذکور ہیں۔

سورہ حجرات۔ اوپر کی سورت میں اصلاح آفاق بالجہاد ہے اور اس میں اصلاح النفس بالارشاد ہے۔

سورہ قٓ۔ سورت گذشتہ کے ختم پر وقوع مجازاۃ کی طرف اشارہ تھا۔ اور اس سورت میں تمام تر اسی بعث و جزاء کا مضمون مذکور ہے۔

سورہ ذاریات۔ اوپر کی سورت میں معاد کا ذکر تھا اس سورت کا بھی زیادہ حصہ اسی مضمون میں ہے۔ چنانچہ شروع بھی اسی سے ہوئی ہے۔

سورہ طور۔ سابقہ سورت یوم موعود کی وعید پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورت یوم موعود کی وعید سے شروع ہوئی ہے۔

سورہ نجم۔ اوپر کی سورت میں توحید و رسالت و بعث و مجازاۃ کا مضمون تھا اس سورت میں بھی یہی مضامین ہیں۔

سورہ قمر۔ سورت سابقہ کے ختم پر انذار کے واسطے قرب ساعت کا مضمون تھا اور اسی مضمون سے اسی غرض کے لئے اس سورت کا افتتاح ہوا ہے۔

سورہ رحمٰن۔ سورت سابقہ میں زیادہ مضمون نقم کا تھا گو بحیثیت ان کے اسباب ہدایت ہونیکے وہ معنیً و حکماً نعم بھی ہوں اور کچھ اول و آخر میں مضمون نعم کا بھی تھا اور اس سورت میں زیادہ مضمون نعم کا ہے کچھ دنیویہ اور کچھ آخرویہ اور کچھ درمیان میں مضمون نقم بھی ہے گو بحیثیت مذکورہ وہ بھی نعم ہیں اور اسی بناء پر مثل نعم کے ان نقم کے بعد بھی فبای الاء ربکما تکذبان کو تقریر مضمون کے لئے متفرق فرمایا ہے اور یہ آیت اس سورت میں اکتیس جگہ آئی ہے اور چونکہ ہر جگہ الاء کا مصداق جدا ہے اس لئے تکرار بھی نہیں صرف لفظی تشارک ہے اور تکرار لفظی کی وجہ سے اس میں افادہ تاکید بھی ہے۔ اور اس قسم کا تکرار عرب وغیر عرب کے کلام منثور و منظوم میں بکثرت بلا نکیر مستعمل ہے۔

سورہ واقعہ۔ یہ سورت باعتبار مضامین کے سورت سابقہ سے تقریباً متماثل ہے اور باعتبار ترتیب کے تقریباً متقابل ہے اس میں قرآن کا ذکر اول میں اس میں آخر میں اس میں نعم دنیویہ کا ذکر قرآن کے بعد اس میں قبل ہے وہاں نعم دنیویہ کے بعد قیامت نار و جنت کا ذکر ہے یہاں نعم دنیویہ کے قبل ان امور کا ذکر ہے۔

سورہ حدید۔ سورت سابقہ کا خاتمہ اور اس کا فاتحہ تسبیح پر مشتمل ہے وہاں امر تھا یہاں خبر ہے۔

سورہ مجادلہ۔ سورت سابقہ کا خاتمہ رسالت پر اور اس سورت کا مفتتح احاطہ سمع حق پر کہ مسائل توحید سے ہے مشتمل ہے اور دونوں کا تناسب ظاہر ہے نیز خاتمہ مذکورہ میں اہل ایمان پر فضل اخروی کا بیان تھا اور اس کے فاتحہ میں اہل ایمان پر فضل دنیوی کا بیان ہے کہ مسئلہ ظہار میں شدت سابقہ کو رفع فرما دیا۔

سورہ حشر۔ اوپر کی سورت کے اکثر حصہ اخیر میں منافقین کی مذمت اور ان کا یہود سے دوستی رکھنا مذکور تھا اس سورت کے اکثر حصہ اولیہ میں یہود کی بعض عقوبت اور منافقین کی دوستی ان کے کام نہ آنا مذکور ہے۔

سورہ ممتحنہ۔ سورت سابقہ میں منافقین کی یہود سے دوستی کرنیکی مذمت تھی اس سورت کے اول و آخر میں مسلمانوں کو کفار سے تعلق دوستی اور خصوص مشرکات سے تعلق نکاح رکھنے کی ممانعت ہے

سورۃ الصف۔ اوپر کی سورت میں کفار سے دوستی نہ رکھنے کا ذکر تھا اور اس سورت میں کفار سے مقاتلہ کا ذکر ہے۔

سورہ جمعہ۔ اوپر کی سورت میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین کا مستحق عقوبت قتل ہونا مذکور تھا اس سورت میں توحید و رسالت کا اثبات اور مکذبین میں سے یہود کا جو بعنوان قوم موسیٰ اوپر کی سورت میں مذکور ہوئے ہیں مستحق مذمت و وعید ہونا مذکور ہے۔

سورۃ المنافقون۔ اوپر کی سورت میں یہود کا ذکر تھا اس سورت میں منافقین کا ذکر ہوا اور اکثر منافقین یہودی ہی تھے اور سورت سابقہ کے آخر میں ایثار عقبیٰ علی الدنیا کا ذکر تھا وہی اس سورت کے آخر میں ہے۔

سورہ تغابن۔ سورت سابقہ کے آخر میں تحصیل آخرت کی ترغیب اور تعطیل آخرت سے ترہیب ہے اس سورت میں اہل تعطیل اور اہل تحصیل کی مجازاۃ کی تفصیل ہے۔

سورہ طلاق۔ سورت سابقہ کے آخر میں بعض ازواج و اولاد کا عدو ہونا مذکور تھا چونکہ بعض اوقات خیال عداوت مانع ہو جاتا ہے حقوق واجبہ ادا کرنے سے بھی بالخصوص جبکہ ظاہری منافرت بھی ہو جائے۔ اس سورت میں احکام متعلقہ ازواج مطلقہ و اولاد رضیع سے اس کی اصلاح فرماتے ہیں۔

سورہ تحریم۔ مثل سورت سابقہ کے اس سورت میں بھی احکام متعلقہ نساء کے ہیں مگر اس میں عام نساء کے متعلق تھے اس میں خاص نساء کے متعلق ہیں وہاں احکام مرتب علی الطلاق تھے اور یہاں ازواج مطہرات کو تخویف بالطلاق ہے۔

سورہ ملک۔ اوپر کی سورت میں حقوق رسالت کا بیان تھا اس میں حقوق توحید کا۔

سورہ ن۔ سورت سابقہ میں منکرین توحید کی طرف زیادہ روئے سخن تھا اور اس سورت میں طاعنین نبوت کی طرف

سورہ حاقہ۔ اوپر کی سورت میں اثبات رسالت کے ساتھ کفار کی مجازاۃ کا بیان تھا اس سورت میں مجازاۃ کی تحقیق اور وقت اور واقعات مذکور ہیں۔

سورہ نوح۔ سابقہ سورت میں موجبات عقوبت کا بیان تھا ان میں سے ایک رسول کی تکذیب ہے۔ اس سورت میں بضمن قصہ نوح اس کا بیان ہے۔

سورہ جن۔ سورت سابقہ میں قصہ کفر و عقوبت قوم نوح سے ترہیب تھی کفار معاصرین کے ایمان نہ لانے پر اور اس سورت میں قصہ ایمان جن میں اور ان کی تقریر متضمن توحید و رسالت و مجازاۃ سے ترغیب ہے معاصرین کفار کو۔

سورہ مزمل۔ اوپر کی سورت میں کفار کو امور ثلثہ توحید و رسالت مجازاۃ پر ایمان لانے کی ترغیب تھی اس سورت میں انکے ایمان نہ لانے پر جناب رسول اللہ صلعم کا تسلیہ ہے۔

سورہ مدثر۔ اوپر کی سورت میں تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقصوداً اور انذار کفار تبعاً مذکور تھا اس سورت میں انذار مقصوداً اور تسلیہ تبعاً ارشاد ہے اس لئے وہاں تسلیہ کی آیات زیادہ اور انذار کی کم اور یہاں انذار کی زیادہ اور تسلیہ کی کم ہیں۔

سورہ قیامہ۔ سورت سابقہ میں احوال آخرت کا اجمالی تذکرہ آ گیا تھا۔ اس سورت میں تفصیلی ذکر ہے۔

سورہ دھر۔ سورت سابقہ میں زیادہ مجازاۃ کا اثبات تھا اور کچھ تفصیل اور اس میں زائد تفصیل اور کچھ امکان و اثبات بھی۔

سورہ مرسلات۔ سورت سابقہ میں قیامت کا وقوع اور تفصیل اسباب و کیفیات مجازاۃ مذکور تھی اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے اتنا فرق ہے کہ وہاں ترغیب کا مضمون زائد تھا یہاں ترہیب کا زائد ہے۔

سورہ عم۔ اس میں بھی مثل سورت سابقہ متصلہ قیامت کا وقوع و امکان و واقعات جزا و سزا مذکور ہیں۔

سورہ نازعات۔ اس میں بھی مثل سورت سابقہ واقعات اور امکان اور مکذبین کی تخویف مذکور ہے۔

سورہ عبس۔ اس سورت کے سیاق و سباق کی سورتوں میں قیامت ہی کا مضمون زیادہ ہے اس قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں بھی زیادہ یہی مضمون آخر سورت کا مقصود ہے

سورہ تکویر۔ اس میں بھی مثل سوابق اور لواحق واقعات قیامت ہی کا بیان کرنا مقصود ہے۔

سورہ انفطار۔ یہ بھی مثل سوابق مضمون میں متحد ہے البتہ درمیان میں غفلت پر تفریع ہے۔

سورہ تطفیف۔ اس سے بھی مثل سورت ہائے سابقہ و لاحقہ مجازاۃ اعمال کا بیان مقصود ہے

سورہ انشقاق۔ اس میں بھی مثل سورۃ سابقہ تفصیل مجازاۃ کی ہے۔

سورہ بروج۔ اوپر کی سورت میں فریقین کی مجازاۃ تھی اس سورت میں کفار کے معاملات مخالفت میں مسلمانوں کے تسلیہ اور تسلیہ کے بعد کفار کو عذاب کی وعید ہے۔

سورہ طارق۔ اوپر تسلیہ مومنین کے ساتھ کفار کو وعید تھی اس سورت میں تحقیق وعید کے لئے اعمال کا محفوظ رہنا اور بعث کا وقوع و امکان اور دلیل مذکور ہے

سورہ اعلیٰ۔ سورت سابقہ میں مجازاۃ آخرت کا ذکر تھا اس سورت میں بھی اصل مقصود فلاح آخرت کا مقصود ہونا اور اس کا طریق مذکور ہے۔

سورہ غاشیہ۔ سورت سابقہ میں تہیا للآخرۃ کا امر تھا اس سورت میں بھی آخرت کا تہیا کرنے والے اور نہ کرنیوالے کی جزا و سزا کا مقصوداً ذکر ہے

سورہ فجر۔ سورت سابقہ میں مجازاۃ فریقین کا ذکر تھا اس سورت میں معظم مقصود فریقین کے اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان ہے۔

سورہ بلد۔ سورۃ سابقہ میں اعمال موجبہ مجازاۃ کا بیان تھا اس سورت میں بھی ایسے ہی اعمال کا بیان ہے لیکن وہاں کثرت اعمال شر کی تھی یہاں اعمال خیر کی

سورہ شمس۔ سورت سابقہ میں اعمال ایمانیہ و کفریہ کے مجازاۃ آخرویہ کا بیان تھا اس سورت میں قصداً اعمال دنیویہ کے مجازاۃ کا ذکر ہے۔

سورہ لیل۔ سورت سابقہ میں اعمال آخرویہ کا اختلاف مذکور تھا اس سورت میں بھی یہی مضمون ہے۔

سورہ والضحیٰ۔ اوپر سورۃ والیل کی آیت فاما من اعطی سے فلعسریٰ تک جہات حصول فوز کا عنوان کلی ہے بیان اور انکی تصدیق و امتثال یا تکذیب و اخلال کا وعدہ و وعید مذکور ہے جو کہ ماقبل کی سورتوں کے لئے بلکہ تمام قرآن کے لئے بمنزلہ تلخیص جامع کے بھی ہے اور اس سورہ والضحیٰ سے سورہ ناس تک کیلئے بمنزلہ

تفصیل مختصر کے بھی ہے چنانچہ مہمات مذکورہیں جو ایک مسئلہ رسالت کا بھی جس کا بیان مع دیگر مضامین مناسبہ کے جیسے حضور صلعم پر بعض انعامات کا فائض ہونا اور جیسے اُس کے شکریہ میں حضور کو بعض اوامر و نواہی کا مخاطب فرمانا اس سورت میں آیا ہے اسی طرح بقیہ جمیع سورتوں میں اُن مہمات کلیہ کی خاص جزئیات اور ان کے مناسب مضامین مذکور ہیں۔ اس تقریر سے آئندہ سب سورتوں کا ارتباط باہمی اور ما قبل کے ساتھ واضح ہو گیا ہے اب جدا جدا سورت کیلئے مستقل تقریر ربط کی ضرورت نہیں صرف یہ تقریر کافی ہے گو سب سورتوں میں مستقل ربط بھی ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے چونکہ آگے سب چھوٹی چھوٹی سورتیں رہ گئیں اس لئے تقریر واحد میں مسلک کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوا جیسا کہ امام رازی نے بھی سورہ کوثر میں والضحیٰ سے آخر تک کا ربط ایک ہی تقریر میں لکھا ہے لیکن وہ تقریر عالی اور غامض و اطوال ہے اور یہ تقریر اقرب و اخصر و اسہل ہے۔ وللناس فیما یعشقون مذاهب ؛ هذا ما اردنا ایراده فی هذا الباب والله اعلم بالصواب ؛

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب معہ مسائل ضروریہ متعلق قرآن

(۱) صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھنے کے لئے کسی اُستاد سے اجازت لینا یا اس کو سنانا شرط نہیں ہاں اسقدر ضروری ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور اگر اتنی لیاقت اپنے میں نہ دیکھے تو اُس کو ضروری ہے کہ کسی استاد کو سنا دے یا اُس سے پڑھ لے۔ (اتقان)

(۲) یہ بھی شرط نہیں کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ لیتا ہو اور اگر قرآن مجید میں اعراب نہ ہوں تب بھی اُس کے صحیح پڑھ لینے پر قادر ہو۔

(۳) صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت صرف انسان کو دیگئی ہے شیاطین وغیرہ اس کی تلاوت پر قادر نہیں بلکہ فرشتوں کو بھی یہ نعمت نصیب نہیں ہوئی وہ بھی اس آرزو میں رہتے ہیں کہ کوئی انسان تلاوت کرے اور وہ سنیں ہاں مومنین جن کو البتہ یہ نعمت نصیب ہے اور تلاوت قرآن پر قادر ہیں (اتقان) شاید اس سے حضرت جبرائیل مستثنیٰ ہوں اسلئے کہ اُنکی نسبت حدیث میں وارد ہے کہ ہر رمضان میں نبی صلعم سے قرآن مجید کا دَور کیا کرتے تھے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کر دی ہے کہ کبھی وہ پڑھتے تھے اور حضرت سنتے تھے اور کبھی حضور پڑھتے تھے وہ سنتے تھے۔

(۴) بہتر یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر باطہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا جائے۔ سب سے بہتر اس کلام کے لئے مسجد ہے جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیں ان کے لئے ہر حال میں قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے لیٹے ہوں یا بیٹھے باوضو ہوں یا بے وضو البتہ جنابت کی حالت میں تلاوت جائز نہیں حضرت عائشہ نبی صلعم کی کیفیت بیان فرماتی ہیں کہ آپ ہر حال میں ذکر فرمایا کرتے تھے وضو کی حالت میں بھی بے وضو بھی ہاں جنابت کی حالت میں ذکر نہ کرتے تھے اور ذکر عام ہے تلاوت کو بھی۔

(۵) قرآن مجید کی تلاوت کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر لینا بھی درست ہے اکثر اصحابہ فجر کی نماز کے بعد تلاوت کیا کرتے تھے وقت مقرر کر لینے میں ناغہ بھی نہیں ہوتا مسنون ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے اور اگر پڑھنے کے درمیان میں کوئی دنیاوی کلام کرے تو اس کے بعد پھر اس کا اعادہ کر لے۔

(۶) قرآن مجید کی تلاوت مصحف میں دیکھکر زیادہ ثواب رکھتی ہے بہ نسبت زبانی پڑھنے کے اس لئے کہ وہاں دو عبادتیں ہوتی ہیں ایک تلاوت دوسرے مصحف کی زیارت۔

(۷) قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام کرنا اور کسی ایسے کام میں مصروف ہونا جو دل کو دوسری طرف متوجہ کر دے مکروہ ہے قرآن مجید پڑھتے وقت ہمہ تن اُسی طرف متوجہ رہے نہ یہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں اور دل میں ادھر اُدھر کے خیالات۔

(۸) قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے مگر سورت برأت کے شروع پر بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیئے جبکہ اوپر سے پڑھتا ہوا آوے اور اگر ابتدا قرأۃ کی اسی سورت سے یا اس کے درمیان سے کہیں سے شروع کرے ان دونوں حالتوں میں بسم اللہ پڑھنی مستحب ہے اور یہ جو رائج ہے کہ سورۂ برأت کے شروع پر پیشتر سے پڑھتے ہوئے آویں یا وہیں سے شروع کریں ایک تراشیدہ عبارت اعوذ باللہ من النار و من شر الکفار و من غضب الجبار العزۃ للہ و لرسولہ پڑھتے ہیں محض بے اصل اور بدعت ہے اس استعاذہ خاص کے لئے اسی سورت کو مخصوص کرنا خلاف سنت ہے۔

(۹) بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف شریف میں لکھی ہیں ہاں بچوں کے لئے آسانی کی غرض سے سورتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا جیسا کہ آج کل پارہ عم میں مسلمانوں میں دستور ہے بلا کراہت جائز ہے (درمختار) قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی آیتوں کا ایک ساتھ ملا کر پڑھنا علماء نے اس کو مکروہ لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت بلال کو حضور نے اس سے منع فرمایا البتہ بغرض دعا آیات ادعیہ کو ایک جگہ جمع کر کے پڑھنا جائز ہے دلیل صرف عمل سلف بلا نکیر ہے۔ اور اس وجہ سے کہ اب اس مجموعہ کو قرآن بھی نہیں کہہ سکتے۔

(۱۰) قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھنا چاہیئے جس سے جس قدر ہو سکے صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں (دارمی) مگر جس کی آواز ہی اچھی نہ ہو وہ مجبور ہے اور قواعد قرأۃ کی پابندی سے قرآن مجید پڑھنا چاہیئے اور راگ سے پڑھنا اور گانا قرآن مجید کا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۱) قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھے بہت عجلت سے پڑھنا مکروہ ہے افسوس ہے ہمارے زمانے میں قرآن مجید کی سخت بے تعظیمی ہوتی ہے پڑھنے میں ایسی عجلت کی جاتی ہے کہ سوا بعض بعض الفاظ کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تراویح میں اکثر حفاظ کو ایسا ہی دیکھا گیا خدا جانے کسی نے ان پر جبر کیا جو تراویح پڑھنے آئے اس سے بہتر ہے تاکہ ایسے حضرات نہ پڑھتے تو قرآن مجید کی ایسی بے ادبی تو نہ ہوتی۔ صحیح بخاری میں حضرت انس سے روایت ہے کہ اُن سے حضور کی قرأۃ کی نسبت دریافت کیا گیا تو انہوں نے

ارشاد فرمایا کہ حضور کی قرأۃ مدوالی تھی یعنی جو حرف مد کے قابل تھے اُن پر مد فرماتے بسم اللہ میں اللہ اور الرحمٰن اور الرحیم پر مد فرماتے اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ حضور کی قرأۃ میں ایک ایک حرف جدا ہوتا تھا۔

(۱۲) جو شخص قرآن مجید کے معنی سمجھ سکتا ہو اُس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اُس کے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے میں اُس کا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھی کہ جس میں اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب مضمون ہو تو جواب دے مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ والتین کے آخر میں پہنچتے تو فرماتے بلیٰ وانا من الشاہدین (ترمذی) سورۃ فاتحہ کو جب پڑھتے تو آمین فرماتے سورہ قیامہ کے آخر جب پہنچتے تو فرماتے بلیٰ (ترمذی) لیکن یہ جواب دینا یا دعا مانگنا اس وقت مسنون ہے کہ قرآن مجید فرض نماز میں اور تراویح میں نہ پڑھا جاوے اگر فرض یا تراویح میں پڑھا جاتا ہو تو جواب نہ دینا چاہیئے (شامی)

(۱۳) قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں رونا مستحب ہے اور اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر رنج و افسوس کرے۔

(۱۴) سورۃ والضحیٰ کے بعد سے اخیر تک ہر سورۃ کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہنا مستحب ہے قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے اس وجہ سے کہ آنحضرت سے مروی ہے کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔

(۱۵) قرآن مجید ختم کرنے وقت سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ مکرر پڑھنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہے بشرطیکہ قرآن مجید خارج نماز میں پڑھا جاوے۔

(۱۶) جب قرآن مجید ایک مرتبہ ختم کر چکے تو مسنون ہے کہ فوراً دوسرا شروع کردے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ہے کہ قرآن مجید ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو اولئک ہم المفلحون تک پہنچا کر چھوڑ دیا جاوے بعد اس کے دعا وغیرہ مانگے اسی طرح نبی صلعم سے صحیح احادیث میں مروی ہے۔

(۱۷) جہاں قرآن مجید وغیرہ پڑھا جاتا ہو وہاں سب لوگوں کو چاہیئے کہ ہمہ تن اسی طرف متوجہ رہیں کسی دوسرے کام میں جو سننے سے حارج ہو مشغول نہ ہوں اس لیے کہ قرآن مجید کا سننا فرض ہے ہاں اگر حاضرین کو ضروری کام ہو جس کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ نہ ہو سکیں تو پڑھنے والے کو چاہیئے کہ آہستہ آواز سے پڑھے اگر ایسی حالت میں بلند آواز سے پڑھے گا تو گناہ اسی پر ہوگا۔

(۱۸) اگر کوئی لڑکا قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور لوگ اپنے ضروری کام میں مشغول ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ حرج شریعت سے اٹھا دیا گیا ہے اور اگر لڑکا آہستہ آواز سے پڑھے تو یاد نہیں ہوتا (درمختار)

(۱۹) سننے والے کو تمام اُن اُمور کی رعایت کرنا چاہیئے جو اوپر مذکور ہوئے مع اعوذ اور بسم اللہ کے اور حالت جنابت میں بھی قرآن مجید کا سننا جائز ہے۔

(۲۰) اگر کوئی شخص خوش آواز ہو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو اس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا مسنون ہے۔

(۲۱) وضو ٹوٹنے سے جو شرعی حالت انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہے وہ حدث اصغر ہے اور جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے اُن کے پیدا ہونے سے جو اعتباری حالت اُس کے جسم کو طاری ہوتی ہے اس کو حدث اکبر کہتے ہیں حدث اصغر یا اکبر میں قرآن مجید یا ایسی چیز کا چھونا جو قرآن مجید کے ساتھ چسپاں ہوں مثل دفتی یا چمڑے کے یا اس کے کپڑے کے جو جلد پر لگا ہی دیا جاتا ہے مکروہ تحریمی ہے خواہ ایسے اعضاء سے جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں یا اُن اعضاء سے جو دھوئے نہیں جاتے یا ایسے کپڑے سے جو آدمی کے بدن پر ہو مثل آستین دامن عمامہ رومال چادر وغیرہ کے (عالمگیری شامی وغیرہ)

(۲۲) اگر کاغذ یا اور کسی چیز پر جیسے کپڑا جھلی وغیرہ قرآن مجید کی آیت بھی لکھی ہو تو اُس پورے کاغذ کو حالت حدث میں اصغر ہو یا اکبر چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اُس مقام کو چھوئے جس میں وہ آیت لکھی ہو خواہ اس مقام کو جو سادہ ہے۔

(۲۳) حالت حدث میں کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر قرآن مجید یا اس کی آیت لکھی ہوئی ہو تو اُس کے صرف اُسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جس میں لکھا ہوا ہے سادہ مقام کا چھونا مکروہ نہیں جیسے پتھر یا دیوار یا روپیہ پر کوئی آیت قرآن مجید کی لکھی ہو تو اُس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو۔

(۲۴) قرآن مجید اگر جزدان میں ہو یا ایسے کپڑے میں لپٹا ہو جس کے ساتھ چسپاں نہ ہو تو محدث کو اس کا چھونا مکروہ نہیں۔

(۲۵) حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا کسی کاغذ پر لکھنا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ لکھے ہوئے کو نہ چھوئے اور نہ اُس کاغذ کو اس لئے کہ کاغذ پر ایک آیت بھی لکھی ہو تو اُس پورے کاغذ کو چھونا مکروہ ہے اور اگر بلا چھوئے نہ لکھ سکے تو لکھنا بھی مکروہ ہے اور یہی حکم اُس تعویذ کے لکھنے کا ہے جس میں آیت قرآنی لکھی جائے اور ایسے تعویذ کو بے وضو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں البتہ اگر اوپر سے دوسرا جدا کاغذ لپٹا ہو تو چھونا جائز ہے۔

(۲۶) اگر کسی کا فرکو آیت قرآنی کا تعویذ لکھ کر دے تو ان حرفوں کو جدا لکھدے یا ان حرفوں کو ہندسہ لکھدے اور بہتر تو یہ ہے کہ اور کوئی دوسری عبارت لکھدی اس لئے کہ درمختار میں ہے (ویمنع الکافر مسہ)

(۲۷) حدث اصغر کی حالت میں ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں خواہ کسی چیز پر لکھے۔

(۲۸) حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا خواہ دیکھ کر پڑھے یا پڑھائے یا زبانی درست ہے اور حدث اکبر کی حالت میں بقصد تلاوت پڑھنا حرام ہے اگرچہ ایک آیت سے کم ہو اور اگر بقصد خ التلاوۃ ہو اور دعا کے قصد یا حمد کے ارادہ سے جائز ہے جیسے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ الآیۃ بقصد دعا پڑھنا کسی معلم کا تعلیم کے قصد سے ایک ایک کلمہ کا الگ الگ کہنا جائز ہے۔ اور بہ نیت دعا و ثنا لکھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ شامی میں ہے مان ما کتب بنیۃ

الدّعاء اوالثناء لا یخرج عن کونہ قرآنًا بخلاف قرائتہ بھذا النیۃ (درمختار مطبوعہ مجتبائی دہلی)

(۲۹) نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید دینا اور چھوانا مکروہ نہیں ہے اس لئے کہ وجوب وضو میں تو ان پر دشواری ہے اور اگر بلوغ تک قرآن نہ دیں تو حفظ قرآن کی تقلیل ہے (درمختار) تفسیر کی کتابوں کا محدث کو چھونا مکروہ ہے بشرطیکہ اس میں آیات قرآنیہ تفسیر سے زائد لکھی ہوں اور تفسیر کے سوا دوسری دینی کتابوں کا چھونا مکروہ نہیں۔

(۳۰) قرآن مجید کا ترجمہ اگر کسی اردو زبان میں ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس کا وہی حکم ہے جو قرآن مجید کا ہے (درمختار)

(۳۱) قرآن مجید کی جو آیتیں منسوخ التلاوۃ ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی چیز پر لکھی ہوں تو اس کے صرف اُسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہوا ہے سارے مقام کو چھونا مکروہ نہیں۔

(۳۲) قرآن مجید کی سورتوں یا آیتوں کا مسجد کی یا مکان کی در و دیوار پر لکھنا مکروہ ہے۔

(۳۳) کسی دسترخوان یا چادر وغیرہ پر قرآن کی آیت یا خدا کا نام لکھکر استعمال کرنا مکروہ ہے البتہ کسی پردہ پر لکھکر زینت کیلئے لٹکانا جائز ہے (درمختار)

(۳۴) ایسے روپیہ کا جس پر خدا کا نام لکھا ہو پگھلانا مکروہ ہے البتہ اگر ٹوٹ جائے تو جائز ہے کیونکہ اس صورت میں حروف متفرق ہو جائیں گے۔ (درمختار)

(۳۵) کسی ایسے کاغذ میں جس میں آیت قرآنی یا خدا کا نام لکھا ہو کسی چیز کا لپیٹنا جائز نہیں (درمختار)

(۳۶) خدا کے نام کا تھوک سے مٹانا مکروہ ہے البتہ چاٹنا بظاہر جائز معلوم ہوتا ہے (درمختار)

(۳۷) کسی کاغذ کا جس میں قرآن کی آیت ہو یا تعویذ کا جس میں آیت قرآنی یا خدا کا نام ہو اور لپیٹ کر کسی کپڑے میں باندھا ہوا ہو پاخانہ میں لے جانا مکروہ نہیں (درمختار)

(۳۸) قرآن کا سر کے نیچے رکھنا مکروہ ہے البتہ اگر کسی جگہ چوری کی حفاظت کے واسطے کرے تو مکروہ نہیں (درمختار)

(۳۹) قرآن مجید اگر ایسا بوسیدہ ہو جائے کہ پڑھنا دشوار ہو یا غلط طبع ہو جائے تو ایک کپڑے پاک میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دیا جائے جو گذرگاہ نہ ہو اور ذخیرہ میں ہے کہ بغلی قبر کھود دی جائے یا ایسا گڑھا کھود ا جائے کہ اس پر تختہ رکھکر پھر مٹی دی جائے تاکہ قرآن مجید پر باؤ نہ پڑے کیونکہ اس میں قرآن کی تحقیر ہے۔

(۴۰) قرآن مجید کو پشت کی طرف یا اپنی نشست کی جگہ سے نیچے یا مبتذل جگہ پر رکھدینا یا قرآن کے اوپر کوئی کتاب یا قلم و دوات وغیرہ رکھنا یہ سب خلاف ادب ہے۔ البتہ سفر میں اگر اسباب و صندوق وغیرہ میں مستور ہو تو مجبوری بعض آداب میں تخفیف ہو جاتی ہے اسی طرح قرآن پر بہت مبتذل میلے کپڑے کا غلاف باوجود وسعت بدلنے کے ایک گونہ قلت ادب ہے گو درجہ حرمت تک نہیں۔

(۴۱) روشنائی میں کسی نجس چیز کا میل ہو اس سے قرآن کا لکھنا یا جس کپڑے میں ایسا قوی شبہ ہو اس کا غلاف بنانا یا جس وارنش میں ایسی چیز ہو اس کو جلد پر ملنا یہ سب گناہ ہے۔

(۴۲) قرآن کی کتابت یا طبع میں تصحیح کا اہتمام نہ کرنا یہ ایسی بلا کی بات ہے جس کا ضرر دور تک اور دیر تک وبال جان رہے گا۔ اور جتنے لوگ پڑھیں گے اور جبتک یہ مصاحف رہیں گے اس بانی کو گناہ ہوتا رہے گا۔

(۴۳) تعلیم قرآن اور امامت اور اذان اور تعلیم دینیات اور ملازمت وعظ اور اذان وغیرہ جو امور دین میں ضروری ہیں ان پر اجرت لینا متاخرین علماء کے نزدیک جائز ہے ورنہ اصل مذہب میں تو یہ ہے کہ جو طاعت مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہو اس پر اجرت لینا جائز نہیں بوجہ ارشاد جناب رسول اللہ کے اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ اور حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا وان اتخذت مؤذنا لا تاخذ علی الاذان اجرا مگر متاخرین علماء اور فقہا نے تعلیم قرآن اور فقہ اور اذان اور امامت اور وعظ اور دیگر ضروریات دین پر اجرت کی اجازت دی ہے اس وجہ سے کہ اس زمانہ میں ان امور کا شیوع اور تعلیم و تعلم کا بلا اجرت باقی رہنا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے اس لئے ضروریات دین پر اجرت لینا جائز ہے۔ اور جو طاعات دین میں ضروری نہیں جیسے تراویح میں قرآن کا پڑھنا اور اس پر اجرت الینا خواہ معین کر کے یا ایسی مسجد میں پڑھنا جس میں دینے کا دستور ہو اور اس کی تصریح نہ کرنا کہ ہم کچھ نہ لوں گا۔ البتہ اگر کسی مسجد میں دینے کا دستور نہ ہو اور نہ تعیین کی گئی ہو پھر کوئی ختم پر کچھ دیوے تو جائز ہے۔

قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآن پاک کی عظمت اور اس کی بزرگی و فضیلت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ خداوند عالم ولوح و قلم کا کلام ہے۔ اور تمام عیوب و نقائص سے بری اور پاک ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت تمام اہل عرب نے تسلیم کر لی۔ بڑے سے بڑے فصاحت و بلاغت کے مدعی بھی اس کے مثل دو ایک فقرہ تک بنا کر نہ لا سکے باوجودیکہ برسر مجمع اعلان بھی کر دیا گیا کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کہ اگر تم اس کے کلام اللہ ہونے میں شک کرتے ہو اور اس کو کلام بشر سمجھتے ہو تو براہ مہربانی کوئی چھوٹی سی سورت اس کے مثل بنا کر تو لے آؤ خواہ تمام اعوان و انصار کو جمع کر لو لیکن ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہرگز نہ بنا سکو گے۔

قوم جن نے جب اس کلام معجز نظام کو سنا تو بے ساختہ یوں پکار اٹھے کہ انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ ولن نشرک بربنا احدا یعنی بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو نیکی کی جانب ہدایت کرتا ہے اس پر ایمان لے آئے اور آئندہ اپنے پروردگار کا کسی کو ہم شریک نہ سمجھیں گے نیز خود اللہ جل شانہ بھی اس کلام کی تعریف بیان فرماتا ہے پھر انسان کی زبان و قلم میں اتنی طاقت کہاں جو اس کے اوصاف و فضائل کا ایک شمہ بھی بیان کر سکیں۔

کلام اللہ کی تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہیں تمام علماء امت اس پر متفق ہیں کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا۔ احادیث اس باب میں بکثرت وارد ہیں نمونہ کے طور پر چند احادیث تبرکاً بیان کی جاتی ہیں اور چالیس ہی کا عدد اس وجہ سے اختیار کرتے ہیں کہ اس مقدار کے حفظ پر حدیث میں خاص بشارت آئی ہے اسی واسطے مختلف مضامین پر علماء نے چہل احادیث مرتب فرمائی ہیں پس اسی بشارت کی توقع پر ہم بھی فضائل قرآن میں چہل حدیث لکھکر خدا کی ذات سے اپنے لئے اور ناظرین کے لئے اسی بشارت کے اُمیدوار ہیں۔ آمین

چہل احادیث در فضائل قرآن

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک ان دونوں کو تم مضبوط پکڑے رہوگے ہرگز گمراہی میں نہ پڑوگے قرآن و حدیث رسول (مشکوٰۃ)

(۲) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جس نے کتاب اللہ سیکھی اور جو کچھ کتاب اللہ میں ہے (امر و نہی) اس کی اتباع کی تو اس کو اللہ تعالےٰ دنیا کی گمراہی اور آخرت کے بے حساب سے مامون رکھیں گے۔ یعنی حساب کے مناقشہ سے بچاویں گے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی جماعت خدا کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع نہیں ہوتی ہے کہ وہ جماعت اللہ کے کلام کو پڑھتے پڑھاتے ہوں اور اس پر اللہ کا وقار و خشیت نازل نہ ہوتا ہو اور اس کو فرشتہ رحمت و برکت کے نہ ڈھانپ لیتے ہوں یا ان کے گرد طواف نہ کرنے لگتے ہوں۔ اور جو فرشتہ خدا کی قربت یعنی نزدیکی رکھتے ہیں حق تعالےٰ ان میں اس کا ذکر فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی قرآن مجید کے پڑھنے میں مشغول ہوا اور دعا یا اور کسی ذکر کی اس کو فرصت نہ ملی تو میں اس کو دعا مانگنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا۔ کلام اللہ کی بزرگی دیگر تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔ دارمی

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن شریف حق تعالےٰ کے نزدیک آسمانوں اور زمینوں اور تمام چیزوں سے جو اس میں ہیں زیادہ محبوب ہے۔ دارمی

(۶) نبی کریم کا ارشاد ہے کہ قرآن مجید کسی کھال میں ہو تو وہ کھال آگ میں نہیں جل سکتی۔ دارمی۔ کھال سے مراد قلب مومن ہے کہ وہ عذاب دوزخ سے محفوظ ہے

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تین قسم کے لوگوں کو قیامت میں خوف نہ ہوگا اور نہ اُن سے حساب لیا جائے گا منجملہ ان تینوں کے ایک قرآن مجید پڑھنے والا بھی ہے جس کو حضور نے فرمایا ہے کہ اس سے قیامت میں حساب نہ ہوگا۔ دارمی

(۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں بیان فرمایا کہ اے لوگو میں بھی ایک انسان ہوں اور قریب ہے کہ پروردگار کی جانب سے مجھکو کوئی بلانے کے لئے آجائے اور میں چلا جاؤں۔ اس لئے میں تم میں دو گراں چیزیں چھوڑے دیتا ہوں ایک تو خدا کی مقدس کتاب جس میں نور و ہدایت ہے لہٰذا تم لوگ اللہ کی اس کتاب کو مضبوط پکڑو اور اس پر عمل کرو۔ راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے لوگوں کو اس پر بہت رغبت دلائی۔ دوسرے میرے اہل بیت سو میں تم کو اپنے اہل بیت کے حقوق کی رعایت کرنے کے بارے میں خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ دارمی

(۹) حضور سرور کائنات صلعم سے مروی ہے کہ حسد کی اجازت نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جو قرآن مجید پڑھا ہوا ور اس کی تلاوت میں راتوں کو مشغول رہتا ہو۔ اور دوسرے وہ جس کو اللہ تعالےٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو شب و روز اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ بخاری و مسلم۔

فائدہ اس حدیث میں حسد سے مراد غبطہ ہے۔ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ کسی شخص کی نعمت زائل ہونے کی اور اپنے لئے اُس نعمت کے حاصل ہونے کی خواہش کرنا حسد ہے۔ اور دوسرے کے زوال نعمت کی خواہش کے بغیر اپنے لئے بھی اسی نعمت کی تمنا کرنا غبطہ کہلاتا ہے۔ اس لئے غبطہ تو مطلقاً جائز ہے اور حسد قطعاً ناجائز۔ اور اگر حسد سے غبطہ نہ مراد لیا جائے تو پھر حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ اگر حسد جائز ہوتا تو ان دو چیزوں میں ہوتا۔

(۱۰) ابو صالح سے مروی ہے کہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن سفارش کرے گا تو اس کو لباس کرامت پہنایا جائے گا۔ پھر قرآن کہے گا کہ اے اللہ اس پر اور زیادہ انعام فرما تب اس کو تاج کرامت دیا جائے گا۔ قرآن پھر کہے گا کہ خدایا اور زیادہ عطا فرما تو اس کو حق جل علی شانہٗ اپنی رضامندی کی گراں بہا خلعت سے سرفراز فرمائے گا۔ دارمی۔

(۱۱) جو شخص اچھی طرح کلام مجید پڑھے کہ اس کے حلال کو اور حرام کو حرام جانے اور اس کے موافق عمل کرے تو اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کے دس عزیزوں کے حق میں جو دوزخ کے مستحق ہوں گے۔ اس کی سفارش قبول فرمائے گا (ترمذی ابن ماجہ۔

(۱۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے والوں کو ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام دوسرا حرف میم تیسرا حرف ہے۔ سنن دارمی۔

مقصود یہ ہے کہ صرف الٓمٓ کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اللہ اکبر ؎ خود چہ یابی ایں چنیں بازار را ✦ کہ بیک گل می خری گلزار را ✦ نیم جاں بستاند و صد جان دہد ✦ آنچہ در وہمت نیاید آں دہد ✦

(۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو پڑھا اور پڑھایا۔ یہ حدیث ابو عبد الرحمٰن نے حضرت عثمان رضؓ سے سنکر قرآن مجید پڑھانا شروع کیا اور حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ خلافت سے حجاج کے زمانہ تک برابر پڑھاتے رہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اسی حدیث نے

مجھ کو بٹھلا کر قرآن مجید کے پڑھانے میں مشغول کرا دیا۔ (صحیح بخاری۔ سنن دارمی)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کو قرآن مجید تعلیم کراتا ہے حق تعالےٰ اس کو قیامت کے دن ایک جنت کا تاج عطا فرمائے گا۔ طبرانی۔

(۱۵) معاذ ابن انس رضؓ سے مروی ہے کہ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے والدین کے سر پر ایک تاج رکھا جائیگا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بدرجہا بہتر ہوگی۔ اس شخص کا تو کیا ہی کہنا جس نے خود قرآن پڑھا ہے اور عمل کیا ہے۔ ابوداؤد۔

(۱۶) عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ کا نعمت خانہ اسی لئے اس میں سے جس قدر ہے سکو لیلو۔ میرے نزدیک اس گھر سے زیادہ بے برکت کوئی مکان نہیں جس میں اللہ تعالےٰ کی کتاب نہ ہو۔ اور وہ دل جس میں قرآن کا کچھ بھی حصہ نہ ہو وہ اس ویران گھر کے مثل ہے جس میں کوئی رہنے والا نہیں۔ دارمی۔

(۱۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن یاد کر کے بھول جائے وہ قیامت کے دن جذامی ہوگا۔ صحیح بخاری۔ معاذ اللہ منہا۔

(۱۸) خالد بن معدان رضؓ سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے تو اس کو اکہرا ثواب ملیگا۔ اور جو اس کو سنے اس کو دوہرا ثواب ملیگا۔ دارمی۔

اسی حدیث سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کے سننے میں پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے۔ کبیری۔ اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی مرغوب تھا کہ دوسرا کوئی شخص پڑھے آپ سنا کریں۔

(۱۹) ایک مرتبہ عبداللہ ابن مسعودؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ کو پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو سناؤں۔ حالانکہ خود آپ پر نازل ہوا ہے۔ ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے سے سنوں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے سورہ نساء پڑھنی شروع کی جب اس آیت پر پہنچے ۔فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بك علےٰ ھٰؤلاء شھیدا تو حضور نے فرمایا کہ بس بس۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی چشم مبارک سے آنسو بہ رہے تھے۔ بخاری۔

(۲۰) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی ابو موسیٰؓ کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے موسیٰ ہم کو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ۔ تو ابو موسیٰ قران مجید پڑھنا شروع کر دیتے۔ دارمی۔ ابو موسیٰ بہت خوش الحان تھے قرآن پاک بہت اچھا پڑھا کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکے پڑھنے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

(۲۱) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں اسید بن حضیرہ سے مروی ہے کہ وہ ایک رات سورۂ بقر پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا وہ بھڑکنے لگا اس لئے آپ خاموش ہوگئے تو گھوڑے کو بھی سکون ہوگیا پھر جب پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے کی پھر وہی حالت ہوگئی۔ تو انہوں نے پھر تلاوت بند کر دی۔ صرف اس خیال سے کہ ان کے صاحبزادے یحییٰ قریب ہی تھے کہیں گھوڑے کے بھڑکنے سے وہ نہ پس جاویں۔ صبح کو یہ واقعہ حضرت رسالت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھتے رہتے۔ انہوں نے خوف عذر میں پیش کیا اور کہا کہ بعد تلاوت کے میں نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ٹکڑا ابر کا مجھ کو نظر پڑا جس میں چراغ روشن تھے۔ یہاں تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہوگیا حضرت نے سنکر فرمایا کہ جانتے ہو یہ کیا چیز تھی۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ فرمایا یہ فرشتے تھے جو تمہاری تلاوت کے سبب نزدیک آگئے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے تو وہ تمہارے پاس ہی آجاتے اور صبح کو سب لوگ ان کو دیکھتے۔

(۲۲) کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ سوتے وقت قرآن کی کوئی سی سورت پڑھے اور حق تعالےٰ اس کو کسی فرشتہ کی حفاظت میں نہ دیدیتے ہوں اس کے بعد کوئی موذی شئے اس کے قریب نہیں رہتی۔ اخرج احمد والترمذی من حدیث شداد بن اوس۔

(۲۳) جس مکان میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے اس میں خیر وبرکت بہت ہوتی ہے۔ اور جس میں قرآن کی تلاوت نہ ہو اس میں خیر کم ہوتی ہے۔ اخرج البزاز من حدیث انس رضؓ۔

(۲۴) جس نے قرآن پڑھا اور پھر شب و روز اس کی تلاوت پر مداومت کی۔ اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا۔ علماً و عملاً۔ تو خدا تعالےٰ اس کے گوشت اور خون کو دوزخ پر حرام فرمادیں گے۔ اور اس کو ان ملائکہ کی معیت میں رکھیں گے جو خدا کے مطیع ہیں اور نیز قیامت کے دن خود قرآن اس کے حق میں حجت اور دلیل ہوگا۔ اخرج الطبرانی من حدیث انس رضؓ۔

(۲۵) اہل قرآن خداوند تعالےٰ کے اہل یعنی خاص آدمی ہیں۔ اخرج النسائی وابن ماجہ والحاکم من حدیث انس رضؓ۔

(۲۶) حاملین قرآن عرفاء اہل جنت ہیں۔ اخرج الطبرانی من حدیث انس رضؓ۔

(۲۷) قرآن کی ایک آیت پڑھنا بہتر ہے سو رکعت نفل پڑھنے سے۔ اخرج ابن ماجہ من حدیث ابن ذر رضؓ

(۲۸) جس نے قرآن جمع کیا خداوند تعالےٰ اس کی ایک دعا قبول فرمائے گا۔ خواہ دنیا میں مانگ لے یا آخرت کے لئے ذخیرہ چھوڑ دے۔ اخرج الطبرانی فی الاوسط من حدیث جابر رضی اللہ عنہ

(۲۹) بہترین حدیث کلام اللہ ہے۔ اخرج مسلم من حدیث جابر رضؓ

(۳۰) جس نے قرآن کی تلاوت خدا کے راستہ میں کی یعنی اعلاء کلمۃ للہ میں۔ اس کو صدیقین اور شہداء و صالحین کی معیت ہوگی۔ اخرج احمد من حدیث معاذ بن انس رضؓ

(۳۱) قرآن ایک رسی ہے جس کا ایک کنارہ تو خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا کنارہ تمہارے ہاتھ میں۔ پس اس کو مضبوط پکڑ لو۔ ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور نہ ہلاک ہوگے۔ اخرج ابن ابی شیبہ من حدیث ابی شریح الخزاعی۔

(۳۲) خدا کے پاس کوئی اچھی چیز قرآن سے بہتر لے کر نہ لوٹو گے۔ اخرج الحاکم من حدیث عبداللہ ابن عمرؓ۔

(۳۳) جس نے قرآن پڑھا اس نے جزء نبوت کو اپنے پہلو میں حاصل کیا بجز اس امر کے کہ اس پر وحی نہیں آئی (اور انبیاء کو کلام الٰہی بواسطہ وحی حاصل ہوا) اخرج الحاکم وغیرہ مطلوعاً۔

(۳۴) حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال نارنگی جیسی ہے کہ مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی پاکیزہ اور جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے کہ مزہ اچھا ہے مگر خوشبو نہیں۔ صحیح بخاری۔

(۳۵) طلحۃ بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن اوفی سے دریافت کیا کہ حضور نے کسی شئے کی ایسی وصیت کی کہ اس کا تعلیم و تعلم باقی رکھا جائے اور ہمیشہ تلاوت کی جائے۔ اور الفاظ و معانی کی پوری پوری حفاظت کی جائے۔ عبداللہ ابن اوفی نے فرمایا کہ نہیں صرف قرآن کی وصیت فرمائی ہے۔

(۳۶) حضور سرور کائنات ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے کسی نبی کو جہر سے تلاوت کی اجازت نہیں دی جیسا کہ جہر اور عمدگی سے قرآن پڑھنے کی حضور کو اجازت مرحمت ہوئی ہے۔ بخاری۔

(۳۷) آپ کا ارشاد ہے کہ صاحب قرآن کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے اونٹ کے پیر میں پکڑا باندھ رکھا ہو کہ اگر وہ بندھا رہا تو اونٹ رکا رہتا ہے ورنہ بھاگ جاتا ہے تو ایسا ہی قرآن کا حال ہے کہ اگر پڑھتا رہے تو یاد رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے۔ (بخاری)۔

(۳۸) حضور نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پڑھنے پر ہمیشگی کرو۔ قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن زیادہ بھاگنے والا ہے۔ اس اونٹ سے کہ جو اپنے پکڑے میں ہو۔

(۳۹) آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے اعمال مجھ پر پیش کئے گئے۔ شب معراج میں یا اور کسی وقت یہاں تک کہ وہ تنکا بھی پیش کیا گیا جس کو مسجد سے نکالتا ہے اور میری امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کئے گئے تو میں نے کوئی گناہ زیادہ بڑا اس سے نہ پایا کہ آدمی کوئی سورۃ یا آیت یاد کر کے بھلا دے۔ ترمذی۔

(۴۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہر سے پڑھنے والا مثل خیرات علانیہ دینے والے کے ہے اور آہستہ پڑھنے والا مثل خفیہ خیرات دینے والے کے ہے۔ فائدہ۔ یہ حدیث آہستہ تلاوت قرآن کی فضیلت پر دال ہے اور دوسری حدیثوں میں جہر قرآن کی فضیلت بھی آئی ہے۔ جیسا کہ اوپر ایک حدیث گذر بھی چکی ہے اس لئے دونوں حدیث کی جمع کی شکل یہ ہے کہ جہاں ریا کا خوف ہو وہاں آہستہ تلاوت قرآن افضل ہوگی۔ ورنہ جہر سے پڑھنا فضیلت رکھتا ہے۔ بشرطیکہ مصلی یا نائم کی تشویش کا باعث نہ ہو۔

ضرورت تفسیر یہ امر یقینی ہے کہ خداوند جل علی شانہٗ نے اپنی مخلوق کے ساتھ ایسے کلام سے خطاب فرمایا ہے جس کو بندے سمجھ سکیں۔ اور اسی وجہ سے انبیا کو بھی انہیں کی قوم سے تجویز فرمایا اور نیز اپنا کلام بھی انہیں کی زبان میں نازل فرمایا۔ ان جملہ امور پر نظر کرتے ہوئے تو کسی توضیح اور تفسیر کی حاجت نہ تھی لیکن بات صرف یہ ہے کہ جب کسی کتاب کی تفسیر یا شرح لکھی جاتی ہے تو اسباب ذیل میں سے کوئی نہ کوئی سبب ضرور پیش آتا ہے۔

(۱) مصنف اپنے کمال علمی اور قدرت تامہ کے باعث نہایت باریک اور ادق معانی کو مختصر الفاظ میں ادا کر دیا کرتا ہے۔ اس لئے کم استعداد شخص پر اس کا فہم دشوار ہو جاتا ہے اس بنا پر سلیس عنوانات میں واضح طور پر ان معانی کی توضیح اور تسہیل کر دی جاتی ہے تاکہ معمولی استعداد والا بھی بسہولت سمجھ سکے۔ (۲) بہت سے قیود وات مہتم بالشان اور شروط غایت ظہور کی وجہ سے ترک کر دی جاتی ہیں یا ان قیود و شروط کا سمجھنا دوسرے علم پر موقوف ہے۔ پس شارح کی شرح و تفسیر سے ان قیود و شرائط کا بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

(۳) لفظ بہت سے معانی میں اور نیز ایک عبارت متعدد دلالتوں پر مشتمل ہوتی ہے تو ایسے موقع پر شارح کی غرض مصنف کی مراد کو متعین کرنا ہوتا ہے اور کبھی مصنف سے بشریت کی بنا پر غلطی اور سہو یا تکرار ہو جاتا ہے اس کے ازالہ کے لئے بھی شرح کی ضرورت پڑتی ہے جب یہ امور ذہن نشین ہو گئے تو یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قرآن عربی زبان میں افصح عرب کے زمانہ میں نازل ہوا مخاطبین اس کلام کو سنکر اس کے ظاہری مطالب اور احکام کو تو سمجھ لیتے تھے لیکن باطنی وقائق میں ان کو غور و خوض یا حضور سے استفسار کی حاجت پیش آتی تھی جیسا کہ عدی ابن حاتم کا خیط ابیض اور اسود سے سوال اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم کے نزول پر ظلم سے سوال کتب صحاح میں مفسر مبین ہے لہٰذا جب صحابہ کو بھی باوجود ظاہری مطالب اور احکام سمجھ لینے کی تشریح و تفسیر کی حاجت پیش آتی تھی تو ہم لوگ تو بدرجہا اولیٰ تفسیر و تشریح کے محتاج ہوں گے۔ اور یہ بھی ضروری امر ہے کہ تفسیر میں بعض وہ مضامین ہونگے جن کو حق تعالیٰ نے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے تفسیر میں اس کی توضیح ہوگی اور کہیں لفظ مشترک کی تعیین ہوگی اور کسی جگہ عام کی تخصیص اور مطلق کی تقلید ہوگی اور بعض جگہ معنوی اور صرفی نحوی تحقیق ہوگی۔

تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق جن حضرات نے علوم قرآن کے اصول پر لکھی ہیں انہوں نے اس مسئلہ اہم بحث قرار دیکر مفصل تقریر فرمائی ہے ہم الشیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب اتقان فی علوم القرآن کا خلاصہ ناظرین کرتے ہیں جس کو انہوں نے جمہور علماء سے نقل فرمایا ہے۔

قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی۔ اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ تحریف سمجھی جائے گی۔

(۱) مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو قرآن مجید نے اپنی ایک آیت کے متعلق دوسرے مواضع میں شرح فرمائی ہو کیونکہ اس کلام پاک میں اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ مبہم ارشاد فرمایا ہے تو بسا اوقات دوسری جگہ اسکی تفصیل کر دی ہے۔ علامہ ابن جوزیؒ نے تفسیر القرآن بالقرآن پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں قرآن کی مبہم آیت کی آیات سے تشریح کی گئی ہے

(۲) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اطمینان وہ تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کے متعلق احادیث میں بیان فرمائی ہو۔ کیونکہ یہ کتاب مبین آپ ہی پر نازل ہوئی اور آپکے مقاصد بعثت میں سے ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپ اس خدا کی کتاب کی تعلیم دیں اور اس میں جو امور مبہم ہیں انکو بیان فرما دیں چنانچہ خود قرآن مجید کی آیات ذیل میں اس دعوے کیلئے شاہد ہیں

(۱) یعلمہم الکتٰب والحکمۃ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے بھیجا گیا کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور کام کی باتیں بتلائیں (۲) لتبین للناس ما نزل الیہم تاکہ آپ بیان کر دیں۔ لوگوں کے لئے وہ آیات جو ان کی طرف نازل کی گئیں۔ الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض میں داخل ہے آپ قرآن مجید کی تعلیم لوگوں کو دیں اور اسکے مجمل و مبہم کی شرح اور تفسیر فرما دیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آپکے کل تشریحی فرمان وحی الٰہی ہیں۔ اسلئے دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل وثوق وہ تفسیر ہوگی جو آنحضرت صلعم نے خود فرمائی۔

(۳) تیسرے درجہ میں صحابہ کرام کی تفاسیر قابلِ اعتماد ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن کے نزول کا مشاہدہ کیا ہے اور اکثر انہیں کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور نیز پورا کلام مجید حرفاً حرفاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی انسان ایک کتاب دینی ہو یا دنیوی کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس پڑھنے سے غرض محض عبارت کا رٹ لینا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اصل اور اہم مقصود ہوتا ہے کیونکہ بغیر سمجھے کسی فن کی کتاب پڑھنے کو ایک معمولی ادنےٰ طالب علم بھی تضیع اوقات اور لایعنی سمجھتا ہے تو آپ خود خیال کر سکتے ہیں کہ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے استاد ہوں جن کی بعثت کی غرض تعلیم کتاب ہو۔ اور صحابہ جیسے شاگرد ہوں جو تمام امت کے سردار اور سب سے افضل ہیں اور کتاب بھی وہ اہم کتاب کہ جس پر خود ان کے بلکہ تمام امت کے دینی اور دنیوی مقاصد اور فلاح دارین موقوف ہیں۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ حضرات حضور اکرم سے محض الفاظ قرآن ہی پڑھنے پر اکتفا کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود فرماتے ہیں کہ ہم جب آپ سے قرآن مجید پڑھتے تھے تو مطالب و معانی کو بھی آپ ہی سے پڑھتے تھے۔ سیوطی رحؒ نے بحوالہ ابو عبد الرحمٰن سلمی حضرت عثمان غنی رضؓ اور عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کیا ہے (انہم کانوا اذا تعلموا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر آیات لم یتجاوزوہا حتے یعلموا ما فیہا من العلم والعمل قالوا فتعلمنا القرآن والعلم والعمل جمیعا (اتقان جلد ۲) صحابہ کرام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے تھے تو اس وقت آگے نہ پڑھتے تھے جب تک کہ اس کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح معلوم نہ کرلیں صحابہ فرماتے ہیں ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا اور اس کے علم و عمل وغیرہ سب کو معلوم کیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو ایک سورۂ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے۔ رواہ مالک فی الموطا) خدا ہی جانتا ہے کہ انہوں نے اٹھ سال میں کیا کیا علوم و معارف حاصل کئے ہوں گے۔ ورنہ صرف حفظ کے لئے چند روز کافی تھے۔

اور چونکہ صحابہ کرام کے علوم قرآنیہ آنحضرت سے حاصل کردہ ہیں اس لئے امام الحدیث حاکم نے تفاسیر صحابہ کو حدیث مرفوع کے حکم میں رکھا ہے لیکن سیوطی رحؒ نے فرمایا ہے کہ حاکم کی مراد تفاسیر صحابہ سے اس جگہ صرف وہ تفاسیر ہیں جو شان نزول وغیرہ کے بارہ میں ہیں مطلقاً اقوال صحابہ مراد نہیں چنانچہ خود حاکم نے علوم حدیث میں اسکی تصریح فرما دی ہے

(۴) چوتھے درجہ میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال دربارہ تفسیر قابل وثوق سمجھے جاتے ہیں کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ سے پڑھا۔ اور وہ علوم و معارف جو صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے تھے حاصل کئے۔

(۵) پانچویں درجہ میں قابل وثوق وہ تفسیر ہے جو ان ائمہ نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہو گئیں۔ اور انہوں نے تفسیر کے باب میں اصول سابقہ کو پیش نظر رکھکر اقوال صحابہ و تابعین کو اپنا امام بنایا اور اس بحث میں جو کچھ کہا وہ صرف صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی کی۔ اس بنا پر اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی مستقل درجہ نہیں بلکہ تیسرے اور چوتھے ہی میں داخل ہے کیونکہ صحابہ و تابعین کے آثار بھی ہمیں انہیں تفاسیر سے معلوم ہو سکتے ہیں چنانچہ اس قسم کی تفسیروں میں سے سیوطی رحؒ نے کتب ذیل کا نام لکھا ہے۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ ابن ماجہ۔ حاکم ابن مردویہ۔ ابو الشیخ ابن حبان ابن المنذر وغیرہ۔ اور کتب متداولہ میں سے۔ ابن کثیر۔ درمنثور۔ وغیرہ بھی اسی قسم کی تفسیریں ہیں لیکن ان سب میں سیوطی رحؒ نے تفسیر ابن جریر کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا ہے اجمع العلماء المعتبرون علی انہ لم یؤلف فی التفسیر مثلہ۔ علماء معتبرین نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے۔ کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن پاک کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں۔ جو تفسیر ان اصول کے مطابق ہو وہ علماً عملاً قابل اعتماد ہے۔ اور جو اس معیار کے مطابق نہیں وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ و الحاد ہے۔ اسی کو بس تفسیر بالرائے سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اسی کے متعلق حدیث وارد ہے کہ من تکلم فی القرآن برایہ فاصاب فقد اخطاء۔ رواہ النسائی و ابو داؤد والترمذی۔ از اتقان۔

یعنی جو شخص قرآن کی تفسیر میں اپنی رائے سے کلام کرتا ہے اور اتفاقاً وہ تفسیر یعنی کلام صحیح بھی ہو تب بھی اس نے خطا کی۔ نیز حدیث ذیل میں ہے کہ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ ابو داؤد یعنی جو شخص قرآن کی تفسیر بغیر علم کے کرے اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرے۔

اعتماد اور وثوق کے لحاظ سے اصول مذکورہ میں وہی ترتیب ہے جو اوپر عرض کی گئی۔ یعنی سب سے اول قرآن مجید بعد ازاں احادیث پھر اقوال صحابہ۔ بعدہ اقوال ائمہ مفسرین۔ نیز ہر آیت کی صحیح تفسیر معلوم کرنے کا طبعی طریق بھی یہی ہے۔ لیکن آج جب کہ قرآن کی تفسیر میں احادیث مرفوعہ جمع کر دی گئیں اور اقوال صحابہ اور تابعین کتابوں میں مدون ہو چکے سینکڑوں ائمہ مفسرین کی مدۃ العمر کی دماغ سوزی اور دیدہ ریزی کے نتائج کتابوں کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں تو اب کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کی تفسیر کے خلاف کوئی نئی تفسیر ایجاد کرے اگرچہ وہ اپنے قصور فہم یا اختلاط ہوائے نفس سے اس کو قرآن شریف کا مدلول یا کسی حدیث کا مفہوم خیال کرتا ہو۔ کیونکہ صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد کوئی نیا قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد ان کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو سال تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا۔ صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین بعد ازاں ائمہ سلف صالحین میں سے کسی کو حق کی طرف ہدایت نہ ہوئی۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ مفسدہ عظمیٰ ہے کہ بیخ اسلام کو دنیا سے ہلا دیویں۔ اگر ذرا انصاف سے کام لیوے تو کوئی منصف مزاج کافر بھی اس بیہودہ گوئی کو اختیار نہیں کر سکتا۔ تمام اسلاف امت کا کسی آیت کی مراد کو نہ سمجھنا بوجوہ چند باطل ہے۔

(۱) اول تو یہ کہ اس صورت میں قرآن مجید خدا کا کلام نہیں بلکہ کسی سمجھدار انسان کا کلام بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ عالم کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے اور جب تمام عالم باوجود اپنی تمام ذہن امکانی کوششوں کے صرف کر دینے کے تیرہ سو برس تک اس کی مراد کو نہ پا سکا تو وہ معاذ اللہ

گمراہی در گمراہی بڑھانے والی چیستان ہوئے۔ یا کوئی بامعنی آواز یا صدائے آہی۔

(۲) دوم اس صورت میں قرآن مجید کوئی قابل عمل اور قابل اعتماد کتاب نہیں رہتی اور اس کلام مبین سے العیاذ باللہ امن اُٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ جب یہ ممکن ہے کہ تیرہ سو برس تک تمام امت کی عرق ریزی اور رجان کاہی اس کی اصلی اور صحیح غرض تک نہ پہنچ سکی۔ اور ان سب کے ناخن اس گتھی کو نہ سلجھا سکے۔ اور امت کے بڑے ارکان یعنی صحابہ تابعین تبع تابعین اس چیستان کے حل کرنے سے عاجز رہے بلکہ معاذ اللہ ہمیشہ گمراہی میں پھنسے رہے۔ تو جو صاحب آج اس کے نئے معنی کو صحیح بتاتے ہیں کیا اس میں بھی یہ احتمال نہیں ہو سکتا کہ آیندہ چلکر یہ معنی غلط ثابت ہو جاویں جس کا ظہور آیندہ تیرہ سو برس کے بعد ہو۔ ورنہ وہ بتلائیں کہ ان کے پاس اس کی ضمانت ہے کہ اس وقت جو کچھ وہ سمجھ رہے وہ بالکل صحیح ہے آیندہ وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتی اس شکل میں تو ہر شخص کو یقین کرنا پڑے گا کہ جب اس ذات شریف نے اس معمے کو حل نہ کیا جس پر قرآن نازل ہوا اور ان کو اس کے پڑھانے اور بیان کرنے کے لئے ہی خدا تعالے نے مبعوث فرمایا تھا۔ پھر صحابہ کرام پر اس کی صحیح مراد اور اصلی غرض ظاہر نہ ہو سکی۔ حالانکہ انہوں نے اسی کے حاصل کرنے اور پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی اور خدمت میں عمر گذاری اور بیچاروں نے آٹھ آٹھ بارہ بارہ برس صرف ایک سورت کے پڑھنے اور سمجھنے میں صرف بھی کئے۔ اس کے بعد اسلاف امت میں سے ہر قرن اور ہر زمانہ میں اس کے حل کرنے کے لئے بہت سے ایسے حضرات نے زور لگائے کہ جن کی ذکاوت اور تیزی طبع اور فہم خداداد کا کفار کو بھی طوعاً و کرھاً اعتراف کرنا پڑا ہے۔ مگر باوجود ان جملہ امور کے وہ سب اس کے صحیح معنی سمجھنے سے عاجز رہے تو اب ہر شخص یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معاذ اللہ یہ چیستان دنیا میں اس لئے اتری کہ لوگوں کے دماغ خراب کرے اور ان کو ہمیشہ گمراہی میں مبتلا رکھے اور آیندہ کے لئے بھی اس کے حل ہونے کی توقع باقی نہیں رہ سکتی۔

غرض اس بیہودہ بکواس پر لازم آتا ہے کہ قرآن مجید ایک غیر مامون کلام ہو جاوے کہ تیرہ سو برس تک جو امت نے معنی سمجھے وہ آج غلط ثابت ہوئے اور اسی طرح جو معنی آج قرار دیے گئے ہیں آیندہ کیا عجب ہے کہ یہ بھی غلط مانے جائیں۔ لہذا ایسی شکل میں کسی مسلمان کا کیا حوصلہ اور منہ ہو سکتا ہے کہ وہ کفار کو اس کتاب مبین پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے کی دعوت دے سکے۔

(۳) سوم تصریحات احادیث صحابہ کرام کی جماعت علم و عمل میں ہر حیثیت سے اس امت کا افضل ترین طبقہ ہے۔ چنانچہ صحابہ ہی کی شان میں عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا ہے اولئك ابرهم قلوباً واعمقهم علماً۔ یعنی صحابہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ پاک دل والے اور سب سے زیادہ گہرے علم و فضل والے ہیں۔ اور نیز دوسری حدیث معروف بھی اس کی شاہد ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔

پھر اس ذہن و ذکاوت کے ساتھ وہ قرآن کے ہمزبان اور اس کی آیات کے نزول کا اپنی آنکھوں سے رات دن مشاہدہ کرنے والے بھی ہیں اور مزید برآں یہ کہ اس کے ایک ایک سورۃ کے پڑھنے میں بارہ بارہ برس صرف کر دیئے۔

پھر سب سے زیادہ یہ بات کہ اس کے مطالب کو خاص اس ذات مبارک سے سیکھتے اور حاصل کرتے تھے کہ جس پر قرآن کا نزول ہوا اور جس کے سینے مبارک کو علوم اولین و آخرین سے معمور کیا گیا۔ اور پھر ان ہی کو اس کتاب عزیز کا معلم بھی بنا کر دنیا میں بھیجا گیا۔

خود صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کے الفاظ ہی نہیں سیکھے بلکہ اس کے معانی و مطالب اور علم و عمل سب چیزیں آپ سے ہی حاصل کیں ہیں۔ لہذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کے صحیح معانی ان حضرات سے مخفی رہ جائیں اور بعد ازاں تابعین رح نے قرآن مجید صحابہ رض سے حاصل کیا ہے تو بھلا کیسے ممکن کہ یہ تمام حضرات تو اس کے اصلی مراد تک نہ پہنچ سکیں اور آج تیرہ سو سال کے بعد کے لوگ جو ان حضرات کے خاک پاکی برابری نہیں کر سکتے قرآن کی صحیح مراد کو پہنچ جاویں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

اگر وہ حضرات کرام بھی باوجود ان اوصاف و حالات کے قرآن کی اصلی غرض تک نہیں پہنچ سکے تو میں دعوے سے کہوں گا دنیا میں کوئی انسان بھی اس کی صحیح مراد معلوم نہیں کر سکتا۔ (۴) چہارم قرآن مجید خود ارشاد کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف کی تعلیم و تدریس کے لئے بھیجا گیا ہے جیسا کہ پہلے چند آیات سے ثابت ہوا۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور معاذ اللہ قرآن اسی ابہام اور اخفاء کی تاریکی میں باقی رہ گیا تو (نعاکم بہ بین) خدا کا یہ ارادہ پورا نہ ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کار منصبی کو پورا پورا کما حقہ انجام نہ دیا۔ اسی لئے امام مالک رح نے فرمایا ہے کہ جو شخص آج کوئی نئی بات ایجاد کرتا ہے وہ درحقیقت یہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ۔ پیغمبری میں خیانت کی اور پورا دین امت کو نہیں پہنچایا۔

الحاصل آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنا چاہے اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ وہ سلف صالحین صحابہ و تابعین کی تفاسیر کو اپنا قدوہ بنا کر ان کی اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے۔

اور جو کوئی معنی جمہور صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے خلاف سمجھ میں آویں ان کو اپنی غلط فہمی اور قصور علم کا نتیجہ سمجھے اگرچہ اس کے گمان میں وہ معنی قرآن کے مدلول معلوم ہوتے ہوں غرض صحابہ و تابعین رح جو کہ اس کتاب کے علوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہوں ان کے اقوال سے تجاوز کرنا اور ان سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا ہرگز جائز نہیں۔

ہم اپنے اس دعوے کے ثبوت میں امام الحدیث و التفسیر حافظ ابن تیمیہ رح کی وہ عبادت پیش کرتے ہیں جس کو علامہ سیوطی رح نے اتقان میں اپنا معتمد علیہ قرار دیا ہے

۲

ہم اپنے اس دعوے کے ثبوت میں امام المحدثین ابن تیمیہؒ کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جس کو علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں اپنا معتمد علیہ قرار دیا ہے۔ دیکھو اتقان ج ۲۔ فان الصحابۃ والتابعین والائمۃ ان کان لھم فی الآیۃ تفسیر وجاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذھب اعتقدوہ وذلک المذھب لیس من مذاھب الصحابۃ والتابعین صار مشارکا للمعتزلۃ وغیرھم من اھل البدع فی مثل ھذا و فی الجملۃ من عدل عن مذاھب الصحابۃ والتابعین وتفسیرھم الی ما یخالف ذلک کان مخطئا فی ذلک بل مبتدعا لانھم اعلم بتفسیرہ ومعانیہ کما انھم اعلم بالحق الذی بعث اللہ بہ رسولہ اس لئے اگر آیت میں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کی کوئی تفسیر منقول ہو اور پھر کوئی شخص اپنے معتقد علیہ مذہب کے تفسیر کسی نئے قول سے کرے جو مذہب صحابہ و تابعین نہ ہو تو یہ شخص فرقۂ معتزلہ اور دوسرے اہل بدعت فرقوں میں داخل ہوگیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص مذہب صحابہ اور تابعین اور ان کی تفسیر سے عدول کرکے کوئی مخالف قول اختیار کریگا تو وہ اس میں خطاکار او رمبتدع ہوگا کیونکہ صحابہ و تابعین قرآن مجید کے اور اس کی تفسیر کے زیادہ عالم ہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا +

سچ تو یہی ہے کہ جو چیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہوسکتی امام دار الہجرۃ مالک ابن انسؓ نے کیا خوب فرمایا ہے ما لم یکن یومئذ دینا لا یکون الیوم دینا ذکرہ العلامۃ الشاطبی فی الاعتصام یعنی جو کام اس زمانہ سلف کے زمانہ میں دین نہ تھا وہ آج بھی دین نہیں ہوسکتا۔

خلاصہ یہ کہ آج قرآن مجید کی تفسیر اور تعیین مراد کے لئے سب سے زیادہ اسلم اور سہل طریق یہ ہے کہ:-

(۱) اول سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ مفسرین کے اقوال و تفاسیر پر نظر ڈالے اور جب کسی آیت کی تفسیر ان حضرات سے مل جائے تو اسی کو قرآن کی مراد سمجھ کر اس پر مطمئن ہوجائے۔ البتہ مزید اطمینان اور شرح صدر کے لئے اگر احادیث اور قرآن مجید کی دوسری آیات سے اس تفسیر کے ماخذ کو بھی دریافت کرلے اور یہ معلوم کرے کہ ان حضرات نے اس آیت کی یہ تفسیر کہاں سے لی ہے تو کچھ مضایقہ نہیں بلکہ یہ تو ایک مفید علم اور خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ محض اپنی نارسا فہم کے اعتماد پر صحابہ وغیرہ کے خلاف کسی مضمون کو قرآن کا مدلول و مراد بنانا جائز نہیں +

(۲) اور اگر کسی آیت کی تفسیر صحابہ تابعین یا ائمہ مفسرینؒ سے نہ ملی تو خود احادیث میں غور کرے اگر وہاں کچھ صراحت یا اشارہ سے آیت کی مراد متعین ہوجائے تو پھر اسی کو مراد سمجھ لے +

(۳) ورنہ پھر خود اس آیت کے اگلے پچھلے مضمون اور دوسرے آیات میں غور کرکے جو کچھ مراد سمجھ میں آئے اسی پر اعتماد کرے +

(۴) اور اگر ان میں بھی کسی صورت سے آیت کی تفسیر واضح نہ ہو تو پھر نفس لغت عرب اور قواعد نحو و صرف او رمعانی کے اعتبار اور سیاق و سباق کے دیکھنے سے جو معنی سمجھ میں آتے ہوں انہیں کو تفسیر قرار دیا جائے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ کا بھی اس قسم کی آیات میں یہی طریق تھا۔ عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الشعر دیوان العرب فاذا خفی علینا حرف من القرآن الذی انزلہ بلغۃ العرب رجعنا الی دیوانھا یعنی شعر عرب کا دیوان ہے جس میں مہمات و مشکلات کے فیصلے ہوتے ہیں تو جب کوئی لغت قرآن کا ہم پر مخفی ہوجاتا ہے تو ہم اس دیوان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اتقان ج ۱ +

لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ اخیر کی تین صورتیں اور بالخصوص چوتھی صورت بالکل نادر اور قلیل الوقوع ہیں بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ان کا بالکل ہی وجود نہیں تو بیجا نہ ہو۔ کیونکہ تقریباً تمام قرآن مجید کی تفسیر صحابہ تابعین اور ائمہ متقدمین سے منقول اور کتابوں میں مدون ہے محض احتمال کے طور پر اخیر کے تین درجات کو عرض کردیا گیا ہے +

الغرض آج ہمارے لئے تفسیر قرآن کے لئے سیدھا راستہ اور سہل طریق اور سب سے زیادہ قابل وثوق ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے وہ صرف یہی ہے کہ ہم صحابہ وغیرہمؓ کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی معنی سمجھ میں آئیں تو اس کو اپنا قصور فہم خیال کریں۔ کیونکہ او پر ہم تفصیلاً عرض کر آئے ہیں کہ تمام دنیا جمع ہو کر بھی اس بارہ میں صحابہ کرام کی برابر نہیں ہوسکتے۔ علاوہ نقل صحیح کے عقل سلیم اور تجربہ اور عادت جاریہ کا بھی یہی مقتضی ہے کہ کلام کی مراد جس قدر اس کا مخاطب یا مخاطب کا شاگرد سمجھ سکتا ہے کتابوں میں لکھی لکھائی دیکھنے والا ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ - ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ صحابہ و تابعین کے اقوال در بارہ تفسیر اکثر مختلف ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں وہ کیسے فیصلہ کن ہوسکتے ہیں لیکن اول تو ان اختلافات میں غور کرنے والا بلا تکلف اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ وہ اختلافات درحقیقت اختلافات نہیں ہوتے بلکہ محض تعبیر و تمثیل کا فرق ہوتا ہے سرسری دیکھنے والا اس کو اختلاف سمجھتا ہے۔ مثلاً صراط المستقیم کی تفسیر میں بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ اس سے اتباع قرآن مراد ہے اور بعض نے اسلام سے تفسیر کی ہے اور بعض نے سنت و جماعت سے اور بعض صحابہ نے طریق عبودیت اور کسی نے اطاعت خدا اور رسولؐ۔ یہ اقوال اگرچہ بصورت مختلف نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ اتباع قرآن ہی درحقیقت اسلام ہے اور اسی کا نام سنت و جماعت ہے اور وہی طریق عبودیت اور اطاعت خدا و رسول ہے۔ بیشتر صحابہ کرام کے اختلافات اسی قسم کے ہیں بہت شاذ و نادر ایسے خلاف ہیں جن کا مرآو پر اثر پڑتا ہے شیخ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ولھذا کان النزاع بین الصحابۃ فی تفسیر القرآن قلیلا جدًا۔ چونکہ صحابہ نے علوم قرآنیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ حاصل کئے ہیں اس لئے اس بارہ میں ان میں بہت کم اختلاف ہے۔ پھر جن آیات میں حقیقتاً صحابہ کے اقوال میں کچھ اختلاف ہے اس کو تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اسناد کی تحقیق اور رواۃ کے ضبط و اتفاق ثقاہت کے اعتبار سے ترجیح کی صورتیں قایم کردی ہیں پس بحمداللہ اس طریق پر کوئی غبار نہیں اور تفسیر قرآن کے بارہ میں اس راستہ پر چلنے والے کے لئے گمراہی کا کوئی خطرہ نہیں۔ اللھم اذقنا سلوکہ +

مختصر قصص انبیاء مذکورہ قرآن حکیم

چونکہ انبیاء کے قصے عموماً تاریخی روایتوں سے تحریر کئے جاتے ہیں جن میں رطب و یابس کا ہونا لازمی ہے اس لئے ہم نے یہ قصص حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب کی حمائل کے مقدمہ سے اکثر لفظ بلفظ نقل کر دیئے ہیں صحت و غیر صحت کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ۔

آدم علیہ السلام۔ جملہ انسان کے باپ ہیں۔ آدم ان کو اس واسطے کہتے ہیں کہ ان کو موجودہ آفرینش کے طریقہ سے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ جمعہ کے روز مٹی سے پتلا بنا کر روح پھونکی گئی اور جمعہ ہی کے روز ممنوعہ درخت کا پھل کھا لینے کے سبب جنت سے ہندوستان کے جنوبی حصہ یعنی جزیرہ سنگلدیپ میں اُتارے گئے اور اُن کی بی بی حضرت حوا جدہ میں دو سو برس تک دونوں روتے رہے اور پورے چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا آخر نویں ذی الحجہ کو عرفہ کے دن میدان عرفات میں دونوں کی ملاقات ہوئی اور ایک نے دوسرے کو پہچان لیا اسی لئے اس میدان کا نام عرفات ہوا۔ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جنت سے اترنے کے بعد تین سو برس تک حیا و ندامت کے مارے سر نہیں اٹھایا ہر وقت روتے اور توبہ کرتے رہتے تھے روئے زمین کے تمام رونے والوں کے آنسو اگر جمع کئے جائیں تو ایک آدم علیہ السلام کے آنسو ان سب سے زیادہ ہیں دو سو تین سال کی عمر میں حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور ایک ہزار برس زندہ رہ کر جمعہ کے دن وفات پائی واللہ اعلم بالصواب۔

مؤلف کہتا ہے کہ کتب تواریخ میں اسی طرح مشہور ہے اور واقع میں کسی صحیح روایت موقوفہ یا مرفوعہ سے ثابت نہیں بلکہ ظاہر قرآن کا مدلول تو اس کو مقتضی ہے کہ جب آدم سے خلاف امر خداوندی درخت منہی عنہ کا اکل صادر ہوا اور حق تعالیٰ کا عتاب ہوا کہ یہاں سے نیچے اترو تو آدم و حوا نے فوراً معذرت کے کلمات شروع کر دیئے اور توبہ قبول ہو گئی لیکن چونکہ آفرینش آدم سے زمین پر بسانا مقصود تھا اس لئے اُتارنے کا حکم باقی رکھا لیکن سزاءً نہیں بلکہ مصلحتاً ۔

ادریس علیہ السلام۔ ابن یارد بن مہلائیل ابن انوش بن قینان بن شیث بن آدم ان کا رنگ گورا چپٹا بدن بھاری سینہ چوڑا اور قد لمبا تھا جسم اطہر پر بال کم اور سر مبارک پر بکثرت تھے ایک آنکھ دوسری آنکھ سے کچھ بڑی تھی سینہ پر بلا مرض سفید دانہ تھا حاکم نے مستدرک میں ایک ضعیف روایت میں سمرہ سے بھی نقل کیا ہے۔ جب خدا نے دنیا کا جور و ظلم دیکھا تو ان کو آسمان پر اٹھا لیا تین سو پینسٹھ برس کی عمر میں چھٹے آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ نوح علیہ السلام پہلے ہوئے یا ادریس اور جو بعد نوح کہتے ہیں وہ ایک ہزار برس بعد کہتے ہیں واللہ اعلم ان کو ادریس کثرت تلاوت صحف کے باعث کہا جاتا ہے ۔

نوح علیہ السلام۔ بن ملک بن متوشلخ ابن خنوخ (یعنی ادریس علیہ السلام) حضرت نوح علیہ السلام کا اسم مبارک تو عبد الغفار ہے لیکن حق تعالیٰ کے خوف کے سبب کثرت آہ و بکا اور نوحہ و زاری کی وجہ سے نوح علیہ السلام ہو گیا ہبوط آدم علیہ السلام سے ۱۶۴۲ برس بعد پیدا ہوئے چالیس سال میں نبوت ملی پانچسو ساٹھ برس قوم کی ایذاؤں اور نا ملائموں پر صبر کیا سنگباری سے زخمی اور بیہوش ہو ہو گئے آخر مایوس ہو کر اللہ سے عام طوفان کی بد دعا کی اور جب طوفان آیا اور تمام کافر غرق ہو گئے تو روئے زمین پر جو آبادی ہوئی وہ انہیں کے تین صاحبزادوں سام، حام، یافث کی نسل سے ہے اسی لئے ان کو آدم ثانی کہتے ہیں طوفان کے بعد آپ تین سو پچاس برس زندہ رہے اور پورے ساڑھے نو سو برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور بروایتے ۹۵۰ برس قوم کی تبلیغ کی اور دس کم ہزار سال کی عمر میں طوفان آیا اور ساٹھ برس بعد زندہ رہ کر بعمر ایک ہزار پچاس سال وصال فرمایا واللہ اعلم بالصواب ۔

ہود علیہ السلام۔ بن عبد اللہ بن رباح بن حاور بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ان کا گندمی رنگ نہایت خوبصورت اور آدم علیہ السلام کے زیادہ مشابہ تھے قوم عاد اولیٰ کی جانب نبی بنا کر بھیجے گئے تھے جو شہر عمان اور حضر موت کے مابین و نیز یمن کے اطراف میں آباد تھے یہ لوگ بل بوتے میں قابل حسرت ترقی کر گئے تھے ٹھنگنے سے ٹھنگنے آدمی کا قد بھی ساٹھ ہاتھ لمبا تھا نہایت عظیم الجثہ اور قوی ہیکل تھے ایک ایک آدمی کا ناشتہ ایک ایک اونٹ کے گوشت کا ہو جاتا تھا اس زمانہ میں اللہ پاک نے اونٹ کی نسل میں بھی اس قدر ترقی دی کہ جنگل کے جنگل بھر گئے غرض جب انہوں نے دیکھا کہ ہم جیسی قوت دوسروں میں نظر نہیں آتی تو لگے خدا کی مخلوق کو حقیر سمجھ کر ظلم و زیادتیاں کرنے اور بتوں کی پرستش کرنے ان لوگوں کو اپنے زور کے گھمنڈ پر عبث و بلا ضرورت عالیشان محل اور مضبوط قلعے بنانے کا بڑا شوق تھا باغ ارم بھی انہیں کے قوم کے بادشاہ شداد کا بنایا ہوا مشہور ہے ہود علیہ السلام جب پیغمبر بن کر آئے تو ان کو سمجھایا اور توحید و ایمان کی طرف بلایا مگر یہ لوگ اپنی خر مستی سے باز نہ آئے اور بولے کہ ہم سے زیادہ زبردست کون ہے جس کی ہم اطاعت کریں تب بارش بند ہوئی اور تین سال کا قحط سخت نمودار ہوا خشک سالی کی تکلیف سے حسب عادت سابقہ چند سرداران قوم خانہ کعبہ میں حاضر ہو کر بالحاح و زاری بارش ہونے کی دعا کرنے لگے تو تین بادل نمودار ہوئے جن میں ایک سرخ اور دوسرا سفید اور تیسرا سیاہ تھا اور غیب سے ندا آئی کہ ان میں سے پسند کر لو۔ چنانچہ انہوں نے سیاہ بادل پسند کیا اس خیال سے کہ اس میں پانی زیادہ ہے وہ سیاہ بادل یمن کی جانب متوجہ ہوا اور قوم عاد کے سر پر آ جا کر دل

میں عذاب الٰہی مضمر تھا سب سے پہلے ایک عورت مہندنا می نے اس میں آگ کے شعلے دیکھ کر چلانا شروع کیا اور کہا کہ لوگو ہود علیہ السلام پر ایمان لے آؤ ورنہ ابھی ہلاک ہو جاؤ گے اس پر بھی جب ضدی قوم کی عقل پر پتھر پڑے اور بھلائی کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو عذاب کی ایک سخت آندھی چلی جس نے زمین ہلا دی اور پتھروں پہاڑوں درختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر قوم عاد پر لا ڈالا سات رات اور آٹھ دن برابر یہ آندھی چلی اور حضرت ہود اور ان پر ایمان لانے والوں کے علاوہ جن کی تعداد چار ہزار تھی جس قدر بھی تھے سب ملیامیٹ ہو گئے گویا زمین پر کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے حضرت ہود علیہ السلام نے ایک سو پچاس برس کی عمر میں وفات پائی اور مکہ معظمہ میں مدفون ہوئے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کا مزار حضرموت میں ہے اور بعض نے دمشق میں بیان کیا ہے واللہ اعلم بالصواب ؎ آں عذاب دیدہ کہ ہنگامے سحر ＊ کرد قوم عاد را زیر و زبر ＊

صالح علیہ السلام ۔ نسب نامہ میں اختلاف ہے حضرت وہب سے روایت ہے بن عبید بن جابر بن ثمود بن جابر بن سام بن نوح اور ثعلبی نے امام نووی سے روایت کی ہے کہ ابن عبید بن اسلف بن ناشج بن عبید بن حاذر بن ثمود بن عاد بن عوص بن آرام بن سام بن نوح اور تاریخ الدول میں منقول ہے بن عبید بن غابر بن سام بن نوح واللہ اعلم بالصواب ＊

حضرت ہود علیہ السلام سے جوان ہونے پر تقریباً سو برس بعد خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور قوم ثمود کی جانب جو اس وقت حجاز اور شام کے مابین اور اٹھارہ میل تک وادی قریٰ میں آباد تھے نبی بنا کر بھیجے گئے اور قوم ثمود نے ایک لوہے کی مورت بنا رکھی تھی اس کو سجدہ کرتے تھے اور اپنا معبود سمجھتے تھے صالح علیہ السلام نے ہر چند ان کو ایمان کی جانب بلایا مگر انہوں نے ایک نہ مانی آخر چند لوگوں نے کہا کہ اگر تم سچے نبی ہو تو اس سخت پتھر سے ایک نکیل والی اونٹنی نکالو جو ہمارے سامنے بچہ دے صالح علیہ السلام اسی وقت سربسجود ہو کر دعا میں مشغول ہوئے پتھر اپنی جگہ سے ہل کر شق ہوا اور اونٹنی نمودار ہوئی اور آگے بڑھ کر گھٹنے ٹیک کر بچہ دیا پھر چراگاہ کی جانب متوجہ ہوئی اور بچہ پیچھے پیچھے ہو لیا سب لوگ متعجب ہوئے اور گروہ گروہ ایمان لانے لگے تمام رات اور دن میں ہزاروں نے ایمان قبول کیا مگر صبح ہوتے ہی پھر کافر ہو گئے اور معجزہ کو سحر بتا کر پہلے سے زیادہ شرارت کرنے لگے اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا اگر ایمان سے تم برگشتہ ہو گئے ہو تو اللہ کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگانا اس کو چھٹا پھرنے دو کہ اپنے اللہ کی زمین پر کھاتی پھرے غرض بیس برس حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اور پانی پینے کی اوس اونٹنی کے لئے اور قوم کے مویشی کے لئے باری مقرر ہو گئی آخر اشرار قوم میں شریروں کا اس پر اتفاق ہوا کہ اس اونٹنی کو قتل کر دیا جائے جو ایک دن کی پوری باری اپنے لئے رکھتی ہے اور کسی اونٹ کو اس دن گھاٹ پر نہیں آنے دیتی چنانچہ قدار بن سالف نے ۱۶ ربیع الثانی کو اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور گوشت بھون بھون کر کھانے لگے اس اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کو ذبح ہوتے دیکھا تو بھاگ کر ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور پکڑنے کے لئے پہاڑ پر چڑھے حضرت صالح علیہ السلام کو اس کی خبر ہوئی اور آ کر بچہ کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اونٹنی کو کٹا ہوا دیکھ کر غمگین ہو گئے بچہ صالح علیہ السلام کو دیکھ کر چیخنے اور آنکھوں سے آنسو بہانے لگا اور تین بار آواز کی تھی کہ وہ جس پر کھڑا تھا شق ہوا اور بچہ اس میں سما کر نظروں سے غائب ہو گیا حضرت صالح علیہ السلام مع اپنے ہمراہی ایمان داروں کے یہ کہہ کر کہ تم کو صرف تین دن کی مہلت ہے شہر سے باہر نکلے اور مکہ میں آ بسے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پہلے روز جمعرات کو تمام لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے اور دوسرے دن سرخ بن گئے گویا خون آلود ہیں اور تیسرے دن روز ہفتہ سب کے منہ سیاہ ہو گئے اور چوتھے روز حضرت جبرئیل کی ایک سخت آواز سے ان کے جگر پھٹ گئے اور چھوٹے بڑے سب ہلاک ہو گئے حضرت صالح علیہ السلام نے بعمر ۲۸۰ برس شہر مکہ میں وفات پائی اور حجر میں مدفون ہوئے آپ کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی عمر و تاریخ وفات وغیرہ میں اختلاف بہت ہے اور اس زمانہ میں فن تاریخ مدون نہ تھا اس لئے سب جگہ راجح اور تخمینی قول بیان کیا گیا واللہ اعلم بالصواب ＊

ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ۔ ابن آذر ابن ناسور بن شارخ بن مرغوب بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بعد آدم علیہ السلام کے ۳۳۰۸ برس بعد پیدا ہوئے ۔ نہایت حلیم مہمان نواز جلیل القدر پیغمبر تھے بت پرست قوم کی بدحالی سے پریشان رہتے تھے آخر نبی ہونے پر تبلیغ توحید فرمائی تو قوم نے مذاق اڑایا وہ لوگ نجوم سے واقف اور ستاروں کو موثر سمجھ کر اس پر عمل کرتے تھے ایک بار میلے میں جانے لگے تو ابراہیم علیہ السلام نے حیلہ سے اپنے کو بچا لیا اور میدان خالی پا کر ان کے مندر میں گھس کر بت توڑ ڈالے اور تبر کو بڑے بت کے کاندھے پر رکھ کر گھر کو آ گئے قوم نے واپس آ کر بتوں کی یہ گت دیکھی تو غصہ سے بلبلا اٹھے آخر حضرت ابراہیم پر شبہ ہوا اکثر نفرت کے ساتھ بتوں کا ذکر کرتے رہتے تھے اول کچھ بحث ہوئی اس کے بعد سب کے مشورہ سے آگ کے تہ بتہ ڈھیر میں منجنیق کے ذریعہ پھینک دیئے گئے حق تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا اور صحیح سلامت نکل آئے نمرود بن کنعان سے جو اس وقت کا بادشاہ تھا اور اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا مباحثہ ہوا کہ خدا مارتا جلاتا ہے اس پر نمرود نے دو قیدیوں کو بلا کر ایک کو قتل کیا دوسرے کو رہا کر دیا اور کہا کہ میں بھی جس کو چاہتا ہوں مارتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں زندہ رکھتا ہوں اس کی غباوت دیکھ کر کہ احداث حیات اور ممات کے یہ معنی سمجھا حضرت ابراہیم نے دوسری دلیل پیش کی کہ حق تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو اگر مدعی الوہیت ہے تو آفتاب کو مغرب سے نکال اس پر وہ متحیر اور لاجواب ہو کر منہ تکتا رہ گیا ابراہیم علیہ السلام نے باپ کو بڑے نرم الفاظ سے ایمان کی نصیحت کی مگر اس نے بجائے ماننے کے ان کو دھمکایا اور گھر سے نکل جانے کو کہا اس پر آپ اپنی بی بی

سارہ بنت ہارون کو جوان کی چچازاد بہن بھی تھی ساتھ لے کر وہاں سے ہجرت کر گئے اور مصر کی طرف تشریف لے آئے پھر وہاں سے ملک شام میں قیام فرمایا بعمر ۱۳۰ سال ۳۴۹۵ ہبوطی میں وصال فرمایا اور بیت المقدس سے ۲۲ میل پر مدفون ہوئے جس کا نام اُس وقت قصبہ خلیل الرحمن اور مدینۃ الخلیل ہے واللہ اعلم بالصواب +

لوط علیہ السلام۔ بن ہاران بن آزر یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُن کے ساتھ بہت محبت تھی اور قوم نے اُن کو قید کر لیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن پر جہاد کیا اور ان کو چھڑا لیا اُن کی طرف اور گرد و نواح کے باشندوں کی جانب نبی بنا کر بھیجے گئے اُن لوگوں میں اغلام کا مرض رائج تھا جب وہ لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے سمجھانے نہ سمجھے تو چند فرشتے خوبصورت مرد لڑکوں کی صورت بن کر اول ابراہیم علیہ السلام کے مہمان بنے اور اُن کو حضرت اسحاق و یعقوب کی بشارت دے کر لوط علیہ السلام کے مہمان بنے ان کو قوم کی بدحالی کے سبب انقباض ہوا کہ وہ اپنے فعل سے باز نہ آئیں گے اور مجھ کو مہمانوں کے متعلق خفت ہوگی آخر ان کی بی بی نے جو کافرہ تھی قوم سے جا کر اطلاع کی اور وہ اُن پر چڑھ آئے اور لوط علیہ السلام نے ہر چند منت و سماجت کی کہ مجھے مہمانوں کے متعلق رسوا اور محزون نہ کرو مگر وہ نہ مانے اور دیوار پھاند کر اندر گھسے لوط علیہ السلام کی پریشانی کو دیکھ کر فرشتوں نے اپنی حقیقت اور منصب ظاہر کر کے اپنے آنے کی وجہ بتا دی۔ لوط علیہ السلام مع ایماندار ساتھیوں کے رات کی اندھیری میں بستی سے باہر نکل گئے اُس کے بعد طبقہ کا طبقہ اُلٹ دیا گیا جو لوگ بستی سے باہر تھے ان پر پتھروں کا مینہ برسایا اسی طرح پھر سب ہلاک ہو گئے +

اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادہ ہیں جو ۳۴۰۷ ہبوطی میں ابراہیم علیہ السلام کی ننانوے برس کی عمر میں حضرت سارہ علیہا السلام کی دی ہوئی باندی حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے یہ شیر خوار ہی تھے کہ حضرت سارہ کی ضد پر بحکم خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کو اور اُن کی والدہ حضرت ہاجرہ کو چٹیل بیابان میں ایک ٹیلہ کے نیچے چھوڑ آئے جہاں اب خانہ کعبہ ہے اور ایک تھیلی جس میں کچھ چھوہارے تھے اور ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا دے آئے تھے پانی کے ختم ہونے پر حضرت اسمٰعیل کے پیاس کی بیتابی میں زمین پر ایڑیاں رگڑنے سے زمزم کا چشمہ پیدا ہوا عرصہ کے بعد قبیلہ جرہم کا اُدھر گزر ہوا انہوں نے چشمہ زمزم پر پرندے اُڑتے دیکھے تو متحیر ہو کر باہم کہنے لگے کہ یہاں ہزاروں کوس تک پانی نہیں ہے پھر یہ طیور کیوں اُڑ رہے ہیں چند آدمی خبر لینے روانہ ہوئے اور اس تقریب سے چاہ زمزم کا علم قبیلہ جرہم کو ہوا وہ لوگ حضرت ہاجرہ کی اجازت سے اسی جگہ رہ پڑے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے جوان ہونے پر قبیلہ جرہم نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک خوبصورت عورت سے ان کی شادی کر دی حضرت ابراہیم علیہ السلام اکثر وادی میں آکر بیٹے کو دیکھ جایا کرتے تھے یہ بچے ہی تھے کہ اُن کے باپ ابراہیم علیہ السلام نے اُن کو ذبح کرنے کے لئے بحکم خدا اُن کے گلے پر چھری رکھی لیکن حق تعالےٰ نے جنت سے دُنبہ کا فدیہ دے کر اُن کو سلامت رکھا اور ذبیح اللہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ چودہ برس کی عمر تھی کہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں باپ کی اعانت کی اور پہاڑوں سے پتھر لالا کر جمع کئے تیر اندازی میں شہرہ آفاق تھے اور وعدہ کی سچائی میں ضرب المثل ان کی پہلی بی بی چونکہ احسان فراموش اور انبیاء علیہم السلام کی زوجیت میں رہنے کے قابل نہ تھی اس لئے حضرت ابراہیم کی رائے کے مطابق اُن کو طلاق دے دی اور دوسرا نکاح وعلہ بنت مضاض سے ہوا اور بارہ لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی قبائل یمن اور عمالیق کی طرف نبی بنائے گئے اور خدمت رسالت انجام دی بعمر ۱۳۷ سال ۳۵۴۵ ہبوطی میں انتقال فرما کر والدہ ماجدہ کے قریب میزاب اور حجر اسود کے مابین مدفون ہوئے واللہ اعلم بالصواب +

اسحٰق علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے صاحبزادے ہیں حضرت سارہ کے بطن سے ۳۴۲۳ ہبوطی میں بسال تعمیر کعبہ پیدا ہوئے اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر تقریباً ۱۲۰ برس اور حضرت سارہ کی ننانوے برس کی تھی اسحٰق کے معنی ضحاک یعنی خندہ رو ہیں یہ نہایت خوبصورت اور وجیہ پیغمبر تھے نابینا ہو گئے تھے بعمر ۱۸۰ برس ۳۶۰۳ ہبوطی میں وفات پائی اور اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مدفون ہوئے +

یعقوب علیہ السلام۔ بن اسحاق بن ابراہیم ۳۴۸۳ ہبوطی آدی میں بحیات جد امجد حضرت ابراہیم اور جدہ مکرمہ سارہ علیہما السلام پیدا ہوئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی عمر ساٹھ برس کی تھی کہ اُن کی بیوی رفقا بنت بتوئیل کو دو بچوں کا ایک ساتھ حمل رہا یعنی عیص جو پہلے پیدا ہوئے اور اپنے باپ اسحٰق علیہ السلام کی دعا سے نہایت کثیر الاولاد اور شاہان روم و ملوک یونان کے جد امجد بنے اور دوسرے یعقوب علیہ السلام جو باوجود اپنے بھائی عیص سے بڑے ہونے کے خلقی حلم کے سبب عیص کے کچھ دیر بعد پیدا ہوئے اور خلعت نبوت زیب تن فرمایا خوش رو اور بھاری بھرکم پیغمبر تھے دنیا میں سب سے بڑا صدمہ نور نظر اور پیارے بیٹے یوسف علیہ السلام کی ۴۰ سال اور بروایتے ۷۰ سال تک جدائی کا اُٹھایا جس میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے مگر آخر عمر میں یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو سے آنکھیں روشن ہو گئی تھیں۔ اول اپنی خالہ زاد بہن لیّا سے نکاح کیا اور چھ صاحبزادے یعنی یہودہ۔ روبیل۔ شمعون۔ لاوی۔ ریالون۔ یسجر پیدا ہوئے اور لیّا کے انتقال کے بعد اُن کی بہن راحیل سے نکاح کیا اور دو صاحبزادے یعنی یوسف اور بن یامین پیدا ہوئے اور چار صاحبزادہ یعنی دان نجتالی جاد آشر دو باندیوں یعنی زلفا اور بلہہ سے پیدا ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام سے ملنے کے چوبیس برس بعد شہر مصر میں بعمر

ایک سو سینتالیس سال ۳۶۳ سنہ ہوطی میں وفات پائی اور یوسف علیہ السلام نے اُن کو پردادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے پاس دفن کیا واللہ اعلم بالصواب +

یوسف علیہ السلام - بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کے تقریباً ڈھائی سو برس بعد پیدا ہوئے نہایت حسین صورت تھے حسن وجمال کا تہائی حصہ اُن کو عطا ہوا تھا اور باقی دو تہائی میں تمام عالم شریک ہے داہنے رخسار پر ایک سیاہ تل تھا جس نے حُسن وجمال کو دوبالا کر دیا تھا نزاکت کا یہ عالم تھا کہ میوہ یا پھل کھاتے وقت حلق اور سینہ میں پھل کا رنگ تک نظر آتا تھا نورانی چہرے سے نور کی شعاعیں دیوار تک کو روشن بنا دیتی تھیں باپ کو تمام اولاد میں سب سے زیادہ محبت اُن ہی سے تھی اور در اصل یہی بھائیوں کے حسد کا باعث تھا بارہ برس کی عمر میں شب جمعہ کو کہ شب قدر بھی تھی خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج آسمان سے نیچے جھکے اور اُن کے سامنے سجدے میں گر پڑے آخر اپنے والد ماجد سے خواب بیان کی اور یہ تعبیر معلوم ہونے پر کہ گیارہ بھائی اور ماں باپ سب اُن کے مطیع ہوں گے بھائیوں کا حسد زیادہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس وقت جبکہ اُن کی عمر سترہ سال کی تھی بے مات بھائیوں نے گھر سے تین فرسخ کے فاصلہ پر ایک تاریک کوئیں میں لے جا ڈالا اور کرتا خون آلود بنا کر باپ کے سامنے لا رکھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اتفاق سے ایک قافلہ نے وہاں قیام کیا اور بشیر نامی سقہ نے ڈول ڈالا تو اُس کو تھام کر یہ باہر نکل آئے اُس وقت بھائیوں نے اہل قافلہ کے ساتھ بیس یا بائیس درہم کو اپنا بھاگا ہوا غلام ظاہر کر کے بیچ ڈالا سترہ برس کی عمر میں اہل قافلہ نے مصر میں لا کر عزیز مصر یعنی قطفیر کے ہاتھ وزن سونے کے عوض بیچا اور گھر میں رہنے پر زلیخا نے غلبہ محبت سے ناجائز مطلب حاصل کرنا چاہا اسی قصہ میں بارہ یا سترہ برس قید خانہ میں رہے اور پھر عزیز مصر کے انتقال پر اُس کے عہدے پر مامور ہوئے اور اُس وقت عورتوں کی زبان سے عفت کا اقرار کرایا اور زلیخا سے شادی کی پھر بادشاہ مصر کے وفات پانے پر سلطنت مصر پر قابض ہوئے سات برس کے شدید قحط کا انتظام فرمایا اور ساری رعایائے زر خرید غلام بن کر پیٹ پالا پھر سب آزاد کر دیئے گئے اسی تقریب میں اُن کے بھائی کنعان سے غلہ لینے کو آئے اور کئی پھیروں میں باہمی معرفت سے ندامت اور خطا کی معافی کے قصے طے ہوئے آخر کنبہ کو مصر میں بلا بھیجا اور مدت کے بعد باپ سے ملاقات ہوئی بعمر ایکسو بیس برس یا ایک سو دس برس ۷۳۹ سنہ ہوطی میں وفات پائی واللہ اعلم بالصواب +

ایوب علیہ السلام - بن موص بن تارخ بن روم بن عیص بن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام لمبے قد حسین صورت پیغمبر تھے سر مبارک پر عظیم بال گھونگر والے گردن چھوٹی پنڈلیوں اور بازو پر گوشت زیادہ تھا یوسف علیہ السلام کی پوتی یعنی رحمت بنت فراہیم بن یوسف علیہ السلام سے شادی ہوئی ایوب علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد میں تھیں اُنکی بی بی حضرت رحمت جد امجد حضرت یوسف کے حسن کا حصہ لئے ہوئے تھیں بارہ بطن میں چوبیس بچے ہوئے یعنی ہر بطن میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی دنیوی جاہ و اقتدار اور مال ومنال وسعت رزق سے بہرہ یاب تھے پانسو ہل کی کھیتی ہوتی تھی اور پانسو ہی غلام تھے رحم دل بھی ایسے تھے کہ جب تک بھوکوں کا پیٹ نہ بھر لیتے تھے نوالہ نہ توڑتے تھے - یتیموں اور بیوہ عورتوں کی زیادہ خبر گیری کرتے تھے اسی برس کی عمر تھی کہ اللہ پاک کی طرف سے صبر و استقلال کی آزمایش ہوئی تمام اولاد دفعۃً مکان کی چھت سے دب کر مر گئی تمام مویشی اور جانور مرے کے مرے رہ گئے مال منقولہ وغیر منقولہ سب تباہ ہو گیا اور آخر میں خود کی تندرستی بھی جاتی رہی کہ پور پور میں کوڑھ چوا اور لوگوں نے نفرت کر کے شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں لا ڈالا اُس پر بھی زبان سے ہر وقت شکر جاری رہا تو شیطان آیا اور کہنے لگا کہ اے ایوب تم جیسے متمول اور مالدار تندرست وجیہ آدمی کی اب یہ تو حالت ہے کہ سوائے تمہاری بی بی کے اس غربت اور مسکنت اور لاعلاج مرض قابل نفرت میں کوئی تمہارے پاس پھٹکنے کا روادار نہیں پھر اللہ کا شکر کس بات پر ادا کر رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا اللہ کا بیشمار احسان ہے کہ میری زبان صحیح وسالم ہے جس سے اُس کا شکر یہ ادا کر سکتا ہوں اور دل قلب تندرست ہے جس سے اُس کے ذکر میں مشغول رہ سکتا ہوں تین یا سات یا بارہ برس امتحان میں مبتلا رہے اُس کے بعد پھر تندرستی حاصل ہوئی اور پہلے سے زیادہ فارغ البال ہو گئے اور ترانوے برس زندہ رہ کر دنیا سے انتقال کیا +

شعیب علیہ السلام - بن نمیل بن یسحن بن مدین بن ابراہیم خلیل اللہ اُن کا نام شیرون اور لقب خطیب الانبیاء ہے اور حضرت لوط علیہ السلام کے نواسے ہیں کیونکہ اُن کی والدہ کا نام میل بن لوط ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے خسر ہیں کیونکہ اُن کی بڑی صاحبزادی صفورا سے موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا نماز بکثرت پڑھا کرتے تھے دو فرقوں یعنی اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی جانب نبی بنا کر بھیجے گئے تھے مدین اُن کے جد امجد کا نام ہے اور اُن کی اولاد اہل مدین کہلاتی ہے یا مدین کا بنایا ہوا شہر ہے جو بانی کی طرف منسوب ہوا اور وہاں کے باشندے اہل مدین کہلائے یہ لوگ باوجود وسعت و فراخی مذق کے ناپ تول میں دغابازی کرتے اور لوگوں کو چیز کم دیا کرتے تھے حضرت شعیب کے سمجھانے لوگ نہ سمجھے تو ان پر لو کا عذاب نمودار ہوا جس نے بدن جھلس دیئے حضرت شعیب روتے روتے نابینا ہو گئے تھے پھر بینائی اُن کو دی گئی پھر روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں تین بار ایسا ہی ہوا آخر وحی نازل ہوئی کہ اے شعیب تم اتنا کیوں روتے ہو کہ نور بصارت جاتا رہتا ہے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے لقا کے شوق میں روتا ہوں تب ارشاد ہوا کہ مبارک ہو اگر یہ سبب ہے تو زہے نصیب آخر عمر میں بینائی

لوٹ آئی تھی۔ جب اہل مدین اور اصحاب ایکہ ہلاک ہو چکے تو شعیب علیہ السلام مع مسلمانوں کے مکہ میں آرہے اور وہیں ایک سو چالیس برس کی عمر میں وفات پائی واللہ اعلم بالصواب +

موسیٰ علیہ السلام بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب گندم گوں رنگ قد لمبا بال گھونگروالے اور مزاج کے غصیلے تھے افراسیاب کا اہل فارس پر غلبہ اُن ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے جب حضرت یوسف بن یعقوب علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو سلطنت مصر پر قبطی قبضہ کرتے چلے آئے۔ مصر کے بادشاہ کا لقب فرعون ہوتا تھا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب چونکہ اسرائیل تھا جس کے معنی ہیں عبداللہ اس لئے ان کی اولاد جو اپنے بھائی شاہ یوسف مصر کے پاس والدین کے ساتھ کنعان چھوڑ کر مصر میں جا آباد ہوئی تھی اور وہیں رہ پڑی بنی اسرائیل کہلاتی ہے یہ لوگ فرعون مصر کے رعیت بنے رہے اور آخر کار مصر کے تخت پر ولید ابن مصعب بیٹھا اُس کا بھی لقب وہی فرعون ہوا اُس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور تخت پر بیٹھتے ہی اولاد یعقوب یعنی بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرنا شروع کئے جتنے بھی ذلیل کام تھے وہ سب بنی اسرائیل سے لئے جاتے تھے جب اللہ پاک کو اُن مظلوموں پر رحم آیا تو ولادت ابراہیمی سے تقریباً ۴۲۵ برس بعد ۱۳۴۳ھ ہو طی میں موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل کے پنجۂ ظلم و خواری سے چھڑانے کے لئے اپنے بھائی ہارون کی معیت میں نبی بنا کر فرعون کی جانب بھیجے گئے اور بہتیرے قصے جھگڑے اور معاملات گزرنے پر اسی برس کی عمر میں بنی اسرائیل کو مصر سے لے نکلے اور دریائے نیل سے عبور کیا فرعون نے مع اپنے لشکر کے تعاقب کیا اور دریائے نیل کے وسط میں آکر وہ غرق ہو گئے اس کے بعد چالیس سال میدان تیہ میں رہے اور قوم پر جو عمالقہ سے جہاد میں جھجکی تھی اس لق و دق میدان میں محصور رہنے کا عتاب ہوا جس قدر قصے موسیٰ علیہ السلام کے کلام مجید میں مذکور ہیں اس قدر کسی نبی کے بھی مذکور نہیں ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا ان کے بعد ان کے خلفاء حضرت یوشع بن نون و حزقیل و الیاس و الیسع و ذوالکفل و شموئیل نے یکے بعد دیگرے بنی اسرائیل کو سنبھالا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال +

ہارون علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے جوان سے تین برس بڑے قد میں لمبے اور زیادہ خوبصورت اور جسیم نہایت فصیح پیغمبر تھے بلا تکان اور بلا لکنت شستہ تقریر کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کوہ طور پر خلعت رسالت عطا ہوا اور فرعون کی جانب جانے کا حکم ہوا تو اپنی تنہائی اور زبان کی لکنت وغیرہ امور کا خیال کرکے ظاہری اعانت کے لئے اپنے بھائی ہارون کو اپنا وزیر بنائے جانے کی درخواست کی تب ہارون علیہ السلام نبی بنائے گئے اور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہر امر میں شریک رہے میدان تیہ میں بعمر ایک سو بیس برس موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور حیات میں وفات پائی اور سر آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب +

داؤد علیہ السلام بن ایشا بن عوفیذ بن باعر بن سلمون بن نحشون بن عمینوذب بن رام بن حصرون بن فارض بن یہوذا بن یعقوب پست قامت نہایت عابد زاہد چہرہ سرخ سر کے بال سیدھے ریش مبارک طویل جس میں کچھ گھونگریالہ پن تھا خوبصورت نیک سیرت خوش الحان پیغمبر تھے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پانسو برس بعد پیدا ہوئے بچپن میں بانگتی حضرت شموئیل و طالوت بادشاہ کے قوم عمالقہ پر جہاد میں شریک ہوئے اور لحیم شحیم قد آور سلیٹن کافر جالوت کو گوپھیہ میں کنکری پھینک کر قتل کیا اسی تقریب سے بادشاہ ہوئے اور دنیوی و دینی سلطنت سے بہرہ یاب زرہ بناتے اور اپنے کسب کا پیسہ کھاتے تھے شب بیدار تھے ہر تیسرے دن روزہ رکھا کرتے تھے انہیں کے زمانہ میں اہل ایلہ جو خلاف حکم خداوندی ہفتہ کے دن حیلۃً مچھلی کا شکار کیا کرتے تھے بندر کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے اور تین دن میں ہلاک و نابود ہو گئے توریت شریف کے بعد دوسری کتاب آسمانی زبور شریف ان پر نازل ہوئی اور بیت المقدس کی تعمیر شروع کی۔ صبح و شام تسبیح حق تعالےٰ میں مشغول ہوتے تو پہاڑ جوابی بنتے اور طیور اُڑتے اُڑتے ٹھہر جاتے تھے سلطنت ایسے زور کی عطا ہوئی کہ محراب کے گرد شب کو چھتیس ہزار چوکیداروں کا پہرہ رہتا تھا اپنے مرتبہ کے موافق ایک لغزش پر معتوب ہوئے تو چالیس دن تک سجدہ سے سر نہیں اُٹھایا اور اس قدر روئے کہ سر کے گرد گھاس پیدا ہو گئی جس نے منہ چھپا لیا آخر توبہ قبول ہوئی اور اس کے بعد بھی تیس سال تک خطا کو یاد کرکے روتے رہے اور کبھی آنسو نہیں تھما چالیس برس سلطنت کی اور سو برس کی عمر میں ناتمام بیت المقدس کی تعمیر کو پورا کرانے کی وصیت اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو کرکے وفات پائی ننانوے بیبیاں تھیں اور بارہ صاحبزادے واللہ اعلم بالصواب +

سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام آخر ۵۷۵ھ موسوی میں پیدا ہوئے سفیدی مائل رنگ جسیم شحیم جمیل و فہیم نہایت خاشع متواضع پیغمبر تھے صغر سنی میں اپنی فراست کا یہ عالم تھا کہ والد بزرگوار یعنی داؤد علیہ السلام اکثر مقدمات میں ان کا مشورہ لے کر فیصلہ کر دیتے تھے باپ کے انتقال پر تیرہ برس کی عمر میں تخت پر بیٹھے تمام جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے دیو۔ جنات۔ حیوان۔ ہوا سب مطیع تھے جنات تعمیر کرتے کھانے پکاتے اور آدمی کی قوت سے بالاتر جملہ خدمتیں انجام دیا کرتے تھے ہوا تخت کو اُڑا کر شام سے یمن اور یمن سے شام ذرا سی دیر میں لے جاتی اور سینکڑوں سرکش اور بنی آدم کو ستانے والے جنات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید کر گئے ملکہ سبا یعنی بلقیس مجوسیت سے توبہ کرکے ان پر ایمان لائیں اور بی بی بنیں اولاد بھی ہوئی تخت نشینی کے چوتھے برس بیت المقدس کی تعمیر شروع کرائی اور چالیس برس سلطنت کرکے ترپن سال کی عمر میں عصا کے سہارے لگ کر شیشہ کے مکان میں مشغول بذکر حق ہو کر وفات پائی سال بھر کے بعد دیمک نے عصا کو کھا لیا اور عصا ٹوٹ

گیا تو دھم سے زمین پر گر پڑے بیت المقدس کی تعمیر کرنے والے جناب کو اُس وقت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہوا۔ اس میں مصلحت یہ تھی کہ بیت المقدس بدستور اسی اہتمام اور تعجیل کے ساتھ خوبصورتی سے تعمیر ہوتا رہا اور عوام الناس کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ جنوں کو علم غیب نہیں ہوتا مورخین نے لکھا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے تین سو بیبیاں اور ایک ہزار باندیاں تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب +

ذوالکفل علیہ السلام بن ایوب ان کا نام تو بشر ہے مگر لقب ذوالکفل کیونکہ اللہ پاک کو اس امر کا کفیل کر لیا تھا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بہ نسبت دو چند عبادت کروں گا پچھتر برس کی عمر میں وفات پائی اور مزار قصبہ کفل میں ہے بعض مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کا لقب ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ یوشع بن نون کا خطاب ہے اور چند مورخین نے بھی یہی لکھا ہے کہ ایک نبی ہیں جن کا نام ذوالکفل ہے بعض کا قول ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا لقب ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت یسع کا دوسرا نام ہے اور کچھ لوگ اس جانب بھی گئے ہیں کہ یہ نبی نہیں تھے بلکہ حضرت یسع کے خلیفہ تھے اور انہوں نے حضرت یسع علیہ السلام سے اس امر کا عہد کیا تھا کہ دن بھر روزہ رکھوں گا اور علاوہ شب بیداری کے دن کو سو نفل پڑھوں گا تو چونکہ اس محنت شاقہ کے یہ متکفل ہوئے تھے اس لئے ذوالکفل خطاب ہوا واللہ اعلم بالصواب +

یونس علیہ السلام بن متی یہ متی باپ کا نام ہے وفات موسوی کے آٹھ سو برس بعد شہر موصل کے مقام دجلہ کے اس پار قصبہ نینوا کے میں نبی بنا کر بھیجے گئے اور باوجودیکہ اہل نینوی کی فرمائش کے موافق آگ کو پانی میں ڈبو کر سلگتا ہوا باہر نکال کر اور لکڑی کو ایندھن کے بغیر سلگا کر بطور معجزہ کے دکھلا بھی دیا مگر پھر بھی تینتیس ۳۳ برس کی نبوت میں صرف دو آدمی مسلمان ہوئے جب قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو عذاب کی بددعا کی اور تیسرے دن عذاب کے نازل ہونے کی خبر دے کر مع مسلمانوں کے شہر سے باہر چلے گئے جب وعدہ عذاب کے مقررہ دن میں عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو وہ لوگ شہر سے باہر نکل کر توبہ و استغفار کرنے لگے آخر ان کی بیقراری اور بال بچوں کی اور ضعیف عورتوں کی آہ و زاری پر اللہ پاک نے رحم فرمایا اور وہ آیا ہوا عذاب ٹل گیا (یہ دنیا میں ایک ہی واقعہ ہے کہ عذاب اپنے آثار نمودار ہوئے پیچھے رک گیا) تو ندامت کے مارے حضرت یونس علیہ السلام بلا اجازت خداوندی کسی طرف کو نکل کھڑے ہوئے جب کشتی میں سوار ہو گئے تو کشتی بھنور میں چکر کھانے لگی اہل سفینہ میں پل چل پڑی اور یکے بعد دیگرے تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تو ان ہی کا نام نکلا اس پر دن چڑھے چاشت کے وقت دریا میں پھینک دیئے گئے اور مچھلی نے نگل لیا۔ اُس وقت اندھیری رات اور پانی اور مچھلی کے پیٹ کے چند در چند اندھیروں میں خطا پر بہت نادم ہوئے اور گریہ و زاری لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھتے رہے چنانچہ تین یا سات یا چالیس روز کے بعد شام کے وقت مچھلی نے بحکم خدا دریا کے کنارہ اُگل دیا کدو کی بیل کا سر پر سایہ ہوا اور ہرنی نے دودھ پلایا جب بدن میں توت آئی تو اپنی قوم میں واپس آئے یہ لوگ عذاب کے ٹلتے ہی سنبھل گئے اور اپنے روحانی باپ کی تلاش میں لگے ہوئے تھے جب ان کو دیکھا تو پاؤں پکڑ لئے اور عزت کے ساتھ بستی میں لائے کچھ دنوں بعد حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کے ستر عابد و زاہد مسلمانوں کو ساتھ لے کر جبل صہیون جا ٹھہرے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے وہیں وفات پائی مزار میں اختلاف ہے بعض نے لکھا ہے کہ جبل صہیون میں ہی مدفون ہوئے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شہر موصل میں اور بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ کوفہ میں مزار ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ ایک قصبہ ہے حلحول وہاں دفن ہیں +

الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فنحاص بن العزار بن ہارون بن عمران حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی حالت بگڑ گئی اور وہ لوگ توریت شریف کو چھوڑ کر بت پرستی کرنے لگے تو حضرت الیاس علیہ السلام توریت شریف پر عمل کرنے کی تبلیغ کرنے کے لئے باشندگان بعلبک کی جانب جنہوں نے بیس ہاتھ لمبا ایک بت بعل نامی پوجنا شروع کر دیا تھا بھیجے گئے جب وہ ہدایت پر نہ آئے تو متواتر تین سال قحط میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ زمین میں ڈالنے کو بیج تک باقی نہیں رہا اس وقت حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا مانگی اور بارش ہوئی بیج کی جگہ زمین میں نمک ڈالا اور چنے پیدا ہوئے مگر یہ شریر پھر بھی ایمان نہ لائے تو الیاس علیہ السلام نے دعا کی کہ بار الٰہا مجھ کو اس نافرمان گروہ سے الگ کر لے غرض بحکم خدا اپنے شاگرد الیسع علیہ السلام کو ساتھ لے کر شہر سے باہر نکل براق پر سوار ہو آسمان کی جانب اڑے حضرت خضر علیہ السلام کی طرح انہوں نے بھی طویل عمر پائی ہے قیامت تک زندہ رہیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب +

الیسع علیہ السلام بن اخطوب حضرت الیاس علیہ السلام کے شاگرد تھے اور چونکہ اُن کی پیدائش کے وقت اُن کی والدہ ماجدہ کی عمر ڈھل چکی تھی بلکہ بڑھیا ہو گئی تھیں اس لئے ابن العجوز کے نام سے مشہور ہیں جب حضرت الیاس علیہ السلام نے آسمان سے سواری پر اوپر کو اُڑنا شروع کیا تو الیسع علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہے تو انہوں نے اپنی چادر اتار کر ان کی جانب پھینک دی جس سے یہ اشارہ تھا کہ تم میرے خلیفہ بنا لئے گئے اب نیابت امر رسالت کو انجام دو چونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے خلاف کرنیکی سزا میں اس زمانہ کے بادشاہ اجب اور اس کی ظالم بی بی اربیل جس کو اس کی خیانت نے اکثر انبیاء علیہم السلام کے قتل پر آمادہ کیا تھا دونوں برے حال میں قتل کئے گئے یہاں تک کہ ان کی نعشوں کو زمین میں گاڑنے والا بھی کوئی میسر نہ آیا اور اسی طرح سطح پر پڑی ہوئی مردار خوار جانوروں کی غذا بنیں اس لئے ان کے مرے پیچھے حضرت الیسع علیہ السلام کی نبوت کے زمانہ میں عوام الناس کی کچھ حالت سنبھلی اور بہتیرے ان پر ایمان لے آئے۔ آخر الیسع علیہ السلام چار سو برس ان میں رہ کر وفات پا گئے اور قصبہ تستر میں مدفون ہوئے واللہ اعلم +

زکریا علیہ السلام بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذریت میں ہیں ابتدا سے بیت المقدس کی خدمت میں شب و روز مشغول رہا کرتے
تھے جب عمران بن ماثان کی عفت مآب بیٹی مریم علیہا السلام حنہ بنت فاقوذ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور حنہ نے اپنی مانگی ہوئی منت کے موافق
مریم علیہا السلام کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے مجاورین بیت المقدس کے پاس لاکر سپرد کیا تو چونکہ یہ اُن کے امام عمران کی بیٹی تھی اس لئے
اُن کی تربیت کا فخر حاصل کرنے میں ہر شخص نے حرص کی مگر حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا کہ میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ اُن کی خالہ یعنی الیشاع میرے
نکاح میں ہیں اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے مگر لوگوں نے نہ مانا تب باہمی جھگڑے کا آخری فیصلہ قرعہ پر قرار پایا اور ہر ایک نے توریت شریف
لکھنے کے قلم نہروں میں ڈالے تو حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم بہاؤ کے خلاف اونچی طرف چڑھا اور یہ قرعہ نکلنے کی علامت تھی غرض زکریا نے
حضرت مریم کو کچھ سمجھ پیدا ہو جانے پر ایک تنہا حجرے میں رکھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتی تھیں اور ان کی کرامت تھی کہ خلاف موسم
جاڑے کے پھل گرمی میں اور گرمی کے میوے جاڑے میں آتے رہتے تھے جن کو بار بار حضرت زکریا نے بھی دیکھا چونکہ زکریا علیہ السلام کو اپنے بعد
نرینہ اولاد کا چراغ گل دیکھ کر بیت المقدس کی دل خواہ خدمت کرنے کے لڑکے کی خواہش تھی اس لئے قدرت حق کا تماشا دیکھ کر بڑھاپے میں خدا سے
دعا کی کہ مجھے میرا سچا جانشین عطا فرمائے چنانچہ بانوے یا ترانوے اور بروایتے ایک سو بیس برس کی عمر میں ایک ہونہار لڑکے یعنی حضرت یحیٰی علیہ السلام
کے تولد ہونے کا مژدہ ملا کچھ مدت بعد حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے معجزہ کے طور پر بلا باپ کے عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور بعض بد باطن
لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو تہمت لگائی جب یہ افواہ عوام الناس میں پھیلی تو ہزاروں آدمی ان کے بلا وجہ دشمن ہو گئے اور ان کو
قتل کرنا چاہا حضرت زکریا علیہ السلام ان دشمنوں سے اپنے آپ کو چھپانے کی فکر میں تھے کہ جنگل کے ایک درخت نے آواز دی کہ اے نبی اللہ
آؤ میں تمہیں پناہ دوں گا چنانچہ ادھر متوجہ ہوئے اور درخت شق ہوا تو حضرت زکریا علیہ السلام اس میں جا بیٹھے آپ کی چادر کا ایک کونہ درخت سے
نکلا باہر رہ گیا تھا کہ دشمن آپہنچے اور قابو نہ دیکھ کر درخت کو آرہ سے چیر دیا حضرت زکریا علیہ السلام نے ہونٹ کو دانتوں سے دبا لیا اور آرہ سے
جسم مبارک کو دو حصوں میں تقسیم کرکے شربت شہادت پایا زکریا علیہ السلام بعمر ایک سو کچھ برس شربت شہادت نوش فرما کر بیت المقدس
میں قبۃ الصخرا کے نیچے مدفون ہوئے (اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی شہادت آپ کے صاحبزادے حضرت یحیٰی کی حیات میں ہوئی یا مابعد فظاہر ترجیح
آخری قول کو ہے۔ واللہ اعلم بالصواب +

یحیٰی علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام حسین صورت باریک آواز مضبوط اور قوی جسم بال کم دونوں ابرو ملے ہوئے خدا ترس اور نہایت
عابد زاہد پیغمبر تھے اُن سے پہلے اس نام کا کوئی بشر نہیں ہوا صغر سنی میں خلعت نبوت سے سرافراز فرمائے گئے اور گو بڑی چاہ کے بعد باپ کے
بڑھاپے میں پیدا ہوئے تھے مگر والدین کے انتہا سے زیادہ تابعدار تھے خوف خدا میں روتے روتے رخساروں کا گوشت گل کر گر گیا تھا ڈاڑھی
باہر سے نظر آتی تھی گھاس اور پتہ کھاتے جنگل میں پھرا کرتے تھے صرف ایک ہی پیغمبر ہیں جنہوں نے نکاح نہیں کیا ان کے زمانہ نبوت میں توریت
شریف کا یہ حکم کہ اپنی بھتیجی سے بھی نکاح جائز ہے منسوخ ہو گیا حاکم ہیرودوس بادشاہ کی بھتیجی جو نہایت حسینہ تھی اور اکثر اپنی ضرورتیں پوری کرانے
چچا کے پاس آتی جاتی رہتی تھی اپنے چچا ہیرودس پر عاشق ہو کر نکاح کی خواہشمند ہوئی اور چونکہ ہیرودس خود اُس پر گرویدہ تھا اس لئے دونوں
کی رضامندی سے نکاح ہونے کا ارادہ ہوا حضرت یحیٰی علیہ السلام بحکم شریعت ناسخہ اس فعل حرام سے مانع آئے تو اس لڑکی کی ماں کو ناگوار
گذرا اور بیٹی کو کپڑوں اور زیور سے آراستہ کرکے بادشاہ کو شراب پلانے بھیجا کہ جب شراب سے مست ہو کر تجھ پر متوجہ ہو تو کہیو کہ میری ایک آرزو
پوری کر دیجئے اور جب قول و قرار پکا کرلے پیچھے وہ آرزو دریافت کرے تو کہنا یحیٰی علیہ السلام کا سر کٹا ہوا طشت میں رکھ کر منگا دیجئے چنانچہ
اُس لڑکی نے اسی طرح کیا اور ہیرودس نے اُس کے اصرار پر جلادوں کو حکم دے دیا غرض یحیٰی علیہ السلام کا سر مبارک جس وقت کہ وہ محراب
داؤدی میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کٹوا منگایا یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھنے کے تھوڑی ہی مدت بعد پیش آیا عرصہ تک
سر سے خون نہیں بند ہوا اور ہر چند اُس کو دفن کرکے مٹی فصیل تک پہنچا دی مگر خون اُبل اُبل کر زمین کو سرخ بناتا رہا آخر بادشاہ مع تابعین اور
بھاوج اور بھتیجی کے زمین میں دھنسا دیئے گئے اور چند روز بعد بادشاہ بابل خردوس نامی لشکر جرار لے کر چڑھ آیا اور یحیٰی علیہ السلام کا واسطہ
دے کر اس نیت سے کہ قاتلین نبی سے پورا انتقام لوں گا بیت المقدس پر فتح پائی چنانچہ ایک خون کے عوض ستر ہزار جانیں تلف ہو گئیں
تو آپ کا سر مبارک ایک صندوق میں رکھا ہوا تھا ہاتھ لگا جس کو ولید بن عبدالملک نے وہیں دفن کرکے اُس پر علامت کی غرض سے قبہ قائم
کر دیا اور اب تک سبز و زریں غلاف میں چھپا ہوا زیارت گاہ عالم بنا ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب +

عیسیٰ علیہ السلام بن مریم بن عمران حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے دس سال اور بروایتے پندرہ سال کی عمر میں معجزے کے
طور پر بلا باپ کے پیدا ہوئے اور چھ گھنٹہ کی عمر میں کلام فرما کر اپنی ماں کا عفیفہ اور اپنا پیغمبر ہونا قوم سے ظاہر کیا مدت حمل صرف ایک یا تین
ساعتیں اور بروایتے چھ اور نو مہینے تھی میانہ قد سرخ رنگ بال بہ گندمی ہوئے سر سیدھے صاف شفاف گویا نہا کر ابھی حمام سے نکلے
ہیں نہایت عابد زاہد پیغمبر تھے بجز ایک وقت کی خوراک اور بدن کے کپڑوں کے کچھ پاس نہ رکھتے تھے نہ گھر نہ اثاث البیت نہ پاؤں میں
جوتے اور نہ رات گزارنے کی کوئی خاص جگہ جہاں آفتاب غروب ہو گیا وہیں ٹھہر گئے اور تمام شب نماز پڑھ کر صبح کر دی ان کے

زمانہ میں علم طب کا عروج اور افلاطوں جیسے حکیم حاذق موجود تھے اس لئے ان کو لاعلاج امراض کے علاج معجزے کے طور پر مرحمت ہوئے مردے زندہ اور مادرزاد اندھا بینا کھا اور کوڑھی تندرست ہوئے بچپن سے تکلم پر کچھ آدمی ایمان لے آئے اور اکثروں نے اُن کی والدہ کو تہمت لگائی جب ان کی عمر آٹھ روز کی ہوئی تو ختنہ ہوئیں اور اسی روز یسوع نام رکھا گیا چند سال بعد نبوت سے فیض یاب ہوئے۔ بیت المقدس میں وحی نازل ہوئی اور جبرئیل امین نے آسمانی کتاب انجیل شریف لا حوالہ کی اس زمانہ کے بادشاہ یعنی قیصر روم نے خواب میں ایک ستارہ طلوع ہوتے دیکھا جس کی تعبیر سے اس کو معلوم ہو گیا کہ عیسےٰ علیہ السلام پیغمبر کے ظہور کا زمانہ قریب ہے۔ بادشاہ کو عیسیٰ علیہ السلام سے حسد اور عداوت تو اُسی وقت سے ہو گئی مگر جس وقت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُس کی عداوت کا اظہار ہونے لگا اور بادشاہ نے دونوں ماں بیٹوں کے قتل کا منصوبہ پختہ کر لیا تب بی بی مریم کے خالہ زاد بھائی یوسف کو جو مقبول شخص تھے اللہ کا حکم ہوا کہ دونوں ماں بیٹوں کو ملک شام سے مصر میں لے جاؤ ظالم بادشاہ کے مرنے کے بعد پھر اپنے وطن میں آ جانا چنانچہ یوسف اسی روز دونوں کو لے گئے اور بارہ برس محنت مزدوری سے گزارہ کر کے قیصر روم کے مرنے کے بعد پھر ملک شام کے شہر ناصرہ میں آ آباد ہوئے اسی عرصہ میں بارہ آدمی عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے معجزے اور خرق عادات امور دیکھ کر ایمان لا چکے تھے جن کو حواری کہتے ہیں اسی وقت یہودیوں کو اندیشہ ہوا کہ عیسےٰ علیہ السلام جو موسوی شریعت کو منسوخ کہتے ہیں اور نئی شریعت قایم کرنا چاہتے ہیں کہیں غصہ میں بددعا نہ کر بیٹھیں ان کے قتل کے درپے ہو گئے اور ایک آدمی اس مکان کے اندر بھیجا گیا جس میں عیسےٰ مسیح موجود تھے اس وقت حق تعالےٰ نے ان کو تو آسمان پر اٹھا لیا اور بارادہ قتل آنے والے یہودی کو ان کی صورت کے مشابہ بنا دیا جب اس کے پیچھے پیچھے دوسرے آدمی اندر گھسے تو انہوں نے اسی شبیہ عیسےٰ کو پکڑ کر سولی دیدی تینتیس برس کی عمر میں زندہ زمین سے آسمان پر اٹھا لئے گئے اور ان کے بعد حواری اِدھر اُدھر دین مسیحی کی ترویج میں مشغول ہو گئے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام قیامت کے قریب پھر دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور امت محمدیہ میں داخل ہوں گے حاکم عادل بن کر شریعت محمدی کے مطابق مقدمات فیصل کریں گے دجال کو قتل کریں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر کے قتل کا وجوبا حکم نافذ فرمائیں گے اسی وقت نکاح بھی کریں گے اور اولاد بھی ہو گی بیت اللہ کا حج کریں گے اور سات برس زندہ رہ کر چالیس برس کی عمر میں انتقال فرمائیں گے۔

جناب رسول اللہ صلعم بن عبداللہ بن المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصےٰ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان محدثین کے نزدیک نسب نامہ یہیں تک متفق علیہ ہے اور آنحضرت صلعم نے بھی اپنا نسب آگے بیان کرنا منع فرمایا ہے اس لئے ہم نے یہیں تک بیان کیا ماں کی طرف سے نسب نامہ اسی طرح ہے کہ محمد بن آمنہ بنت وہب بن ہاشم بن عبد مناف مگر یہ ہاشم وہ نہیں جو آپ کے سلسلہ نسب میں تیسرے جد ہیں نام کے اتحاد کی وجہ سے اس میں مورخین کو دونوں کے ایک ہی ہونے کا شبہ ہو گیا ہے۔

آنحضرت صلعم کی نانی کا نام اُم حبیبہ بنت اسد ہے آنحضرت صلعم سال عام الفیل میں آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سو تیرہ برس بعد بارھویں ربیع الاول ۴۲ ؁ کسروی مطابق ۱۹ اگست ۵۷۰ء دوشنبہ کے دن بوقت صبح پیدا ہوئے آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں ہیں آپ بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد خواجہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا آپ اپنے ماں باپ یعنی خواجہ عبداللہ اور آمنہ خاتون کے اکلوتے بیٹے تھے آپ نے سات روز اپنی والدہ کا دودھ پیا اور پھر آٹھ روز ثوبیہ مولاۃ ابی لہب کا اور خولہ بنت المنذر کا ایک عورت غیر حلیمہ کا پھر تین اور عورتوں کا جن کا نام عاتکہ تھا اور جب آپ کی عمر شریف کم و بیش ایک ماہ کی تھی اور بنی سعد کی عورتیں موسم پر باُجرت دودھ پلانے کے لئے لڑکوں کو لینے مکہ میں آئیں تو حلیمہ سعدیہ آپ کو لے گئیں اور کچھ کم دو سال دودھ پلایا اور دودھ چھوٹنے پر حلیمہ آپ کو مکہ لائیں مگر آمنہ خاتون سے اجازت لے کر پھر اپنے ساتھ واپس لے گئیں جب عمر شریف چار سال کی ہوئی تو فرشتوں نے سینہ مبارک چاک کیا اور اس میں نور رحمت بھر دیا حلیمہ کے بیٹوں نے جو بکریاں چرانے جنگل میں آئے اور آنحضرت صلعم کو اپنے ساتھ لائے تھے اس واقعہ کو دیکھ کر اپنی ماں سے جا کہا جس سے وہ ڈر گئیں اور آپ کو آپ کی والدہ کے پاس پہنچا دیا جب آپ کی عمر چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ آمنہ آپ کو لے کر اپنے میکے قبیلہ بنی نجار میں مدینہ گئیں اور تقریبًا ایک مہینہ قیام کر کے مکہ واپس آتی تھیں کہ راستہ میں ابوا مقام پر انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئیں اُس وقت آپ کی حفاظت خواجہ عبداللہ کی لونڈی ام ایمن کے متعلق ہوئی جو آپ کو ترکہ پدری میں ملی تھی اور عرصہ تک آپ کے وصال کے بعد بھی زندہ رہیں۔

والدین کے انتقال کے پیچھے آپ کے دادہ خواجہ عبدالمطلب نے آپ کی کفالت کی اور دو سال دو ماہ دس دن گزرنے پر جبکہ آپ کو نواں سال تھا عبدالمطلب نے آپ کا ہاتھ آپ کے چچا ابوطالب کے ہاتھ میں دے کر بعمر ایک سو بیس برس انتقال کیا ابوطالب نے آپ کی وصیت کو ملحوظ رکھ کر بھتیجے کی کفالت کا حق پورا ادا کیا جب آپ کو تیرھواں سال شروع ہوا تو ابوطالب کی ہمراہی میں آپ نے ملک شام کا سفر کیا اور راہ میں بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی جو گرجا میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ ابر آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے اور درختوں کی ٹہنیاں آپ پر جھکی پڑتی ہیں بحیرہ نے تمام قافلہ کی دعوت کی اور حضرت کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی اور ابوطالب سے آپ کے کل حالات بھی دریافت کئے اس کے بعد نبی آخر الزمان ہونے سے ابوطالب کو مطلع کیا اور نصیحت کی کہ ان کو لے کر ملک شام میں نہ جاؤ کیونکہ یہودی دیکھ پائیں گے تو بری طرح پیش آئیں گے چنانچہ ابوطالب وہیں اپنا مال تجارت اونے پونے بیچ کر مکہ واپس ہو گئے۔

جب آپ کی عمر شریف پچیس سال کی تھی تو آپ نے خدیجۃ الکبریٰ کی طرف سے جو ایک مالدار شریف زادی تھیں انہیں کے غلام میسرہ کی ہمراہی میں تجارتی مال کے ساتھ لے کر دوبارہ ملک شام کا سفر کیا اور اس مرتبہ بحیرہ کے جانشین نسطورا راہب سے ملاقات ہوئی اور اس نے بھی وہی کیا اور کہا جو بحیرہ نے کیا اور کہا تھا ❊

تجارتی مال میں آپ دو چند نفع پیدا کر کے واپسی سے دوپہر کے وقت مکہ کے اندر داخل ہوئے تو خدیجہ نے جو اپنے بالاخانہ پر بیٹھی ہوئی تھیں آپ کی نورانی صورت دیکھی اور میسرہ سے حالات سفر اور کرامتیں سُنیں چونکہ خدیجۃ الکبریٰ ایک خواب دیکھ چکی تھیں جس کی تعبیر علمائے نصاریٰ سے یہ معلوم ہوئی تھی کہ پیغمبر آخر الزمان زوجیت و نکاح میں آئیں گی اس لئے اس کا اس وقت موقع آ جانے کا خیال پیدا ہوا اور گو چالیس برس کی ہو گئی تھیں مگر حسن و مناسبت اعضا کے سبب جوان معلوم ہوتی تھیں پس ابو طالب کے پاس آپ سے نکاح کا پیغام بھیجا ❊

چونکہ قوم و ملک اور اخلاق و اوصاف میں ہر طرح قابل اطمینان تھیں اس لئے ابو طالب کو بھی انکار نہ ہوا اور اسی سال چار سو درہم مہر پر حضرت کا نکاح خدیجہ سے ہو گیا انہیں کے بطن سے آپ کے دو صاحبزادے یعنی عبداللہ جن کا لقب طیب و طاہر ہے اور قاسم اور چار صاحبزادیاں یعنی زینب جو ابو العاص کے نکاح میں آئیں اور رقیہ و اُم الکلثوم جو ابولہب کے بیٹوں عتبہ و عتیبہ کے نکاح سے علیحدہ ہو کر یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اور فاطمہ زہرا جو حضرت علی کے نکاح میں آئیں تولد ہوئیں آپ کے اس اولاد کے علاوہ صرف ایک صاحبزادے ابراہیم اور تھے جو آپ کی لونڈی ماریہ قبطیہ کے پیٹ سے تھے اور تینوں صاحبزادے طفولیت ہی میں انتقال کر چکے تھے جب آپ کی عمر شریف پینتیس سال کی ہوئی تو اہل مکہ کو بیت اللہ کی چھوٹی چھوٹی دیواروں کے اونچا کرنے کا خیال ہوا اور اتفاق سے انہیں دنوں چونکہ جدہ کے کنارے کسی جہاز کے ٹوٹ کر تباہ ہو جانے سے لکڑی اور لوہے کا سامان مفت ہاتھ لگ گیا تھا اس لئے کعبہ کو شہید کرنے کے بعد دوبارہ تعمیر کرنا شروع کر دیا جس میں حضرت بھی شریک تھے اور جب حجر اسود کے اپنی جگہ رکھنے کا وقت آیا تو قبائل مکہ میں پھوٹ پڑ گئی کیونکہ ہر شخص اس کا خواہشمند تھا کہ حجر اسود میرے ہاتھوں اپنی جگہ رکھا جائے اس وقت یوں مصالحت ہوئی کہ صبح ہونے سے سب سے پہلے جو شخص بیت اللہ کی طرف ہو کر گزرے اُن کو منصف بنایا جائے کہ جس کو وہ کہے وہی حجر اسود اس کی جگہ رکھ دے چنانچہ سب اس پر راضی ہو گئے اور چونکہ اس جانب سب سے پہلے گزرنے والے شخص حضرت ہی تھے اور آپ اپنی سچائی و امانت داری کا سکہ بچپن ہی میں جما چکے تھے اس لئے سب نے بطیب خاطر آپ کا سرپنچ ہونا منظور کیا آپ نے منصف بن کر اس طرح فیصلہ کیا کہ ایک بڑی چادر بچھا کر اس میں حجر اسود کو رکھ لیا جائے اور اس چادر کو ہر قبیلہ کا آدمی سردار تھامے یوں وہ چادر تمام قبائل مکہ کے سرداروں کے ہاتھوں اپنی جگہ پہنچی اور پھر جگہ پہنچ کر حضرت نے خود حجر اسود کو نکال کر اس جگہ رکھ دیا چونکہ سردار کا اس عزت سے مشرف ہونا ساری قوم ہی کا مشرف ہونا تھا لہٰذا گویا چند قبائل نے اپنی خواہش پوری کر لی ❊

جب چالیسواں سال شروع ہوا تو سچی خوابیں نظر آنے لگیں اور چھ مہینے تک یہ عالم رہا کہ جو کچھ آپ شب کو دیکھتے صبح کو بجنسہٖ اس کا ظہور ہوتا آپ خلوت نشینی کے خوگر پہلے ہی سے ہو چکے تھے بارہا کھانے پینے کا تھوڑا بہت سامان لے کر کسی پہاڑ کی کھوہ میں تنہا بیٹھ کر قلبی ذکر اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے چالیس برس کا سن شریف ہونے پر جبکہ آپ حرا کے پہاڑ کے غار میں خلوت گزین تھے تو آپ کو خلعت رسالت پہنایا گیا اور جبرائیل امین نے اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم ریشمی کپڑے پر لکھا ہوا سامنے کیا اور کہا کہ پڑھو آپ چونکہ بالکل پڑھے نہ تھے اس لئے فرمایا کہ میں تو پڑھنا نہیں جانتا جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو خوب بھینچا اور چھوڑ کر پھر یہی کہا کہ پڑھو آپ نے پھر وہی جواب دیا ❊

غرض تین بار ایسا ہوئے پر وحی ربانی آپ کے ذہن نشین ہوئی اور اس موقع پر جبرئیل امین نے آپ کو وضو کرایا نماز سکھائی اور غائب ہو گئے اس کے بعد جو کچھ واقعات پیش آئے اُن کی تفصیل بہت طویل ہے ❊

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بچپن ہی سے نہایت خدا ترس رحیم شجاع متین باحیا امین خندہ پیشانی راست گو خلیق انتہا درجہ کے حسین اور خوبصورت تھے ❊

آپ کا روئے مبارک چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن اور آپ کا پسینہ عطر سے زیادہ خوشبودار ہی دلہنوں کے عروسی لباس بسانے کے لئے جمع کیا جاتا تھا اور با احتیاط رکھا جاتا تھا آپ میانہ قد مستوی القامہ بزرگ اور سرگیں چشم دراز مژگاں کمان ابرو کشادہ پیشانی جس میں نور چمکتا تھا بزرگ سر ہموار بینی فراخ فم دنداں مبارک کشادہ چمکتے ہوئے موتی کشادہ لب۔ آب دہن شفا بیماراں تبسم کناں خوش الحان فصیح بلیغ۔ جامع الکلم ریش مبارک گنجان نیچے چھوٹے ہوئے بال نرم جبین گھنگریالے گردن مبارک چکدار گویا چاندی کی صراحی فراخ صدر شکم و سینہ ہموار اور سینہ کے بالائی حصہ سے ناف تک شق الصدر کی علامت ایک پتلی سی دھاری نمودار بائیں شانہ کے غضروف کے قریب مہر نبوت جس پر کچھ بال مجتمع تھے اور وصال کے وقت غائب ہو گئے تھے ہتیلی فراخ اور ریشم سے زیادہ نرم و سرد پنڈلی صاف چکدار اور لطیف جن پر گوشت کم تلوا کچھ زمین سے ابھرا ہوا ایڑی ہلکی پائے مبارک چکنے اور بلند نہایت عقیل اور کریم النفس سخی اور بہادر ترک متواضع عادل اور صابر و عفت مآب اور شاکر جمیع اوصاف حمیدہ سے متصف اور تمام خصائل رذیلہ سے متنفر عابد زاہد پیغمبر تمام عالم کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے آپ سید الرسل اور افضل الانبیا ہیں آپ

خاتم النبیین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین ہیں سنہ۱۰ نبوی میں آپ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور اس حادثہ کے تین یا چار یا پانچ روز بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بعمر پینسٹھ سال ماہ رمضان المبارک میں وفات پا گئیں اس سال کا نام عام الحزن یعنی غم کا برس ہے جب سن شریف اکیاون برس آٹھ مہینہ بیس روز کا ہوا تو آپ کو معراج ہوئی اور ایک آن میں بحالت بیداری تمام آسمانوں اور عالم علوی کے عجائبات کی سیر کرائی گئی۔ کفار مکہ کی ایذا رسانی کے سبب آپ کو بتاریخ آٹھویں ربیع الاول سنہ۱۴ نبوی یوم دوشنبہ مکہ چھوڑ کر مدینہ آنا پڑا اور اس ہجرت کے وقت آپ کی عمر شریف ترپن سال اور نبی ہوئے تیرہ برس ہوئے تھے اسی سال سے مسلمانوں کا ہجری سنہ شروع ہوا۔ آپ کو بحکم پروردگار کئی مرتبہ کافروں پر جہاد کرنے کا اتفاق ہوا سب سے آخری وحی قرآن مجید کی آیت شریفہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون ہے اس کے نزول کے گیارہ روز بروایتے سترہ روز بعد آپ کے بعمر ترسیٹھ سال بارہ ربیع الاول سنہ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو بوقت صبح بی بی عائشہؓ کے حجرہ میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ چھوڑے اور آپ کے وصال کے وقت۔ آپ کی گیارہ ازواج مطہرات میں سے نو بیبیاں اُم المومنین بی بی سودہ بنت زمعہ اُم المومنین عائشہ صدیقہ بنت ابو بکرؓ اُم المومنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروق ام المومنین اُم سلمہ یعنی ہند بنت ابی امیہ اُم المومنین زینب بنت جحش اُم المومنین میمونہ بنت الحارث موجود تھیں اور دو بیبیاں یعنی اُم المومنین خدیجہ بنت خویلد سنہ۱۰ نبوی میں ماہ رمضان اور اُم المومنین زینب بنت خزیمہ بن حارث سنہ۳ ہجری میں ماہ ربیع الاول آپ کی حیات میں انتقال فرما چکی تھیں۔ وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ صفیہ محمد وآلہ وصحبہ۔ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین +

غزوات وسرّیات

غزوہ ابواء۔ تشریف آوری مدینہ کے بعد جب صفر کا مہینہ آیا اس وقت آپ بحکم الٰہی جہاد پر کمر بستہ ہو کر دو سو اصحاب کو اپنے ہمراہ لے کر قریش و بنو حمزہ پر حملہ کرنے کو نکلے اور مدینہ میں سعد ابن عبادہؓ کو اپنا نائب مقرر فرما گئے جس وقت آپ وَدّان وابواء میں پہنچے قریش تو نہ ملے البتہ مخشی ابن عمرو سردار بنو حمزہ سے مٹ بھیڑ ہو گئی آپ نے اس سے اس کی قوم کی طرف سے عہد دینے کو فرمایا اس نے اپنے عہد وا قرار کیا اور آپ واپس ہو کر مدینہ آئے لڑائی نہیں ہوئی۔ یہ پہلا غزوہ تھا۔ اس غزوہ میں اسلامی جھنڈا حمزہؓ کے ہاتھ میں تھا +

غزوہ بواط۔ پھر آپ کو یہ معلوم ہو کہ قریش کا قافلہ ڈھائی ہزار کے قریب جس میں اُمیہ بن خلف اور سو آدمی قریش کے ہیں مکہ کی طرف جا رہا ہے لہذا آنحضرت صلعم نے اُن کے روکنے کو ماہ ربیع الثانی میں مدینہ سے خروج فرمایا اور سعد بن معاذ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا یا مقام بواط تک پہنچ گئے آپ کے پہنچنے سے پہلے قریش کا قافلہ نکل گیا تھا اس وجہ سے آپ واپس مدینہ ہوئے +

غزوہ عشیرہ۔ ماہ جمادی الاولیٰ میں پھر آپ قریش پر غزا کرنے کو نکلے اور مدینہ میں ابو سلمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا مدینہ سے آپ نکل کر معمولی راستے کو ایک طرف چھوڑ کر روانہ ہوئے تا آنکہ اس راستہ کو بطن ینبع سے گزر کر صخیرات یمام میں عشیرہ پر پایا اور وہاں بقیہ جمادی الاولیٰ اور چند راتیں جمادی الثانی تک مقیم رہے اس مرتبہ آپ نے بنو مدلج سے عہد و پیمان لیا اور بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی +

بدر اولیٰ۔ غزوہ عشیرہ کے بعد آنحضرت نے تقریباً دس راتیں قیام فرمایا ہو گا کہ کرز بن جابر فہری نے مضافات مدینہ پر شب خون مارا آپ اس خبر کو سنتے ہی مدینہ سے اس کے تعاقب میں نکلے حتیٰ کہ اطراف بدر یعنی (مقام سفوان) میں پہنچے چونکہ اس مقام پر آپ کے پہنچنے سے پہلے کرز بن جابر یہاں سے کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی +

تحویل قبلہ۔ تحویل قبلہ شعبان کے نصف مہینہ میں ہوا ہے۔ اس سے پیشتر آنحضرت صلعم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے بعضے کہتے ہیں کہ آیہ تحویل قبلہ حالت نماز میں نازل ہوئی تھی جبکہ آپ دو رکعتیں پڑھ چکے تھے تیسری رکعت میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کعبہ کی طرف پھر گئے +

غزوہ بدر کبریٰ۔ شروع ماہ رمضان میں آنحضرت کو یہ خبر پہنچی کہ قریش کا قافلہ شام سے مکہ کو آ رہا ہے تجارتی مال واسباب سے بھرا ہوا ہے اُس کے ساتھ تیس یا چالیس خاص قریش کے ہیں جن کا سردار ابو سفیان ہے آپ نے مہاجرین وانصار کو جمع کر کے اس قافلہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا چونکہ آپ کو جدال وقتال کا ظن غالب نہ تھا اس وجہ سے روانگی کے وقت کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا اتفاق سے یہ خبر رفتہ رفتہ ابو سفیان کو پہنچ گئی اس نے مسلمانوں سے ڈر کر ضمضم کو اُجرت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ محمد کی وجہ سے معرض زوال میں ہے دوڑو اور اپنے قافلہ کو بچاؤ چنانچہ اہل مکہ یہ سنتے ہی نکل کھڑے ہوئے از انجملہ ابو لہب بھی تھا رمضان کی آٹھ تاریخوں کے بعد رسول اللہ مدینہ سے روانہ ہوئے عمرو بن ام مکتوم کو بجائے اپنے نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے صحابہ رض کے ساتھ اس معرکہ میں صرف ستر اونٹ تھے جن پر باری باری سوار ہوتے تھے صحابہ رض کی تعداد تین سو بارہ تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کی پشت سے نکل کر ذی الحلیفہ کی طرف گئے صخیرات یمام تک پہنچ کر بیر روحا کی طرف جھکے پھر معمول ومشہور راستہ کو چھوڑ کر صفراء میں پہنچے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے آنحضرت نے بسیس ابن عمر کو بدر کی طرف ابو سفیان کے تجسس حال کے لئے روانہ کر دیا اور خود معہ اپنے ہمراہیوں کے صفراء کے دائیں جانب سے وادی ذفران میں پہنچے اس مقام پر آپ کو مکہ سے قریش کے نکلنے

ف جن لڑائیوں میں خود حضور صلعم بنفس نفیس شریک ہوئے وہ غزوات کہلاتے ہیں اور جن میں خود شریک نہیں ہوئے بلکہ صحابی کو سردار بنایا وہ سریہ کہلاتے ہیں علامنہ

کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے مہاجرین و انصار کو جمع کرکے مشورہ کیا پہلے مہاجرین نے نہایت خوبصورتی سے بسر و چشم ہر حکم کے بجا لانے کو عرض کیا بعد اُسکے آپ نے انصار کی طرف رُخ کیا ان میں سے سعد ابن معاذ نے نکل کر عرض کیا اے رسول اللہ ہم نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی ہے اگر آپ دریا میں ڈوبنے کا حکم فرمائیں گے تو ہم کو انکار نہ ہوگا ہم بنی اسرائیل کی طرح سے نہ ہوں گے جنہوں نے دشمن کے وقت موسیٰ علیہ السلام کو اکیلا چھوڑا آنحضرت یہ سُن کر خوش ہوگئے اور یہ فرمایا کہ تم لوگوں کو بشارت ہو اللہ جل شانہ نے مجھ سے فتح کا وعدہ فرمایا ہے بعد ازاں اس مقام سے روانہ ہوئے قریب بدر پہنچ کر علی بن ابی طالبؓ اور زبیرؓ و سعدؓ کو چند آدمیوں کے ہمراہ بغرض تجسس احوال روانہ فرمایا اتفاق سے قریش کے دو کم سن لڑکے ان لوگوں کے ہاتھ آگئے یہ لوگ ان کو پکڑ لائے آنحضرت صلعم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے استفسار پر ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ ہم قریش کے سقے ہیں اُنکے کہنے کو سچ نہ جان کر مارنا شروع کیا اس اُمید سے کہ شاید مار پیٹ کے خوف سے ابو سفیان کے حالات بتلادیں دو چار ہاتھ مار کھانے کے بعد اُن دونوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم قریش کے قافلہ والوں میں سے ہیں اس اثنا میں آنحضرت نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو کر ان لوگوں کو مارنے سے منع فرمایا اور لڑکوں سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے بتلادو گے کہ قریش کی فوج کہاں ہے۔ لڑکوں نے جواب دیا کہ اس ٹیلہ کے اُس طرف ہے ایک روز دس اونٹ دوسرے روز نو اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے ۔

ابو سفیان آنحضرتؐ کی نقل و حرکت کی جستجو میں آیا اور مجدی سے کہا ھل احسست احدًا (کیا تو نے کسی کو آتے جاتے دیکھا) مجدی نے کہا دو سوار اس ٹیلہ کی طرف سے آئے اور اونٹوں کو بٹھا کر پانی پلایا اور چلے گئے ابو سفیان یہ سنتے ہی اس مقام پر آیا اور ایک مینگنی اُٹھا کر توڑ کر کہنے لگا واللہ یہ یثرب والے تھے اس کے بعد اس نے اونٹوں کے نشان قدم سے اُن کے جانے کا سُراغ لیا اور نہایت تیزی سے لوٹ کر قافلہ کو براہ ساحل لے چلا اتنے میں اہل مکہ بھی آگئے اُن سے اُس نے خوش ہو کر کہا چلو واپس چلو ہمارا قافلہ صحیح و سالم بچ آیا ابو جہل نے کہا واللہ جب تک ہم بدر تک نہیں پہنچیں گے اور تین دن وہاں ٹھہر کر کھا پی کر مزے نہ اُڑالیں گے ہرگز ہرگز واپس نہ ہوں گے۔ قریش سے پہلے آنحضرتؐ نے بدر پر پہنچ کر ایک چھوٹے سے کنوئیں پر قیام فرمایا جناب نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہ نے ایسی منزل پر پہنچایا ہے کہ اگر لڑائی کا قصد ہے تو ہرگز اس مقام کو نہ چھوڑیے ہم آپ کے لیے کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے ایک مکان بنائے دیتے ہیں اور ایک حوض کھود کر پانی سے بھرے لیتے ہیں تاکہ اثنائے جنگ میں پانی کھینچنے اور لانے سے بے فکر رہیں آپ نے یہ تدبیر پسند فرمائی اصحاب نے تھوڑی دیر میں ایک حوض کھود کر پانی بھر لیا اور مشکیزوں کو بھی بھر کے اور کنوئیں پر قبضہ کر لیا۔ جب قریش کا گروہ آیا اور اس کے قریب ٹھہرا تو انہوں نے عمیر کو مسلمانوں کے دیکھنے کو بھیجا عمیر لشکر اسلام کے ارد گرد پھر کر واپس گیا اور مشرکین مکہ سے بیان کیا کہ اصحاب محمد صلعم تین سو بارہ ہیں از انجملہ دو شخص زبیرؓ و مقدادؓ سوار ہیں حکیم خزام و عتبہ بن ربیعہ نے مسلمانوں کو قلیل المقدار سمجھ کر معہ قریش کے بلا جنگ لوٹنے کا قصد کیا لیکن ابو جہل نے اس رائے سے اختلاف کیا اور مشرکین مکہ نے ابو جہل کی موافقت کی دونوں گروہ آمادہ جنگ ہوگئے آنحضرتؐ صفوف لشکر اسلام درست مرتب کرکے اپنے فرودگاہ پر صرف ابو بکرؓ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے واپس ہوئے اور اللہ جل شانہ سے دعا کرنے لگے اے اللہ اگر تو اس گروہ کو ہلاک کردے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ کی جائے گی اے اللہ تو ہم کو دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے ابو بکرؓ آمین ثم آمین کہتے جاتے اور کسی وقت انہیں کلمات کو دُہرا دیتے تھے اور سعد ابن معاذ دروازہ مکان پر انصارؓ کے دو چار نوجوانوں کو لئے ہوئے حفاظت کر رہے تھے آنحضرتؐ دعا مانگتے مانگتے تھوڑی دیر کے لئے خاموش سے ہوگئے پھر دفعۃً فرمایا ابشر یا ابا بکر فقد اتی نصر اللہ اے ابو بکرؓ خوش ہو جاؤ بے شک اللہ کی مدد آگئی بعد اس کے آپ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو لڑائی کی ترغیب دی اور ایک مٹھی کنکریوں کی اُٹھا کر شاھت الوجوہ پڑھ کر مشرکین کی طرف پھینک دی مشرکین کے گروہ سے عتبہ اور شیبہ اور ولید نکل کر میدان میں آئے اور للکار کر اپنے مقابل لڑنے والوں کو طلب کیا اس طرف سے عبیدہؓ اور حمزہؓ اور علیؓ نکلے حمزہؓ نے اپنے مقابل شیبہ کو اور علیؓ نے ولید کو ایک ہی وار سے قتل کیا اور عتبہ نے عبیدہ پر وار کیا جس سے ان کے پاؤں کٹ گئے اتنے میں حمزہؓ اور علیؓ عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو بھی قتل کر ڈالا اس کے بعد قوم نے مجموعی حالت سے حملہ کیا مشرکین کو ہزیمت ہوئی اس لڑائی میں مشرکین میں سے ستر آدمی مارے گئے ان کے مشاہیر مکہ عتبہ، شیبہ، ولید، حنظلہ، عبیدہ، عاصی، حرص، طعیمہ، زمعہ، عقیل، نوفل، ابو جہل (اس کو معاذ و معوذ پسران عفرا نے بالاشتراک قتل کیا تھا اور عبد اللہ ابن مسعود نے اس کا سر کاٹا تھا جس وقت اس میں تھوڑا سا دم باقی تھا) اور بہت سے قید ہوگئے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس معرکہ میں مہاجرین سے چھ صحابی عبیدہ و عمیر و ذو الشمالین و صفوان و مہجع خادم عمرو بن خطاب و عاقل اور انصار سے آٹھ صحابی سعد بن خیثمہ و مبشر و یزید و عمیر و رافع و حارثہ و عوف و معوذ پسران عفرا جملہ چودہ صحابی شہید ہوئے لڑائی ختم ہونے کے بعد آنحضرت صلعم نے مشرکین کو ایک کنوئیں میں ڈال مٹی ڈلوا دی اور شہدا صحابہ کو علیحدہ دفن کرا دیا مال غنیمت کو عبد اللہ ابن کعب کے سپرد کیا بوقت مراجعت جس وقت صفرا میں پہنچے مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور نضر اور عتبہ کی گردن مارنے کا حکم دیا یہ دونوں بھی قیدیاں بدر کے ساتھ قید ہو کر آئے تھے اور آنحضرتؐ سے دشمنی رکھتے تھے الغرض آنحضرت صلعم اور صحابی معہ قیدیوں و مال غنیمت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ میں پہنچ گئے ۔

غزوہ کدر۔ بعد مراجعت واقعہ بدر آنحضرت صلعم تک یہ خبر پہنچی کہ غطفان اسلام کی مخالفت پر کدر پر مجتمع ہو رہے ہیں اس وجہ سے مراجعت کی سات راتوں کے بعد مدینہ سے بقصد جنگ بنو سلیم نکلے اور مدینہ میں بجائے اپنے سباعؓ کو مقرر فرما گئے دا اس سے پہلے کہ آپ کدر تک پہنچیں دشمنان اسلام آپکی

تشریف آوری کی خبر سُنکر منتشر ہوگئے تھے تین روز تک آپ وہیں مقیم رہ کر بلا قتال واپس آئے، ماہ ذی الحجہ تک آپ مدینہ میں مقیم رہے اسی اثنا میں قیدیان بدر سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا +

غزوہ سویق - جس وقت بدر میں کچھ مارے گئے اور کچھ مسلمانوں کی قید میں آگئے اس وقت ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ میں مدینہ پر حملہ ضرور کروں گا اس وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں دو سو سواروں کی جمعیت سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق سے اطراف مدینہ میں ایک کھجور کے باغ میں دو شخصوں کو جو اپنے کاشتکاری کے کاموں میں مصروف تھے قتل کر کے واپس ہوا۔ آنحضرت صلعم کو ابوسفیان کا یہ فعل شاق گزرا آپ نے کدر تک ابوسفیان کا تعاقب کیا مگر وہ وہاں سے چلدئے تھے اور روانگی کے وقت اپنے زادراہ سے سویق (ستو) کو چھوڑ گئے مسلمانوں نے اس کو لے لیا اسی اعتبار سے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق رکھا گیا +

غزوہ ذی امر و بحران - غزوہ سویق سے واپس آ کر بقیہ ذی الحجہ کو آپ نے مدینہ میں گزارا ماہ محرم ۳ھ میں پھر غطفان پر چڑھائی کی اس مرتبہ مدینہ میں عثمان رضی اللہ بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرما گئے تھے ماہ صفر تک نجد میں ٹھہرے رہے جب مشرکین میں سے کوئی متنفس برسر مقابل نہ آیا تب آپ مدینہ کو واپس ہوئے پھر اواخر ماہ ربیع الاول میں بخیال قریش مدینہ سے روانہ ہوئے اور بجائے اپنے ابن ام مکتومؓ کو چھوڑ گئے بحران تک بڑھ گئے جمادی الثانی تک وہیں مقیم رہے لیکن کفار قریش میں سے کوئی آدمی مقابلہ پر نہ آیا اس وجہ سے اس مرتبہ بھی بلا جنگ واپس تشریف لائے +

قتل کعب - کعب بن اشرف ایک یہودی تھا اس کی ماں یہود بنو نضیر سے تھی جس وقت سے آپ مدینہ میں تشریف لائے اسی وقت سے اس کو ایک ذاتی خصومت تھی لیکن واقعہ بدر کے بعد سے یہ آنحضرتؐ کے نقصان دہ کوسے ہی جلا جاتا تھا چنانچہ زید بن حارثہ جب مدینہ میں فتح بدر کی خوشخبری لیکر آئے اور اس نے بھی سُنا تو بے ساختہ یہ کہہ اٹھا تجھ پر تف کیا یہ سچ ہے اور یہ اشراف عرب اور ملوک الناس ہیں اور اگر محمدؐ نے ان لوگوں کو درحقیقت قتل کیا ہے تو بطن زمین بہتر ہے اس کی پشت سے جب اس کو اس واقعہ کا یقین ہوگیا تو وہ مکہ چلا آیا مطلب ابن ابی وداعہ سہمی کے پاس اترا اور لوگوں کو آنحضرت صلعم کی مخالفت پر ابھارنے لگا اشعار پڑھتا اور مقتولین مشرکین بدر پر روتا تھا بعد چند دنوں کے مدینہ کو لوٹ آیا آنحضرت صلعم کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا آپ نے فرمایا من یقتل کعب بن اشرف "کون شخص ہے جو کعب بن اشرف کو مارے گا" محمد ابن مسلمہ و ملکان ابن سلامہ و عباد بن بشر و حرث بن بشر و ابوعبث ابن جبیر نے عرض کیا ہم لوگ اس کو ماریں گے آپ نے اجازت دی اور اُن کے حق میں دعا خیر کی ان میں ملکان بن سلامہ پہلے اس کے پاس گئے اور باجازت آنحضرت آپ نے انحراف و بیزاری ظاہر کر کے اپنی تنگی معیشت کی شکایت کی اور یہ کہا کہ تم ہم کو اور ہمارے ساتھیوں کو کھلاؤ اور ان کے ہاتھ غلہ کھانا فروخت کرو تمہارے اطمینان کے لئے بعوض اس کے تا ادائے قیمت اپنے سلاح حرب تمہارے پاس رہن کئے دیتے ہیں کعب بن اشرف اس امر پر راضی ہوگیا ملکان بن سلامہ نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ چاندنی رات ہے تم ہمارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے اور تمہارے مکان سے باہر اسی ٹیلہ پر ہمارے اور احباب ہیں ان سے بھی باتیں کر لیتے کعب بن اشرف یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ چلا اپنے مکان سے کچھ زیادہ دور نہ گیا ہوگا کہ محمد بن مسلمہ وغیرہم بھی آملے آپس میں ادھر اُدھر کی باتیں کرتے جا رہے تھے اور کعب بن اشرف مسلمانوں کی عورتوں کی ہجو اور ان کے تذکرہ عشق و حسن کے کرتا جا رہا تھا اسی اثنا میں محمد بن مسلمہ نے موقعہ دیکھ کر ایک وار کر دیا ان کے ہاتھ کے چھوٹتے ہی اور لوگوں نے بھی تلوار چلائیں کعب بن اشرف ایک چیخ مار کر مر گیا اس کے اردگرد کے اہل قلعہ نے سنتے ہی آگ روشن کر دی لیکن یہ لوگ دوسرے راستے سے بچ کر نکل آئے تھوڑی دور چلکر بانتظار حرث عریض میں ٹھہرے جب یہ آگئے تو پچھلی شب میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فارغ ہوئے ان لوگوں نے کعب بن اشرف کے مارے جانے کی اطلاع دی اس واقعہ میں حرث آپس ہی کی تلوار سے جس وقت کعب کو مار رہے تھے زخمی ہوگئے تھے اسی وجہ سے وہ تیزی سے نہ چل سکتے تھے اور ان کا ساتھی ان کا انتظار کرتے ہوئے چلتے تھے آنحضرت صلعم نے اُن کے زخم پر اپنا لب لگا دیا جس سے اچھا ہوگیا یہودیوں پر اس واقعہ سے بہت بڑا خوف طاری ہوگیا۔ ہر یہودی مسلمانوں سے ڈرنے لگا اسی زمانہ میں حویصہ بن مسعود مسلمان ہوگئے اور اس سے پہلے ان کے بھائی محیصہ بعض یہود کے قتل کی وجہ سے اسلام لا چکے تھے +

غزوہ بنو قینقاع - فتح و مراجعت بدر کے بعد ایک روز آنحضرت صلعم بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو سمجھانے لگے اثنار وعظ میں آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی بے دینی اور تمرد سے نہ باز آؤ گے تو اللہ جلشانہٗ کا غضب تم پر اسی طرح نازل ہوگا جیسا کہ قریش پر بدر میں ہوا ہے یہود بنی قینقاع یہ سن کر برہم ہوگئے اور یہ کہنے لگے تم اس غرہ میں نہ رہنا تمہارا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف ہی نہ تھے اس وجہ سے تم کو مل گیا جو ملا واللہ اگر تم ہم کو آزماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں۔ یہود بنی قینقاع کو اس جواب پر تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے آپ کو انہوں نے واپس کیا اور اس صلحنامہ سے منحرف ہوگئے جو آنحضرتؐ نے بعد ہجرت مکہ کے وقت مدینہ تحریر فرمایا تھا اللہ جلشانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی - واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سوآء ان الله لا يحب الخآئنين ولا يحسبن الذين كفروا سبقوا انهم لا يعجزون واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم واخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شئ في سبيل الله يوف اليكم وانتم لا تظلمون جب آیت مرقومہ بالا نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حملہ کی تیاری کی مدینہ میں بشیر کو بجائے اپنے مقرر فرما کے بنو قینقاع کی طرف بڑھے یہ بنو قینقاع مضافات مدینہ میں رہتے تھے۔ یہ لوگ عام طور سے تجارت پیشہ اور حرفت پیشہ تھے ان میں سات سو آدمی لڑنے والے جن میں تین سو آدمی زرہ پوش تھے

یہ سب عبداللہ ابن سلام کی قوم کے تھے پندرہ روز تک آپ نے اُن کو محاصرہ میں رکھا سولھویں روز آپ کے حکم سے اصحابؓ بنو قینقاع میں داخل ہوئے اور اُن کی مشکیں باندھ کر قتل کرنے کو لانے عبداللہ ابن ابی ابن سلول نے ان کی سفارش کی اور آنحضرت صلعم نے بالحاح تمام ان کی جان بخشی کرائی آپ نے عبداللہ ابن ابی سلول منافق کے کہنے سے قتل تو نہ کیا لیکن اسباب و سلاح حرب لے کر جلاوطنی کا حکم دے دیا چنانچہ عبادہ نے ان کو خیبر تک نکال دیا اور آنحضرت صلعم مال غنیمت لے کر مدینہ کو واپس آئے یہ پہلا خمس ہے جس کو آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے لیا ہے اس کے بعد عید الضحیٰ کا دن آیا آپ نے اپنے اصحابؓ کو لے کر صحرا میں نماز ادا فرمائی ٭

سریہ زید۔ واقعہ بدر کے بعد سے قریش پر مسلمانوں کا خوف غالب ہو گیا تھا اور تجارت کی وجہ سے سفر کرنا ان کو ضروری تھا مجبوری ان لوگوں نے شام کا راستہ چھوڑ کر عراق کا راستہ اختیار کیا راستہ نہ جاننے کی وجہ سے فرات ابن حیان کو رہبری کے لئے باجرت مقرر کیا اور مکہ سے براہ عراق تجارت کا ایک قافلہ موسم سرما میں روانہ ہوا جس میں ابوسفیان تھا قریش کا یہ ارادہ تھا کہ کسی صورت سے بذریعہ تجارت مال جمع کر کے پھر مسلمانوں پر چڑھائی کر دیں۔ جب آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے زید بن حارثہ کو چند صحابیوںؓ کے ہمراہ روانہ کیا زید نے شبانہ روز سفر کر کے قافلہ قریش سے تعرض کیا اور کامیاب ہوئے ابوسفیان اور اس کے ہمراہی بھاگ گئے صرف فرات بن حیان کو گرفتار کر لائے مدینہ میں پہنچ کر یہ مسلمان ہو گئے اس واقعہ میں مال غنیمت کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس مال غنیمت کا جو خمس نکالا گیا تھا اس کی تعداد بیس ہزار تھی ٭

قتل حقیق یہودی۔ کعب ابن اشرف یہودی کے مارے جانے کے بعد سلام ابن ابی حقیق یہودی نے سر اُٹھایا یہ خیبر کا رہنے والا تھا اس کی کنیت ابو رافع تھی یہ ہمیشہ آنحضرتؐ اور آپ کے اصحابؓ کو آپ کے کلمات ناملائم سے ایذا میں دیتا تھا علی الاعلان سخت سست کہنا پڑتا تھا آپ کے مقابلہ پر لوگوں کو اُبھارتا تھا اُس وقت ابنائے خزرج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دیدی چنانچہ آٹھ آدمی روانہ ہوئے ان سب کے سردار عبداللہ بن عتیک مقرر ہوئے یہ لوگ مدینہ سے نکل کر خیبر میں پہنچے اور ابن ابی حقیق کے مکان کے قریب ٹھہرے رات کو جب وہ اپنے مکان کے دروازے بند کر کے سو رہا تھا اس کو آواز دی ابن حقیق نے جیسے ہی دروازہ کھولا یہ لوگ شمشیر برہنہ لئے ہوئے گھس پڑے اور اُس کو مار کر مکان سے نکل کر ایک مقام پر ٹھہر گئے جب خبر دہندہ موت نے بقیل قصر پر کھڑے ہو کر ابن ابی حقیق کے مارے جانے کی اطلاع دی تب ان لوگوں نے اس کے مارے جانے کا یقین کر کے مراجعت کی اور آنحضرت صلعم کو اطلاع دی ان لوگوں میں سے ابن ابی حقیق کے مکان سے نکلتے وقت ایک شخص کی پنڈلی میں چوٹ آ گئی تھی آپ نے اس پر مسح کر دیا وہ اچھا ہو گیا ٭

غزوۂ اُحد۔ معرکہ بدر کے بعد قریش کو آنحضرت کی مخالفت کا خیال ترقی پذیر ہو گیا اہل قافلہ سے مالی امداد کے خواستگار ہوئے جب مال جمع ہو گیا تب قریش ۳ھ میں آنحضرت صلعم سے لڑنے کو روانہ ہوئے وسط میں پیادوں کی جماعت تھی اردگرد نیزہ بردار اور تیر انداز سواروں کا گروہ تھا میدان جنگ سے نہ بھاگنے اور سینہ سپر ہو کر لڑنے کا حلف اُٹھا لیا تھا چوتھی شوال کو مقابل مدینہ ایک وادی کے کنارہ عمد کے قریب مقام ذوالحلیفہ میں آپہنچے تین ہزار کی ان کی جمعیت تھی سات سو ان میں زرہ پوش جنگ آزما اور دو سو گھوڑے تھے ان کا سپہ سالار ابوسفیان تھا ان لوگوں کے ساتھ پندرہ عورتیں بھی دف لئے ہوئے تھیں جو مقتولین بدر پر روتی اور ان کو لڑائی پر اُبھارتی اور غیرت دلاتی تھیں ان کے حالات کی اطلاع جب آنحضرت صلعم کو ہو تو یک ہزار صحابیوں کو لے کر آپ مدینہ سے نکلے اور ابن اُم مکتومؓ کو بقیہ مسلمانان مدینہ کے نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ گئے جس وقت آپ مدینہ اور عمد کے وسط میں پہنچے عبداللہ ابن ابی ایک ثلث آدمیوں کو لے کر آپ سے علیحدہ ہو گیا اس وجہ سے کہ اس کے خلاف اراضی مدینہ سے نکل کر مقابلہ کی تیاری کیوں کی گئی اور مدینہ میں رہ کر کیوں نہ لڑے آنحضرت صلعم سو حارثہ ہوتے ہوئے احد کی ایک گھاٹی میں جا اُترے ٭

آپ کے ہمراہ سات سو آدمیوں کا گروہ تھا جس میں پچاس سوار اور پچاس تیر انداز تھے آپ نے تیر اندازوں کا عبداللہ ابن جبیر کو سردار مقرر کر کے لشکر کے پیچھے جبل احد پر بٹھا دیا تاکہ مشرکین مسلمانوں پر پشت پر سے حملہ نہ کر سکیں اور لوائے مظفر کو مصعب ابن عمیرؓ کے سپرد کیا سمرہ و رافع اس وقت پندرہ پندرہ برس کے تھے پہلے آپ نے ان کو واپس کیا لیکن جب اصحاب نے عرض کیا کہ یہ تیر اندازی جانتے ہیں۔ تو آپ نے ان کو تیر اندازوں میں شامل کر دیا۔ قریش کے سواران میمنہ پر خالد بن ولید اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل مامور تھے آپ نے اپنی تلوار ابودجانہ کو مرحمت فرمائی یہ بہت بڑے بہادر تھے اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی مسلمانوں جی کھول کر مقابلہ کیا ان میں حمزہ، طلحہ، شیبہ، ابودجانہ و نضر بن انس بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا ہوئے اور انصاری کی ایک جماعت سینہ سپر ہو کر شہید ہوئی لڑائی کا عنوان نہایت دشوار اور سخت ہو گیا پہلے تو قریش کے پاؤں میدان جنگ سے اُکھڑ گئے مسلمانوں کے حملہ سے منہ چھپا کر بھاگے پھر اس کے بعد تیر اندازان اسلام اپنا مرکز قیام چھوڑ کر آگے بڑھے ان لوگوں کا اپنا مرکز چھوڑنا تھا کہ مشرکین نے مڑ کر تیر اندازوں کو پیچھے سے مارنا شروع کر دیا مسلمانوں کی صفوف درہم برہم ہو گئیں دشمنان اسلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے مصعب بن عمیر علم بردار نے آپ کے پاس ہی کفار کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ یہ شہید ہو گئے اور آنحضرت صلعم کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی دائیں جانب کے نیچے کا دانت مبارک شہید ہو گیا ابوسفیان پر حنظلہؓ نے جیسے ہی دوڑ کر وار کرنا چاہا شداد بن اسود نے ایک گڑھے سے نکل کر روک کر وار کر دیا جس سے حنظلہؓ شہید ہو گئے مشرکین نے آپ کو پتھر مارنا شروع کیا آپ ایک گڑھے میں گرنے لگے علیؓ نے پہنچ کر فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور طلحہؓ نے کمر میں ہاتھ دے کر اُٹھا لیا چہرہ مبارک کے زخم کو مالک بن سنان حضری نے خون سے صاف کیا خود کے دو حلقے چہرہ مبارک تک اُتر آئے تھے جن کو ابو عبیدہ بن جراح نے نکالا مشرکین لڑتے ہوئے آپ کے پاس تک پہنچ گئے

کئی صحابی اس مقام پر آپ کے بچانے میں شہید ہو گئے۔ آخری عمار بن یزید تھے جو آنحضرتؐ کے بچانے کو مشرکین کے مقابلہ پر آئے اور یہ بھی شہید ہوئے ان کے
بعد طلحہ نے مشرکین کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ مشرکین آپ کے پاس سے علٰحدہ ہوئے ابو دجانہ آپ کو چھپائے ہوئے کھڑے تھے تیر پر تیر ان کی پشت پر لگتے جاتے
تھے مگر حرکت تک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے قتادہ بن نعمان کی آنکھ پر ایک تیر آ کر لگا جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسار پر آ گئی تھی آپ نے اپنے دست
مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ رکھ دیا اللہ کی قدرت سے اچھی ہو گئی نضر بن انس لڑتے ہوئے صحابہ کی اس جماعت تک پہنچے جو متحیر کھڑے ہوئے تھے نضر
ابن انسؓ نے ان سے کہا تم لوگ کیا دیکھتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ آنحضرت تو شہید ہو گئے اب کیا کریں نضر ابن انس نے کہا چلو لڑو جو کام آنحضرتؐ کی حالت
حیات میں کرتے وہی اب کرو اور اسی حال میں جان دو جس حالت میں آنحضرت صلعم شہید ہوئے ہیں یہ کہکر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے
ان کے جسم پر ستر زخم لگ چکے تھے اکثر ہویں زخم سے شہید ہوئے عبدالرحمن ابن عوف کے بیس زخم لگے تھے زیادہ چوٹ پاؤں پر آئی تھی اسی وجہ سے وہ
لنگڑا کر چلتے تھے اسی لڑائی میں حمزہ شہید ہوئے عمرو بن قمیہ نے اسی اثنا میں مصعب ابن عمیرؓ علمبردار لشکر اسلام کو آنحضرت صلعم کے پاس شہید کیا اور اس
خیال سے کہ آنحضرتؐ شہید ہوئے ہیں کمبخت نے ایک مرتفع مقام پر چڑھ کر چلا کر کہدیا الا ان محمدًا قد قتل (آگاہ ہو جاؤ بیشک محمد مارے گئے) اس آواز
کے سُنتے ہی اصحاب کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے تو ہوش و حواس جاتے رہے کعب بن مالک شاعر نے آنحضرت صلعم کو پہچان کر با آواز بلند کہا خوش ہو جاؤ رسول
اللہ یہ ہیں آپ نے اس کو دوبارہ کہنے سے روک دیا صحابی اس آواز کے سنتے ہی آپ کے پاس آ کر مجتمع ہو گئے اور آپ کے ہمراہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے
گئے جن میں ابو بکر و عمر و علی و زبیر حرث ابن صمہ انصاری تھے جب آپ پہاڑ کی بلندی پر معہ اصحاب کے ٹھہرے ہوئے تھے تو ابو سفیان نے نیچے سے پکارا کہ
کیا اس جماعت میں محمد ابو بکر و عمر موجود ہیں حضرتؐ نے فرمایا جواب نہ دو اُس نے پھر مکرر سہ کرر کہا تب کہنے لگا اے ہبل (نام بت) تو بلند ہو تب
حضرتؐ نے فرمایا کہ جواب دو عمرؓ نے کھڑے ہو کر پکارا اے نالائق یہ تینوں شخص تیرے ذلیل کرنے کو زندہ موجود ہیں اور خدا سب سے بڑا اور بزرگ ہے
پھر ابو سفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا الحرب سجال یوم احد بیوم بدر علی ھبل (لڑائی ختم ہو گئی یوم اُحد یوم بدر کے برابر ہو گیا ہبل اپنا دین ظاہر کر
اور موا عدکم العام المقابل (آیندہ سال میں پھر تمہاری لڑائی کا وعدہ ہے کہتا ہوا لوٹا آنحضرت صلعم کے حکم عمرؓ نے ھو بیننا و بینکم (ہماری اور
تمہاری یہی میعاد ہے یہ سُن کر مشرکین مکہ کو واپس ہوئے +

غزوہ حمرا الاسد- بعد مراجعت جنگ اُحد کے دوسرے دن حضرتؐ کو معلوم ہو کہ کفار لوٹ کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں سولھویں شوال ۳ھ
یوم یکشنبہ کو آنحضرت صلعم پھر تیار ہوئے اور یہ حکم دیا کہ اس غزوہ میں وہی لوگ چلیں جو کل جنگ اُحد میں شریک تھے چنانچہ رسول اللہ اور کل صحابہ
نے معہ زخمیوں کے مدینہ سے آٹھ میل پر مقام حمرا الاسد میں پہنچکر مقام کیا تین روز تک آپ اس مقام پر مقیم رہے اس اثنا میں معبد اس طرف سے
ہو کر مکہ جا رہا تھا جب یہ ابو سفیان مقام روحا ملا جس وقت یہ لوگ بغرض بیخکنی اسلام مدینہ کی طرف لوٹنے پر آمادہ ہو رہے تھے معبد نے ان کو
آنحضرتؐ کے ارادہ سے مطلع کیا ابو سفیان اس خبر کے سنتے ہی اس خیال سے کہ مبادا انجام دگرگوں نہ ہو جائے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گیا +

واقعہ رجیع- چند آدمی بطون ازل و قارہ خدمت اقدس میں آئے اور یہ ظاہر کیا کہ ہماری قوم میں اسلام روشنی پھیلی ہے ہم اور ہماری
قوم کو قرآن پڑھنے اور احکام شرعیہ سیکھنے کا شوق ہے لہذا آپ ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے جو مذہبی باتیں ہم کو سکھائیں آپ نے ان کے کہنے
سے اپنے اصحاب سے چھ آدمیوں مرثد خالد بن ابو بکر عاصم خبیب زید عبداللہ کو ان کے ساتھ کر دیا اور مرثد کو سب کا افسر مقرر کیا جب یہ لوگ رجیع پر
پہنچے تو ازل و قارہ والوں نے کہا کہ آؤ ہم تم کو امان دیتے ہیں ہمارا مقصود یہ نہ تھا کہ تم سے لڑیں بلکہ ہم تم کو آزماتے تھے اور ہم یہ دیکھنا چاہتے
تھے کہ اگر اہل مکہ کا مقابلہ ہو جائے تو تم ان کے مقابلہ پر ٹھہر سکو گے یا نہیں مرثد و خالد و عاصم نے مشرکین کے عہد پر اطمینان نہ کیا لڑے اور لڑ کر شہید
ہوئے باقی اُن کے تین ہمراہیوں کو گرفتار کر کے مکہ کو لے چلے جس وقت مر الظہران میں پہنچے عبداللہ نے تلوار کھینچ لی اکیلے آدمی کیا کر سکتے تھے کفار
نے دور سے ان پر تیر برسانا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہ شہید ہو گئے خبیب و زید باقی رہے وہ مکہ میں لائے گئے قریش نے ان کو خرید کر کے شہید کیا +

بیر معونہ- ماہ صفر ۴ھ میں ملاعب الاسنہ ابو براء آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی ابو براء نہ تو
مسلمان ہی ہوا اور نہ اس نے اسلام کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے یہ عرض کیا کہ اے محمد (صلعم) اگر تم اپنے چند اصحابؓ کو اہل نجد
کی طرف بغرض دعوت اسلام روانہ کرو تو مجھ کو اس کی اُمید ہے کہ وہ لوگ قبول کریں گے آپ نے فرمایا مجھے اُن لوگوں سے اطمینان نہیں ہے ابو براء نے
کہا میں تمہارے اصحاب کا ہمدرد ہوں آنحضرت صلعم نے اس کے اطمینان پر منذر کو چالیسؓ صحابیوں کی ہمراہ روانہ کیا نہیں لوگوں میں حرث و حرام وغیرہ
بھی تھے جس وقت یہ لوگ بیر معونہ پر پہنچے اور انہوں نے آنحضرتؐ کا فرمان حرام بن ملحانؓ کی معرفت عامر کے پاس روانہ کیا عامر نے اس فرمان کو
دیکھا تک نہیں اور ان کو شہید کر کے بنو عامر کو بقیہ اصحابؓ کے قتل پر اُبھارا جب انہوں نے ان کی امداد سے انکار کیا تو اس نے بنو سلیم سے کہا چنانچہ ان میں سے
عصیہ و رعل و ذکوان اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان چالیسوںؓ آدمیوں کو بلا جرم و قصور شہید کر ڈالا انہیں لوگوں کے پیچھے پیچھے منذر بن احیحہ اور عمرؓ آ رہے
تھے دور سے لشکر اسلام پر پرندوں کو اُڑتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے جب قریب آئے تو ان کو بستر شہادت پر سوتے ہوا پایا منذر بن احیحہؓ تو اُلٹ کر
اسی جگہ شہید ہو گئے اور عمرو بن عیہ کو دشمنان خدا گرفتار کر لے گئے عامر نے ان کو ان کو بنو مضر کا سمجھ کر داڑھی تراش کر چھوڑ دیا یہ واقعہ رجیع کے قریب
واقع ہوا تھا عمر جس وقت بیر معونہ سے مدینہ کو واپس آ رہے تھے اثنائے راہ میں ان کو دو شخص ملے جو بنو کلاب کے تھے یہ دونوں آدمی عمرو کے ساتھ ایک باغ

میں ٹھہرے جب یہ سو گئے تو عمرو نے ان کو بنو عامر کا سمجھکر قتل کر ڈالا حالانکہ ان کے ساتھ آنحضرت کا عہد و پیمان تھا لیکن عمرو کو اس کی اطلاع نہ تھی عمرو نے مدینہ پہنچ کر آنحضرتؐ کو کل واقعات اور نیز اُن کے قتل سے مطلع کیا آپؐ نے فرمایا کہ تم نے ایسے دو شخصوں کو قتل کیا جس کا خون بہا دینا ضرور ی ہے ٭

غزوہ بنو نضیر۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرتؐ بغرض ادائے دیت (خونبہا) ان مقتولین کے بنو نضیر کے پاس گئے آپکے ہمراہ ابو بکرؓ عمرؓ و علیؓ وغیرہ تھے بنو نضیر نے بظاہر خوشی سے قبول کرلیا اور آپؐ ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے لیکن درحقیقت انہوں نے آپکے اور آپکے اصحاب کے قتل کی پوری پوری فکر کرلی اور ایک شخص عمر بن محاسن کو دیوار پر چڑھاکر کہدیا کہ وہ اوپر سے پتھر گرادے جس سے یہ لوگ دب کر مرجائیں۔ اللہ نے اپنے نبی کو اس شورہ سے مطلع کردیا آپ اس مقام سے اُٹھ کر مدینہ چلے آئے اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابن اُم مکتوم کو بجائے اپنے مدینہ میں مقرر فرماکر ربیع الاول میں بنو نضیر کا محاصرہ کرلیا ان لوگوں نے بھی چاروں طرف سے قلعہ بندی کرلی چھ روز تک آپنے ان کو محاصرہ میں رکھا اور ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ ڈالنے اور درختوں کے جلا دینے کا حکم دے دیا عبد اللہ ابن ابی اور چند منافقوں نے بنو نضیر سے یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں لڑوگے تب لڑیں گے اور اگر جلا وطن ہوگے تب ہم بھی ہوں گے اس پر بنو نضیر کچھ مغرور سے ہوگئے مگر آخر لاچار ہوکر امن کے خواستگار ہوتے عبد اللہ ابن ابی بنو نضیر کی طرف سے آنحضرت صلعم کی خدمت میں یہ پیام لایا کہ بنو نضیر اپنی جانوں اور اس قدر مال و اسباب کی امن و حفاظت چاہتے ہیں جس قدر اونٹ اُٹھالیجاسکے آنحضرت صلعم نے باستثنار سلاح حرب اس کی اجازت دے دی بعض ان میں سے مثل حیبن بن اخطب اور ابن ابی حقیق کے خاندان کے خیبر میں جا ٹھہرے اور بعض شام کی طرف چلے گئے۔ آپنے ان کا کل مال و اسباب مہاجرین اولین میں بالتخصیص تقسیم کردیا اسی غزوہ میں یہود بنو نضیر سے یامین بن عمیرؓ اور سعیدؓ ابن وہب مسلمان ہوگئے ان مال و اسباب و سلاح حرب سے کچھ تعرض نہ کیا گیا۔ علمار لکھتے ہیں کہ سورہ حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی ٭

غزوہ بدر موعد۔ جنگ اُحد میں بعد اختتام لڑائی ابو سفیان نے کہا تھا کہ آیندہ سال لڑائی بدر میں ہوگی اور مسلمانوں کی طرف سے بحکم رسول اللہؐ جواب دیا گیا کہ اس کا اقرار کیا گیا تھا، ابو سفیان بھی اہل مکہ کو لے کر حسب وعدہ آیا ظہران یا عسفان میں اُترا لیکن گرانی اور قحط کا عذر کرکے بلا قتال واپس گیا اور آنحضرتؐ آٹھ روز کے بعد بدر سے واپس ہوئے ٭

غزوہ دومۃ الجندل۔ بعد چند مہینوں کے اخیر سہ ماہی اول ۵ھ مطابق ۶۲۶ء میں پھر آپ کو بغرض استیصال و منتشر کرنے اس گروہ کے جو کہ مسلمانوں کے خلاف دومۃ الجندل میں جمع ہو رہا تھا۔ مدینہ سے نقل و حرکت کی ضرورت ہوئی اس مرتبہ سباع عرفۃ کو اپنا نائب مقرر کرکے ماہ ربیع الاول مذکور میں نکلے چونکہ آپکے پہنچنے سے پہلے مخالفین کا گروہ منتشر ہوگیا تھا لہذا بلا جنگ آپنے مراجعت فرمائی ٭

غزوہ خندق۔ اس کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں۔ یہ شوال ۵ھ میں ہوا تھا اس کا باعث یہ ہوا کہ جب بنو نضیر جلا وطن ہوکر خیبر کی طرف چلے گئے تو ان میں سے چند آدمی مکہ کو گئے اور ان کو آنحضرت صلعم کی مخالفت اور لڑائی پر اُبھارا جو لوگ قابل جنگ نہ تھے ان سے مالی امداد حاصل کی بعد ازاں بنو غطفان میں پہنچے اور ان کو بھی لڑائی پر آمادہ کیا چنانچہ ابو سفیان سردار قریش اور عتبہ بن حصن نے دس ہزار کی جمعیت سے مدینہ کی طرف خروج کیا آنحضرت صلعم نے ان کی روانگی کی خبر سُن کر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بھی کھودنے میں مصروف ہوگئے بعد تیاری خندق کفار کا لشکر پہنچا اور مدینہ کے باہر اُحد کی جانب ٹھہرا آنحضرت صلعم نے مدینہ میں ابن مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور تین ہزار مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر کفار کے مقابلہ پر آئے سلع کے میدان میں قیام کیا مسلمانوں اور کفار کے درمیان خندق حائل تھی مشرکین مکہ و بنو غطفان کی دیکھا دیکھی بنو قریظہ بھی مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ ہوکر اسی گروہ میں مل گئے ان سے اور مسلمانوں سے باہم عہد و پیمان تھا اس خبر کے سنتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ کو بنو قریظہ کی طرف بغرض دریافت حال روانہ کیا انہوں نے بنی قریظہ کو جیسا کہ سُنا تھا ویسا ہی پایا۔ سعد بن معاذ نے چونکہ وہ ان کے حلیف تھے بہت کچھ سمجھایا نصیحت کی مگر نہ مانے مجبور ہوکر واپس آئے اور آنحضرت صلعم سے کل واقعہ عرض کردیا آپ کو ان کی غداری اور عہد شکنی سے صدمہ ہوا۔ چاروں طرف سے مسلمان محاصرہ میں کرلئے گئے تقریبًا ایک مہینہ تک بلا کسی لڑائی کے محاصرہ قایم رہا بعد اس کے آنحضرت صلعم کا یہ قصد ہوا کہ عیینہ بن حصن و حرث بن عوف سے مدینہ کے باغات کے تہائی پھل دیکر مصالحت کرلی جائے اور اس محاصرہ طویل سے نجات حاصل کی جائے اس بابت آپنے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے مشورہ کیا ان دونوں بزرگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ عرض کیا کہ اگر آپ کو اس طرح صلح کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ضرور آپ ایسا کیجئے اور اگر آپ کو یہ طریقہ صلح محبوب اور مرغوب ہے تو بھی آپ کرسکتے ہیں۔ یا یہ کہ آپنے اس میں ہماری بہتری تصور کی ہے اور ہمارے فائدے کے لئے یہ صلح آپ کررہے ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بے شک میں تمہارے لئے یہ صلح کیا چاہتا ہوں میں نے اس مرتبہ یہ خیال کیا ہے کہ عرب نے متفق ہوکر تم پر ایک کمان سے تیراندازی کی ہے سعد بن معاذ نے عرض کیا کہ جب ہم شرک اور بتوں کی نجاست میں مبتلا تھے اس وقت تو وہ ہم سے بجز خریداری کے ایک خرما بھی نہیں پاسکتے تھے اور اب کہ ہم کو اللہ جلشانہٗ نے نور اسلام سے منور کیا اور آپ کی وجہ سے ہماری عزت افزائی کی تو ہم ان کو اپنا مال و پیداواری دیدیں قسم اللہ ہم ان کو ایک خرما بھی سوائے تلوار نہ دیں گے آپ مطمئن رہئے جب تک ہم میں سے ایک کی بھی جان باقی ہے کفار کا ٹڈی دل گروہ مدینہ کے قریب نہ آسکے گا آنحضرت صلعم یہ سُن کر خاموش ہو رہے اور مصالحت کی بابت سکوت اختیار فرمایا اس کے بعد قریش کے چند سوار جن میں عکرمہ بن ابی جہل و عمرو بن عبدود تھے آپنے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھے خندق دیکھ کر ایک دوسرے سے متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اس سے پہلے عرب میں یہ

مگر وہ قریب نہ تھا بہرحال کسی تنگ مقام سے اس سے نکلنا چاہئے یہ کہکران سواران قریش نے اپنے گھوڑوں کی مہمیز کرکے خندق پھاند گئے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں آکر لڑنے والوں کو طلب کیا علیؓ چند صحابیوں کو لے کران کے سامنے آئے اور عمرو بن عبدود کو قتل کر ڈالا باقی اس کے ہمراہی اپنے گروہ میں واپس آئے انہیں ایام میں سعد بن معاذؓ کے ایک تیر لگا جس وقت سعد بن معاذؓ کے تیر لگا تھا اس وقت وہ یہ دعا کر رہے تھے۔ اے خدا اگر تونے قریش کی لڑائی باقی رکھی ہو تو مجھ کو بھی اس کے لئے باقی رکھ مجھ کو اس سے کوئی چیز زیادہ عزیز نہیں ہے کہ میں اس قوم سے لڑوں اور ان پر جہاد کروں جس نے تیرے رسول کو ایذائیں دیں اور اس کو حرم سے نکال دیا ہو اور اگر تونے لڑائی ان کی اور ہماری ختم کر دی ہے تو اسی زخم کو میری شہادت کا وسیلہ کر دے اب سوائے اس کے اور کوئی تمنا نہیں کہ مرتے وقت میری آنکھیں بنو قریظہ کی ذلت دیکھ کر ٹھنڈی ہوں جنہوں نے رسولِ خدا کے ساتھ عہد شکنی کی۔ اثناء محاصرہ میں نعیمؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا اے رسول اللہ صلعم میں آپ پر ایمان لایا میری قوم ابھی میری اس حالت سے واقف نہیں جو کچھ آپ کہیں میں اس کے بجالانے کو موجود ہوں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم ایک تجربکار آدمی ہو اس مشرکین کے دفعیہ کی جو تدبیر مناسب سمجھو کرو۔ فان الحرب خدعۃ (اس واسطے کہ لڑائی فریب ہے) نعیم یہ سنتے ہی بنو قریظہ کے پاس گئے اور یہ سمجھایا کہ تم کو قریش اور بنو غطفان نے احمق بنا رکھا ہے اگر تم کو کامیابی ہوگی تو وہ مال غنیمت میں تمہارے سہیم و شریک ہوں گے نصف بلا وتم سے لے لیں گے اور اگر کہیں شکست ہوگئی تو یاد رکھنا کہ وہ اپنے وطن و شہر میں پہنچ کر دم لیں گے تم اکیلے یہاں رہ جاؤ گے تم تن تنہا محمدؐ اور ان کے ہمراہیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے مناسب یہ ہے کہ تم لوگ اس اطمینان کے لئے کہ تمہارے ساتھ وہ ہرحال میں رہیں گے ان کے لڑکوں کو اپنے یہاں رکھ لو۔ بنو قریظہ کے دل میں یہ بات جانشین ہوگئی اور وہ اس امر پر آمادہ ہوگئے بعد اس کے نعیمؓ ابو سفیان کے پاس پہنچے اور اس کو یہ چرکا دیا کہ یہود بنو قریظہ تمہاری طرف سے بددل ہو کر محمد صلعم سے مل گئے ہیں اور ان سے یہ وعدہ کر لیا ہے کہ قریش کے لڑکوں کو ہم بطور ضمان اپنے قبضے میں لے کر تمہارے سپرد کر دیں گے جب یہ باتیں ابو سفیان کے بھی ذہن نشین ہوگئیں تو نعیم یہاں سے اٹھ کر غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی باتیں کہیں ابو سفیان و غطفان نے نعیم ابن مسعود کی باتوں کی تصدیق کے لئے اتفاق سے شب شنبہ کو بنو قریظہ سے کہلا بھیجا کہ تم محمد صلعم کے جوار میں رہتے ہو ان کی نقل و حرکت سے بخوبی واقف ہو گے لہٰذا تم پہلے حملہ کرو بنو قریظہ نے یوم السبت کا حیلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ پیام بھیجا کہ جب تک تم اپنے لڑکوں کو ہمارے حوالہ بغرض اطمینان نہ کر دو گے ہم ہرگز نہ لڑیں گے اس پیام کے پہنچتے ہی نعیم بن مسعودؓ کی خبر کی تصدیق ہوگئی اور ان بنو قریظہ کی طرف سے کھٹکا سا پیدا ہوگیا اس کے جواب میں قریش نے لڑکوں کے حوالہ کرنے سے انکار کیا لیکن لڑنے پر ان کو مجبور کرنا چاہا جس سے بنو قریظہ کا وہ خیال جس کو نعیم بن مسعودؓ نے ان کے دماغ میں پیدا کر دیا تھا درجہ یقین کو پہنچ گیا اس وجہ سے قریش و بنو قریظہ میں نااتفاقی ہوگئی اس کے بعد اللہ نے قریش و غطفان پر ایک سخت ہوا بھیجی جس سے خیمے اکھڑ گئے ہانڈیاں الٹ گئیں اسباب ضروری اڑ گئے آنحضرت صلعم نے کفار کی نااتفاقی سے مطلع ہو کر حذیفہ بن الیمان کو قریش کی نقل و حرکت دریافت کرنے کو روانہ کیا انہوں نے صبح کو واپس آکر مشرکین مکہ کی مراجعت کی اطلاع دی آنحضرت صلعم بھی مع اپنے اصحاب کے صبح کو مدینہ لوٹ گئے۔

غزوہ بنو قریظہ۔ چونکہ بنو قریظہ مسلمانوں کی بیخکنی میں مشغول تھے اس وجہ سے غزوہ خندق سے واپسی کے بعد بہ نظر گوشمالی اسی دن بعد نماز ظہر بنو قریظہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے اور جگہ نماز عصر نہ پڑھے چنانچہ آپ معہ اپنے اصحاب کے مدینہ سے نکلے رایہ علیؓ کو دیا اور مدینہ میں بجائے اپنے ابن ام مکتومؓ کو چھوڑا پچیس دن تک ان کا محاصرہ رہا بعد اس کے ان لوگوں نے آنحضرت صلعم سے ابو لبابہ کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا اس وجہ سے کہ قریظہ اس کے حلفا میں تھے ابو لبابہ کو دیکھتے ہی کل بنو قریظہ جن میں لڑکے اور عورتیں بھی تھیں جمع ہوگئے یہ کہنے لگے کہ کیا تمہاری رائے یہی ہے کہ ہم محمد صلعم کے حکم سے قلعہ بندی چھوڑ دیں اور حصار سے نکل آئیں۔ ابو لبابہؓ ہاں کہکر واپس ہوئے بنو قریظہ مجبور ہو کر بحکم رسول اللہ صلعم حصار سے نکل آئے اسی شب میں چار شخص بذیل اور قریظہ میں سے مسلمان ہوگئے عمرو ابن سعد قرظی بھاگ گیا یہ بنو قریظہ کے ساتھ نقض عہد میں شریک نہیں ہوا تھا الغرض بنو قریظہ حصار سے نکلنے کے بعد بنو اوس نے آنحضرت صلعم سے یہ استدعا کی کہ جیسا کہ بنو خزرج کی التماس پر بنو نضیر کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے اسی طرح ہمارے کہنے سے بنو قریظہ کے ساتھ برتاؤ کیا جائے آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے راضی ہوگئے اس امر کا فیصلہ وہ شخص کرے جو تم میں سے ہو بنو اوس نے کہا ہاں تب آپ نے فرمایا کہ وہ شخص سعد ابن معاذ ہے وہ ہی اس امر کا فیصلہ کرے گا سعد بن معاذ لوم خندق میں زخمی ہوئے تھے عیادہ بیمار پرسی کے خیال سے مسجد نبوی کے قریب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے تھے سعد بن معاذ رضی اللہ ایک حمار پر سوار کرا کر لائے گئے جس وقت یہ قریب مجلس آئے تو آنحضرت صلعم نے بنی اوس سے کہا۔ قوموا الیٰ سیدکم (اپنے سردار کی تعظیم کو اٹھو) بنو اوس نے اس کو عزت سے لاکر بٹھا دیا اور یہ کہا کہ آنحضرت صلعم نے تمہارے موالی و حلفا کی قسمت کا فیصلہ تمہارے سپرد کیا ہے سعد بن معاذؓ نے جواب دیا کہ تم کو اللہ کے عہد و میثاق پر عمل کرنا چاہئے بنو اوس نے کہا ضرور اس پر سعد بن معاذؓ نے کہا کہ میں ان کی بابت یہ حکم دیتا ہوں کہ بنو قریظہ کے کل مرد قتل کئے جائیں لڑکے اور عورتیں لونڈی غلام بنائے جائیں اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کرکے مسلمانوں کی بیخ کنی کا قصد کیا اور جنگ خندق میں صرف انہیں کی سازش سے مسلمانوں کو وہ تکلیف پہنچی جو آج تک نہ پہنچی تھی عورتوں میں سے سوائے بنانہ زوجہ حکم قرظی کے اور کوئی قتل نہیں کی گئی اس کے قتل کا یہ باعث ہوا تھا کہ اس نے خلاد ابن سوید پر دیوار سے ایک چکی گرا دی تھی جس کے صدمہ سے وہ شہید ہوگئے تھے ثابت بن قیس بن الشماسؓ کی سفارش سے زبیر بن باطر قرظی کا معہ اس کے بیوی بچوں کے جان بخشی کر دی اس کا مال و اسباب بھی واپس دیدیا گیا۔ ان واقعات کے بعد سعد بن معاذؓ کی وہ دعا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مستجاب ہوگئی ان کی رگ اکحل سے پھر خون جاری ہوگیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے پس انہوں نے شہدا جنگ خندق کے ساتویں عدد کو پورا کیا مشرکین کے گروہ جنگ خندق میں چار آدمی مارے گئے یہ چاروں نفر قریش کے تھے منجملہ مقتولین مشرکین کے عمرو ابن عبدود اور اسکا

لڑکا تھا اسی جنگ خندق کے بعد سے پھر کفار قریش نے مسلمانوں سے کوئی لڑائی نہیں چھیڑی یہاں تک کہ فتح مکہ ہوا ۔

غزوۃ الغابہ۔ عینیہ بن حصن فزاری نے آنحضرت صلعم کے واپس ہونے کے چند شبوں کے بعد بنو عبداللہ غطفانی کو لے کر اطراف مدینہ پر شبخون مارا اور اُن کی اونٹنیاں پکڑ لے گیا اس واقعہ میں اس نے ایک شخص کو جو بنو غفار سے وہاں موجود تھا قتل کر کے اس کی عورت کو ہمراہ لے گیا سلمہ بن عمرو نے یہ واقعہ دیکھ کر مسلمانان مدینہ کو اس سے مطلع کر کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے آنحضرت صلعم سلمہ کی آواز سن کر عینیہ کی گرفتاری کے لئے سوار ہوئے مقداد بن الاسود و عباد بن بشر و سعد بن زید اشہلی و عکاشہ بن محصن و محرز بن نضلہ اسدی و ابو قتادہ مہاجرین و انصار کو لے کر آپ سے جا ملے آپ نے ان میں سعد بن زید کو سردار مقرر فرمایا سواران اسلام نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے دشمنان خدا تک پہنچ گئے دونوں گروہوں میں لڑائی ہوئی محرز بن نضلہ رض کو عبدالرحمن بن عینیہ نے شہید کیا مشرکوں کو ہزیمت ہوئی ایک شبانہ روز آپ چشمہ ذوفرد پر مقیم رہے اور منجملہ ان ناقوں کے جو مشرکین سے واپس لی گئی تھیں ایک ناقہ ذبح کیا بعد ازاں مدینہ کو واپس آئے ۔

غزوہ بنی المصطلق۔ اس غزوہ کے بعد رسول اللہ صلعم ماہ شعبان ۶ھ تک ایک خاموشی کی حالت میں مدینہ ٹھہرے رہے عجب نہ تھا کہ کچھ دنوں سکون کی یہ کیفیت قائم رہتی کیونکہ آپ ہمیشہ یہ چاہتے تھے کہ کاش کوئی مجھ پر حملہ نکرے اور میں آرام سے احکام خداوندی کی تعلیم لوگوں کو دوں لیکن مشرکین کو کہاں چین ملتا تھا نہ وہ خود آرام سے رہتے تھے اور نہ آپ کو بیٹھنے دیتے تھے غزوۃ الغابہ کے بعد بنو مصطلق نے مجتمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کی طیاری کی ان کا سردار حرث بن ابی ضرار تھا حضرت ان کی پیش قدمی سے مطلع ہو کر ابو ذر غفاری کو اپنا نائب مقرر فرما کر ان کے روکنے کو چلے چشمہ مریسیع پر مابین قدید و ساحل مشرکین بنو المصطلق سے مڈبھیڑ ہوئی فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا مشرکین کو ہزیمت ہوئی مال و اسباب لوٹ لیا گیا عورتیں بچے گرفتار کر لئے گئے اسی لڑائی میں واپسی کے وقت جبکہ جہجاہ اجیر عمر بن الخطاب رض و سنان بن ناقد میں نا اتفاقی ہو گئی تھی عبداللہ ابن ابی ابن سلول نے کہا تھا کہ اگر ہم بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے تو ضرور ہم وہاں سے ان اراذل کو نکال دیں گے علاوہ اس کے اسی طرح کے اور کلمات بھی آنحضرت صلعم اور صحابہ کی شان میں کہے تھے جس کو زید بن ارقم نے اپنے کانوں سے سن کر آنحضرت صلعم سے عرض کیا تھا اللہ جلشانہ نے اسی وقت سورۃ منافقین نازل فرمائی عبداللہ ابن ابی کے لڑکے عبداللہ نے اپنے باپ سے بیزاری ظاہر کی اور یہ گذارش کی کہ واللہ باللہ اور اس کا رسول زیادہ عزت والے ہیں اور بے شک وہی ذلیل و خوار ہیں اگر آپ فرمائیں تو میں خود اس کو نکال دوں پھر جب مدینہ میں پہنچے تو عبداللہ بن عبداللہ نے اپنے باپ ابن ابی سلول سے تعرض کیا گھر میں نہ داخل ہونے دیا اور علانیہ یہ کہدیا کہ تجھ کو میں مکان میں قدم نہ رکھنے دوں گا جب تک آنحضرت صلعم اجازت نہ دیں گے پس یہ آنحضرت صلعم کی اجازت سے مکان میں داخل ہوا ۔

عمرہ۔ اُسی سال ذیقعدہ کے مہینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا قصد فرمایا اور بدون کسی لڑائی کے قصد کے ایک گروہ کے ساتھ جس میں چودہ سو مہاجرین و انصار ہوں گے۔ مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور ہدی یعنی قربانی کے لئے ستر اونٹ روانہ کئے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حضور اکرم خانہ کعبہ کی زیارت کی غرض سے تشریف لا رہے ہیں۔ مگر جب موضع عسفان پر پہنچے تو بشر بن سفیان الکعبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ قریش کی تشریف آوری کی خبر سن کر ذی طوی کے آس پاس جمع ہوئے ہیں اور قسم کھائی ہے کہ آپ کو اس جگہ ہرگز نہ جانے دیں گے۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود الثقفی جو طائف کا سردار تھا قریش کا بھیجا ہوا آیا اور کہا کہ قریش نے پلنگینہ (یعنی ایک قسم کا کپڑا جس میں چیتے کی کھال جیسے گل ہوتے ہیں) پہن کر خدا کی قسم کھائی ہے کہ آپ کو مکہ میں ہرگز نہ آنے دیں گے۔ اثنائے گفتگو میں عروہ نے ریش مبارک کو چھونا چاہا مغیرہ بن شعبہ نے جو آنحضرت صلعم کے پیچھے کھڑے تھے اس کے ہاتھ کو جھٹک کر کہا کہ رسول اللہ کے منہ کے جانب سے ہاتھ الگ ہٹا۔ عروہ نے کہا کہ تو عجب کج خلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ جب پیغمبر خدا وضو فرماتے ہیں تو اصحاب گرتے ہوئے پانی کو لینے کے لئے دوڑتے ہیں نیز اگر کوئی بال بھی آپ کا گرتا ہے تو اسی وقت اٹھا لیتے ہیں پھر جب وہ قریش کے پاس واپس آیا تو اس نے کہا کہ میں خسرو اور قیصر کے ملک میں گیا ہوں مگر خدا کی قسم میں نے تو کوئی بادشاہ اس قوم میں ایسا محترم نہیں دیکھا جیسا کہ محمد ص کو اپنے اصحاب میں پایا ۔

بیعت الرضوان۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے مابین نامہ و پیام شروع ہوا اور آپ نے عثمان بن عفان رض کو ابو سفیان اور اعیان قریش کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ کہ ان سے جا کر فرما دیں کہ ہم جنگ کے لئے نہیں آئے ہیں۔ مگر انہوں نے حضرت عثمان کو گرفتار کر کے قید کر دیا جب آنحضرت کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو قتل کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک ان سے بدلہ نہ لے لوں گا۔ پھر آپ نے لوگوں کو طلب فرمایا تو ایک درخت کے نیچے سب نے جان پر کھیل جانے کی بیعت کی۔ اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں ۔

قریش اور آنحضرت کے مابین عہدنامہ۔ اس کے بعد قریش نے آپ کے پاس سہیل کو بھیجا کہ اس شرط پر صلح کر لیں کہ اس سال تو لوٹ جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اس کو قبول فرمایا اور حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مگر سہیل نے کہا کہ میں اس کو نہیں جانتا بلکہ باسمک اللھم لکھو۔ چنانچہ ایسا ہی لکھا گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ لکھو۔ کہ اس شرط پر رسول اللہ نے سہیل سے صلح کی سہیل نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو تمہارے ساتھ ہم ہرگز جنگ نہ کرتے لہذا اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھئے۔ آنحضرت صلعم کے حکم کے بموجب حضرت علی نے لفظ رسول اللہ کو کاٹ دیا۔ الغرض اس شرط پر صلح کی گئی کہ دس برس تک ہم جنگ نہ کریں گے مشرکین کا کوئی آدمی جو محمد ص کے پاس آئیگا اس کو واپس کر دیں گے ہر شخص کو اختیار

ہے کہ خواہ محمدؐ سے اور خواہ قریش سے عہد کرے اس میں کچھ مزاحمت نہ کی جائے۔ اس سال تو مسلمان لوٹ جائیں اور دوسرے سال قریش تین روز کے لئے باہر چلے جائیں اور مسلمان آئیں اور صرف تین روز رہ کر چلے جائیں اور بجز اسباب سافرت اور میان کی ہوئی تلواروں کے اپنے ساتھ کچھ نہ لائیں۔ یہ معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ ابو جندل پسر سہیل بیڑیاں پہنے ہوئے حضور اکرمؐ کے سامنے آئے سہیل نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہا کہ اے محمدؐ اس کے آنے سے پہلے ہمارے تمہارے درمیان شرائط صلح طے ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے۔ اور حکم دیا کہ ابو جندل کو لوٹا دو اوس نے فریاد کی کہ اے مسلمانوں مجھ کو مشرکین میں لوٹاتے ہو وہ مجھ کو ایذا دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ صبر کرو ہم نے ان کے ساتھ عہد کر لیا ہے اس کو ہم نہیں توڑیں گے مسلمان غایت رنج کی وجہ سے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر پریشان ہوتے رہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے آئے تو عتبہ ابن اسید وہاں پہنچ جو ایمان لے آئے تھے اور ان کو بھی مکہ میں قید کر لیا گیا تھا آپؐ نے ان کو بھی واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ ہمارے مذہب میں عہد کر کے نہیں توڑا کرتے +

بادشاہوں کے نام مراسلات۔ اس کے بعد پھر آنحضرت صلعم نے خسرو اور قیصر و نجاشی نیز مقوقش شاہ مصر وغیرہ کے نام اصحابؓ کے ہاتھ خطوط روانہ فرمائے مقوقش نے آپ کے خط کی نہایت توقیر کی اور تحائف بھیجے۔ نجاشی نے جعفرؓ ابن ابو طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا قیصر بھی اسلام تو لانا چاہتا تھا لیکن اپنی قوم سے خائف رہا خسرو نے اس خط کو چاک کر دیا اور کہا کہ یہ تو میرا بندہ ہے پھر مجھ کو ایسا لکھتا ہے۔ منذر والی بحرین اور وہاں کے تمام اہل عرب کے ساتھ اسلام لے آئے اور جو یہود و نصاریٰ اور گبر وہاں رہتے تھے سب نے جزیہ دینا قبول کیا +

جنگ خیبر ۷ھ ساتویں برس جنگ خیبر ہوئی۔ اور یہ جنگ اس طرح واقع ہوئی کہ جب آنحضرت صلعم حدیبیہ سے واپس ہوئے اور مدینہ میں ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور ماہ محرم کا کچھ حصہ بسر تو کیا مگر خیبر کے یہودیوں سے بے خوف نہ تھے۔ کیونکہ ان کا بڑا زور اور دبدبہ تھا اور وہ لوگ وقت وفرصت کے منتظر رہتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے ایک ہزار چار سو پیادوں اور دو سو سواروں کی جمعیت سے خیبر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے تمام قلعے یکے بعد دیگرے فتح بھی کر لئے۔ پہلے تو قلعہ ناعم کو پھر قموص یصعب۔ وطیح سلالم کو فتح کیا۔ بعد ازاں خیبر کا قلعہ علیؓ کے دست مبارک سے فتح ہوا۔ چنانچہ اولاً تو علم ابوبکر صدیقؓ کے سپرد کیا گیا۔ وہ جنگ کر کے واپس آگئے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ کو علم برداری کا حکم دیا گیا وہ بھی سخت جنگ کر کے واپس ہو گئے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خدا کی قسم کل میں ایسے شخص کو نشان یعنی علم دوں گا جو قلعہ کو بزور بازو لے لیگا۔ چنانچہ اگلے دن علم حضرت علیؓ کے سپرد کیا گیا تب آپ خیبر کی طرف بڑھے اور اس وقت سُرخ لباس آپ کے زیب تن تھا جب خیبر پہنچے تو مرحب جو قلعہ کا مالک تھا خود یمانی پہنے ہوئے مقابلہ کے لئے آیا اور یہ شعر پڑھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب + شاکی السلاح بطل مجرب + انا الذی سمتنی امی حیدرہ + کلیث غابات کریہ المنظرہ

تمام خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں کون مرحب جو مسلح اور تجربہ کار بہادر ہے میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے جو جنگل کے شیروں کی طرح نہایت مہیب ہے۔

اکلیھم بالسیف کیل السندرہ یعنی ان کو تلواروں پر سندرہ کی طرح تولوں گا پھر ہر ایک نے دوسرے پر وار شروع کر دیا حضرت علیؓ نے پیش دستی کی اور تلوار کا ایک کاری وار مرحب پر مارا۔ آپ کی تلوار مرحب کے سپر اور خود کو کاٹتی ہوئی اُس کے سر پر پہنچی اور اس کو خاک پر لٹا دیا +

یہ فتح صفر کے مہینہ میں حاصل ہوئی۔ آخر کار خیبر والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ ہم آپ کو نصف پیداوار دیں گے اور جب آپ فرمائیں گے ہم قلعہ کو خالی کر دیں گے۔ آنحضرت صلعم نے اس شرط کو منظور فرما لیا۔ اور یہودی بدستور خیبر کے قلعے میں سکونت پذیر رہے لیکن عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اُن کو جلا وطن کر دیا +

خالد بن الولید کا اسلام قبول کرنا اور سریہ موتہ۔ آٹھویں سال خالد بن الولید اور عمرو بن العاص ایمان لائے اور اسی سال جنگ موتہ واقع ہوئی اس کی یہ صورت پیش آئی۔ کہ آنحضرت صلعم نے حارث بن عمر کی معرفت ایک خط فرمانروائے بصرہ کے پاس بھیجا جب وہ موتہ میں پہنچے تو عمر بن شرجیل نے ان کو قتل کر دیا۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ایک لشکر طیار فرمایا جس میں تخمیناً تین ہزار آدمی تھے اور زید بن حارث کو علم سپرد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب اور ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ علم بردار ہوں چنانچہ یہ سب روانہ ہو کر معان تک پہنچے تھے کہ وہاں پر یہ سنا کہ ہرقل نے ایک لاکھ رومیوں اور ایک لاکھ عربوں کے ساتھ ان پر فوج کشی کر دی ہے اور سرزمین ملقان میں اُترا ہوا ہے +

مسلمان دو رات معان میں مقیم رہے اور سوچتے رہے کہ کیا کریں۔ آخر سب نے متفق ہو کر ایک خط آنحضرتؐ کی خدمت بابرکت میں لکھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن عبداللہ ابن رواحہ نے کہا کہ دل کو قوی کر کے اُٹھ کھڑے ہو جس چیز سے ڈرتے ہو خدا کی قسم وہ وہی چیز ہے کہ جس کی طلب میں بذوق شہادت تم گھر سے نکلے ہو۔ ہم اپنی قوت یا جماعت کثیر کے بھروسہ پر دشمن سے نہیں لڑتے بلکہ ہمارا لشکر اور ہماری قوت صرف ہمارا دین مبارک ہے کہ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتحمند کیا ہے۔ سب نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو چنانچہ فی الفور روانہ ہو گئے موضع شارف پر جو ایک گاؤں ہے ملقان کے نواح میں ٹھہرے وہاں ان کو ہرقل کا ایک لشکر ملا مگر مسلمانوں نے قریہ موتہ کی طرف حملہ کیا اور یہاں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور خوب جنگ ہوئی۔ زید بن حارث کے ہاتھ میں آنحضرتؐ کا علم تھا اور بڑے جوش و شجاعت کے ساتھ لڑ رہے تھے یہاں تک کہ مخالف کے لشکر میں جا گھسے اور شہید ہو گئے ان کے شہید ہوتے ہی جعفر بن ابی طالبؓ نے علم لیا اور رجز خوانی کرتے ہوئے لڑنے لگے حتیٰ کہ ان کا گھوڑا زخمی ہو گیا اور پاپیادہ ہو گئے بالآخر یہ بھی شہید ہو گئے ان کے شہید ہوتے ہی عبداللہ ابن رواحہ نے آگے بڑھ کر علم اُٹھایا اور گھوڑے کو چھوڑ کر پیادہ پا جنگ شروع کی حتیٰ کہ یہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد مسلمان پریشان ہونے لگے۔ اس وقت ثابت بن ارقم انصاری نے علم کو ہاتھ میں لے کر کہا کہ اے گروہ مسلمانان تم اپنے میں سے ایک شخص کی سرداری قبول کرو سب نے کہا کہ آپ کے سردار ہونے پر ہم سب راضی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اس کام کے قابل نہیں ہوں بلکہ خالد بن الولید موزوں ہیں۔ سب نے اتفاق کیا۔

خالدؓ علم لے کر نہایت جاں بازی سے لڑے اور دشمنوں کو پسپا کر دیا اُس کے بعد لشکر اسلام مدینہ طیبہ واپس آیا +

فتح مکہ۔ اسی سال حدیبیہ کی صلح بھی ٹوٹ گئی اور شہر مکہ فتح کیا گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ بنی بکر نے جو قریش کے حلیف تھے بنی خزاعہ پر جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد و پیمان کیا تھا چڑھائی کر دی اور ان کے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور قریش کے ایک گروہ نے بھی بنی بکر کی اس میں امداد اس لئے جو معاہدہ قریش اور مسلمانوں کے مابین ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا۔ ابوسفیان مدینہ میں اسی غرض سے آیا کہ اُس عہد کو پھر تازہ کرے جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ اور اپنی لڑکی اُم حبیبہؓ (آنحضرت صلعم کی زوجہ مطہرہ) کے مکان پر قیام کیا اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس کے متعلق گفتگو شروع کی۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے۔ پھر وہ اصحاب کبار کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے بھی کچھ جواب نہیں دیا مجبوراً مکہ واپس چلا آیا۔ اور تمام اپنی سرگزشت قریش سے بیان کر دی +

اِدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے لئے طیاری شروع کر دی۔ اور مہاجرین و انصار اور چند گروہ عرب کو ہمراہ لے کر جن کی تعداد دس ہزار تھی دسویں رمضان ۸ھ کو مدینہ سے کوچ فرمایا جب مکہ کے قریب پہنچے تو حضرت عباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر سوار تھے اور آگے آگے چل رہے تھے انہوں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام کی آواز سنی جو تجسس میں نکلے تھے۔ عباسؓ نے کہا کہ اے ابو حنظلہ ابوسفیان نے کہا لبیک میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہاری کیا حالت ہے کہا کہ رسول اللہ دس ہزار آدمیوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اُس نے کہا کہ مجھ کو کیا حکم دیتے ہو حضرت عباسؓ نے کہا کہ تم میرے ساتھ آؤ۔ آنحضرت سے میں تمہارے لئے امان چاہوں گا۔ پھر ابوسفیان کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھا لیا اور آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئے اور اُس کے حق میں سفارش کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابوسفیان کیا ابھی تک تو یہ نہیں سمجھا کہ خدا کے سوا دوسرا اور خدا نہیں۔ کہنے لگا کہ ہاں جانتا ہوں۔ اے رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر خدا کے ساتھ دوسرا خدا شریک ہوتا تو یقیناً وہ ہمارے کام آتا۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ تو نے ابھی تک یہ نہ جانا کہ میں اُس خدا کا رسول ہوں کہا ہاں اس امر کی نسبت میرے دل میں ایک بات ہے چنانچہ اسلام قبول کر لیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر اور خانہ کعبہ میں داخل ہو گا وہ امان پائیگا۔ اور جو شخص دروازہ اپنا بند رکھے گا وہ بھی مامون رہے گا۔ پھر عباسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو اس کوہ کے تنگ گوشہ میں بٹھا دو کہ جہاں سے خدا کا لشکر اس کے سامنے سے ہو کر گزرے اور وہ اس کو دیکھے۔ عباسؓ نے ایسی ہی جگہ لے جا کر اُن کو بٹھا دیا۔ پھر سامنے سے بنی غفار کے چار سو اور قبیلہ مزینہ کے چودہ سو آدمی کا گروہ اور نیز قبیلہ تمیم اور قیس و اسد کا ایک گروہ علم اونچے لئے ہوئے تکبیر و تہلیل کرتا ہوا گزرا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری بھی گزری آپ نیلگوں لشکر کے بیچ میں تھے اور یہ لشکر انصار اور مہاجرین بہادروں کا تھا۔ جو لوہے میں غرق نظر آتا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ مہاجرین و انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تمہارے بھتیجہ کو بڑی بادشاہی ملی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ بادشاہی نہیں بلکہ دبدبۂ پیغمبری ہے۔ پھر ابوسفیان حکیم بن حزام کے ساتھ مکہ آیا اور خانہ کعبہ میں داخل ہو کر باآواز بلند کہا کہ اے گروہ قریش اب محمد تمہارے لئے ایسا لشکر لائے ہیں جس کا تم کچھ علاج نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا تو ہم کیا کریں۔ ابوسفیان نے کہا کہ جو شخص میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں داخل ہو گا یا جو اپنا دروازہ بند رکھے گا پناہ پائے گا۔ اور پھر باآواز بلند کہا کہ اے گروہ قریش اسلام قبول کرو اور جھگڑا حاصل کرو۔ اس لفظ کے کہنے پر اُس کی بیوی ہندہ سامنے آئی اور اُس کی داڑھی پکڑ کر کہنے لگی کہ اے اولاد غالب اس احمق بڈھے کی گردن اُڑا دو +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور سعد بن عبادہ کو بھیجا تاکہ مکہ میں داخل ہوں سعدؓ نے کہا کہ آج ہم کعبہ کو حرم نہ رکھیں گے۔ مہاجرین میں سے کسی نے اس بات کو سن لیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا۔ آپ نے حضرت علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ سعد سے جا کر ملو اور ان سے جھنڈا لے لو اور مکہ میں تم خود داخل ہو۔ اور خالد بن ولید کو حکم دیا کہ مکہ کے نشیب سے داخل ہوں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرمایا اُس وقت حضور کے سر مبارک پر سرخ چادر بندھی ہوئی تھی۔ اس فتح کی خوشی میں آپ نے وہاں پر سجدہ شکر ادا کیا اور پھر آگے بڑھے اور نشیب سے مکہ کے بلند حصہ پر تشریف لے گئے جہاں آپ کے لئے راؤٹی نصب کی گئی +

عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ نے موضع خندمہ میں ایک بڑی جماعت جمع کر لی تھی جس میں کچھ اوباش تھے اور کچھ بنی بکر اور بنی حارث کے آدمی اُن کے ساتھ مل گئے تھے۔ ان لوگوں نے خالدؓ کے اوپر خوب تیر برسائے اور اُن کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ خالد بھی تلوار کھینچ کر ان میں گھس گئے۔ تین مسلمانوں کو شہادت حاصل ہوئی اور چند مشرک قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے +

بالآخر مسلمان مکہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت مشرک عورتیں اپنے بال کھول کر راستہ میں کھڑی ہو گئیں اور اپنی چادریں مسلمانوں کے گھوڑوں کے منہ پر مارنے لگیں تاکہ گھوڑے بھڑک اُٹھیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کو دیکھ کر تبسم فرمایا۔ جب مکہ میں تشریف لائے ہیں تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آپ نے یوں ارشاد فرمایا کہ۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الا ان کل دم او ماثرۃ او مال یدعی فی الجاھلیۃ فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ الکعبۃ وسقایۃ الحاج یعنی نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اکیلا ہے وہ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ آگاہ ہو جو طرز عمل یا مال یا خون جس کا زمانہ جاہلیت میں مطالبہ کیا جاتا تھا میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے لیکن مجاورت کعبہ اور زائرین کو زمزم پلانے کا انتظام +

پھر آپ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش تم جانتے ہو کہ ہم تمہارے ساتھ کیا کریں گے انہوں نے کہا کہ نیکی کے سوا کچھ نہیں کرو گے۔ تم خود مہربان بھائی کے بیٹے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کیا۔ اس کے بعد سات مرتبہ طواف کر کے خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں نماز پڑھی ✦

کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت تھے جو پیغمبروں اور بزرگوں کے نام پر تراشے گئے تھے۔ وہ تمام آپ کے حکم سے باہر پھینک دیئے گئے اور ان کی طرف آپ نے اشارہ کر کے فرمایا کہ جاء الحق وذھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی کہہ دو کہ بس دین حق آیا اور دین باطل نیست و نابود ہوا۔ اور دین باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا ✦

پھر صفا پر بیعت کے لئے تشریف لے گئے عمر بن الخطاب رضؓ ہمراہ تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب کسی قدر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور اس بات پر بیعت لیتے تھے کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم سنو اور قبول کرو۔ جب مردوں کی بیعت ختم ہوئی تو عورتوں کی بیعت کی نوبت آئی ان میں ہندہ بنت عتبہ یعنی ابو سفیان کی بیوی بھی موجود تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اس بات پر بیعت کرو کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں گے اس نے کہا کہ ہمارے اور مردوں سے ایک چیز زیادہ کہتے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بدکاری سے بچو۔ اس نے کہا کہ کوئی شریف حرہ ایسا کر سکتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کیا کرو۔ ہندہ نے کہا کہ بچپنے میں تو ہم نے انہیں پالا پرورش کیا جب بڑے ہو گئے تو بدر کے دن آپ نے انہیں مار ڈالا بس آپ جانیں وہ جانیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کسی پر تہمت نہ باندھو۔ ہندہ نے کہا کہ قسم خدا کی یہ بری عادت ہے اور آپ ہم کو بجز اچھی عادتوں اور اچھے کاموں کے اور کچھ نہیں سکھلاتے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ نیک کاموں میں ہمارے حکم سے مت پھرو۔ ہندہ نے کہا کہ اگر آپ کی نافرمانی منظور ہوتی تو اس جگہ نہ آتے۔ اس کے بعد آپ حضرت نے عمر بن الخطاب کو حکم دیا کہ وہ عورتوں سے بیعت لیں اور توبہ کرائیں۔ جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو آنحضرت صلعم نے حضرت بلال رضؓ سے فرمایا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو اس وقت قریش پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے کچھ لوگ تو ان میں سے اسلام لے آئے تھے۔ اور کچھ پناہ چاہتے تھے جب اذان میں حضرت بلال رضؓ نے کہا کہ اشھدان محمدًا رسول اللہ۔ تو جویریہ دختر ابوجہل نے کہا کہ خدا نے میرے باپ پر بڑا احسان کیا کہ آج بلال رضؓ کی آواز کعبہ کی چھت پر نہ سُنی۔ حرث ابن ہشام نے کہا کہ کاش میں آج کے دن مردہ ہوتا۔ اور لوگوں نے بھی ایسی ہی باتیں کہیں لیکن تھوڑے ہی زمانہ کے بعد ان سب نے اسلام قبول کر لیا اور پکے مسلمان بن گئے ✦

غزوۂ حنین۔ اسی سال ماہ شوال میں حنین میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ایک جنگل ہے۔ قبیلہ ہوازن کے ساتھ جنگ ہوئی اُس کی یہ صورت پیش آئی کہ جب مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ نے فتح عطا فرمائی تو کہنے لگے کہ کچھ بعید نہیں کہ اب ہماری طرف قصد کریں پس یہ بہتر ہے کہ ہم ہی پیش قدمی کریں۔ چنانچہ مالک ابن عوف کی سرداری میں تمام ہوازن جمع ہوئے اور ثقیف بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے جن کا سردار حارب بن الاسود تھا مالک نے تجسس کے لئے اپنے آدمیوں کو بھیجا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو سُنا تو آپ بھی مع ان دو ہزار آدمیوں کے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے اور دس ہزار صحابہ کے مکہ سے روانہ ہوئے۔ مسلمانوں نے اپنی جمعیت کو دیکھ کر کہا کہ آج ہم لوگ مغلوب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم الخ یعنی اور خاصکر حنین کی لڑائی کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تم کو مغرور کر دیا تھا کہ ہم بہت ہیں تو وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور اتنی بڑی زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی مسلمان حنین کے قریب پہنچے اور ایسے جنگل میں اُترے جو پیچ در پیچ تھا اور کثرت سے اس میں کھوئیں تھیں۔ یہ لشکر صبح کی تاریکی میں وہاں پہنچا تھا۔ اور دشمن پہلے سے وہاں آ کر تنگ اور پوشیدہ مقامات دیکھ کر گھات میں آ بیٹھے تھے۔ مسلمانوں کے وہاں پہنچتے ہی انہوں نے اچانک جھپٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ایسی فاش شکست دی کہ ایک کو دوسرے کی مطلق خبر نہ رہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سیدھی جانب رُخ کیا اور مہاجرین و انصار کے کچھ لوگ حضور کے قریب تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو۔ یہاں آؤ میں پیغمبر خدا ابن عبداللہ ہوں عباس حضور کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور وہ تنومند بلند آواز بھی تھے آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ تم آواز دو انہوں نے باواز بلند پکارا کہ اے گروہ انصار اور اے اصحاب السمرہ یعنی بیعت رضوان والو۔ سب نے کہا کہ لبیک لبیک اور ہر شخص نے اپنی سواریوں کو لوٹایا اور جو لوگ دقت کی وجہ سے نہ لوٹا سکے تو وہ سواریوں سے کود کر آواز کی طرف دوڑ پڑے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سو آدمی جمع ہو گئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی ہمراہ لے کر دشمن کی طرف بڑھے جب لڑائی کی آگ پورے زور شور سے مشتعل ہو گئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا النبی لاکذب انا ابن عبدالمطلب الآن حمی الوطیس۔ یعنی میں نبی ہوں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ ہوشیار ہو جاؤ کہ اب تنور گرم ہو گیا ہے ✦

اس کے بعد آپ نے ایک مٹھی خاک کی لے کر مشرکین کی طرف پھینک کر ماری جس کی وجہ سے ان کو سخت شکست ہوئی۔ قرآن شریف میں اسی طرف اشارہ ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ یعنی نہیں پھینکا تو نے بلکہ اللہ نے پھینکا ✦

آپ کا ایک لاشہ پر گزر ہوا تو پوچھا کہ اس کو کس نے مارا لوگوں نے عرض کیا کہ خالد بن ولید نے۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ خالد سے جا کر یہ کہہ دو کہ رسول اللہ نے عورت اور بچے اور مزدور کے قتل سے منع کیا ہے۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو غنیمت کا مال اور قیدیوں کی کثیر تعداد ہاتھ آئی۔ قیدیوں میں شما دختر حارث کی لڑکی جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بہن تھی سامنے آئی اور اس نے پتہ بیان کیا تو حضور نے اُس کو پہچان لیا اور اپنی چادر مبارک آپ نے اُن کے لئے زمین پر بچھا دی اور جو کچھ اُس نے طلب کیا وہی اُس کو دیا۔ اور پھر اُس کو اُس کے گھر پہنچا دیا۔ بعد ازاں

ہوازن کے ایلچی آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ جو کچھ ہم پر گزرا آپ پر ظاہر ہے۔ آپ ہم پر مہربانی فرمائیے گا۔ اور قبیلہ بنی سعد والوں میں سے جو آپ کے ساتھ رضاعت کا رستہ رکھتے تھے۔ زہیر نامی شخص آیا۔ یارسول اللہ ان قیدیوں میں سے آپ کی رضاعی پھوپی اور خالہ اور وہ عورتیں جن کی گود میں آپ نے پرورش پائی ہے موجود ہیں۔ ہم اگر نعمان بن منذر کی ایسی خدمت کرتے تو اُن سے ہم کو مہربانی کی اُمید ہوتی اور آپ تو ان سے بہتر ہیں پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں ہمارے اور عبد المطلب کے حصہ میں آئیں وہ ہم نے تم کو بخش دیں۔ اور جس وقت ہم نماز کے واسطے جمع ہوں اُس وقت تم یوں کہنا کہ عورتوں اور بچوں کے حق میں رسول اللہ کو تو مسلمانوں کے پاس اور مسلمانوں کو رسول اللہؐ کے پاس شفاعت کے لئے لاتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو کچھ حق ہمارا اور عبد المطلب کی اولاد کا ہے وہ ہم نے تم کو بخشا۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ جو ہمارے حصہ میں آئیں ان کو ہم نے رسول اللہ کے سپرد کیا۔ غرض اس طرح تمام قیدیوں نے جن کی تعداد چھ ہزار تھی رہائی پائی۔ اس کے بعد مال غنیمت کو سب خاندانوں پر تقسیم فرمایا لیکن جب مال غنیمت قریش اور دیگر قبائل کو دے دیا تو انصار کو اس میں سے کچھ نہ پہنچا تو ان کے دلوں میں ایک گونہ رنج و ملال ہوا حتیٰ کہ ان میں سے ایک شخص بول اُٹھا کہ اب تو پیغمبر خدا مال غنیمت اپنے ہی لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں +

آنحضرتؐ نے سعد بن عبادہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو حاضر کرے جب یہ لوگ آ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا مجھے معلوم ہو گیا لیکن کیا خدا نے تم کو گمراہی سے ہدایت پر اور افلاس سے دولتمندی پر اور دشمنی سے محبت کے اعلےٰ مرتبہ پر میرے ذریعہ سے نہیں پہنچایا یہ سن کر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا صاف جواب کیوں نہیں دیتے۔ کہا آپ ہم کیا عرض کریں۔ حضور نے پھر فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو یہ کہہ سکتے تھے۔ اور میں بھی تمہاری اس میں تصدیق کرتا کہ تم کو سب نے جھوٹا کیا اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور سب نے آپ کو ذلیل کیا مگر ہم نے آپ کی امداد کی۔ آپ محتاج و بے نوا تھے ہم نے آپ کو ساز و سامان دیا۔ اے گروہ انصار کیا تم اس بات سے رنجیدہ ہو گئے کہ میں نے ایک مٹھی سونا تالیف قلوب کے لئے ایک قوم کو دے دیا اور تم اس پر خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ تو بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ کے ساتھ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ خدا کی قسم اگر سب لوگ ایک راستہ سے چلیں اور انصار دوسرے راستہ سے۔ تو میں انصار کی راہ کو پسند کروں گا حضور اکرم کی یہ تقریر سُن کر تمام حضرات بے قرار ہو گئے اور اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ تمام داڑھیاں تر بتر ہو گئیں اور پھر عرض کرنے لگے کہ جو بھی تقسیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے ہم اُس پر بدل و جان رضامند ہیں +

غزوہ تبوک ۹ھ۔ نویں برس جنگ تبوک واقع ہوئی اُس کا سبب یہ پیش آیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ خبر سُنی کہ ہرقل بادشاہ روم مع نصرانی عربوں کے میرے ساتھ جنگ کا قصد رکھتا ہے تو آپ نے بھی جنگ کی طیاری شروع کر دی۔ مگر اُس وقت گرمی کی تو شدت تھی اور قحط سالی کی وجہ سے لوگ پریشان اور تنگ دست تھے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی راہ میں جس سے جس قدر ہو سکے پیش کرے۔ یہ سُن کر حضرت صدیقؓ نے تو لونڈی غلام سونا چاندی جو کچھ رکھتے تھے پیش کر دیا اور حضرت عثمان نے تین سو اونٹ اور ہزار دینار اور باقی لوگوں نے بھی جو کچھ ہو سکا پیش کر دیا۔ جب لڑائی کا کل سامان درست ہو گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تبوک تشریف لے گئے تو یوحنا نے جو ایلہ کا حکمران تھا حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیا اُس کے بعد مقام جربا والوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور اوزح کے باشندوں نے سو دینار سالانہ ادا کرنے پر صلح کی پیغمبر خدا نے دس روز تبوک میں قیام فرمایا مگر رومی مقابلہ کو نہیں آئے۔ اس لئے آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے +

فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں صراحۃً مذکور ہیں۔ جبرئیل جن کے متعلق انبیاء علیہم السلام پر وحی لانے اور کفار پر عذاب نازل کرنے کی خدمت ہے۔ میکائیل جن کے متعلق رزق پہنچانے اور بارش برسانے کی خدمت ہے۔ ہاروت و ماروت جو آزمائش کی غرض سے بصورت انسان دنیا میں بھیجے گئے تھے اور قصے مشہور ہیں رعد اس فرشتہ کا نام ہے جس کے سپرد بادلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے یک جا جمع کرنے اور متفرق کرنے کی خدمت ہے۔ برق جن کے چار چہرے ہیں ایک بصورت انسان دوسرا بصورت شیر تیسرا بصورت گرگس چوتھا بشکل بیل ان کی دم پٹخارنے کا نام بجلی ہے۔ مالک جہنم کے داروغہ ہیں۔ سجل جن کے متعلق صحیفے اور نامۂ اعمال ہیں۔ قعید جن کے متعلق سیئات کا لکھنا ہے اور بعض مفسرین نے ذوالقرنین روح۔ اور سکینہ بھی فرشتوں کے نام بیان کئے ہیں +

کفار جن کے نام قرآن مجید میں صراحۃً مذکور ہیں۔ قارون۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے چچازاد بھائی یصیر کا بیٹا تھا جالوت قوم عمالقہ کا بادشاہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ہامان فرعون کا وزیر تھا۔ آذر بت تراش ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا یا چچا اور بعض مفسرین نے اس کو لقب بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا نام تارخ تھا۔ واللہ اعلم النسی بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ بنی کنانہ کے رئیس کا نام ہے جو مہینوں کو آگے پیچھے سرکا کر شہر حرام یعنی ماہ محرم کو صفر بنا لیتا اور حرام قتل و قتال کو حلال ٹھہرا لیتا تھا بسری بعض مفسرین نے اس کو بھی ایک کافر کا نام لکھا ہے جو اس قافلہ میں موجود تھا جس نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا تھا جنات میں صرف ایک نام یعنی ابلیس کا صراحۃً مذکور ہے جس کا نام پہلے عزازیل تھا اور کنیت ابو کردوس یا ابو فترہ یا ابو مرہ اور شیطان کے نام سے مشہور ہے جس کے معنی ہیں شریر و سرکش +

قبائل جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یاجوج، ماجوج، عاد، ثمود، مدین، قریش، روم +

القاب جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا۔ مسیح علیہ السلام کا الیاس۔ ادریس علیہ السلام کا۔ ذو الکفل حضرت یسع

یا یوشع، یا زکریا علیہ السلام کا نوح نام عبد الغفار تھا۔ ذوالقرنین سکندر بادشاہ کا جن کی ولایت میں شک نہیں اور نبوت میں اختلاف ہے۔ فرعون ولید بن مصعب بن ریان بادشاہ مصر کا تبع اسعد بن ملکے کرب کا لقب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ٭

دنیوی امکنہ و مقامات جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ بکہ یعنی مکہ جائے ولادت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ و یثرب جائے ہجرت و مدفن آنحضرت صلعم۔ بدر مدینہ کے قریب ایک قصبہ ہے۔ حنین طائف کے قریب قصبہ ہے جمع مزدلفہ کا دوسرا نام ہے مشعر حرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔ ایکہ جہاں قوم شعیب آباد تھی۔ حجر قوم ثمود کے ملک کا نام ہے احقاف، عمان و حضرموت کے مابین ریتیلی پہاڑی ہے طور سینا وہ پہاڑ جس پر موسےٰ کا اللہ پاک سے کلام ہوا جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے جس پر نوح علیہ السلام کی کشتی جا کر ٹھہری تھی طویٰ شہر فلسطین میں ایک وادی ہے۔ کہف غار ہے رقیم قصبہ ہے جس سے اصحاب کہف نکلتے تھے عرم وادی کا نام ہے حرد قصبہ کا نام ہے قاف بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس پہاڑ کا نام ہے جو تمام سطح زمین کو محیط ہے جزی کفوین کا نام ہے طاغینہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس زمین کا نام ہے جس میں قوم ثمود ہلاک ہوئی۔ واللہ اعلم

اخروی اماکن و مقامات جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ فردوس جنت کا اعلیٰ محل۔ علیون صلحا کی ارواح کا مقام سجین ارواح کفار کی جگہ۔ کوثر نہر ہے جو جناب رسول اللہ صلعم کو امت محمدیہ کے سیراب کرنے کی غرض سے مرحمت ہوئی سلسبیل تسنیم جنت کے دو چشمے ہیں

قرآن کے خواص و اعمال،

یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ منجملہ اسباب جلب نفع اور دفع مضرت کے ایک طریقہ رقی یعنی جھاڑ پھونک کا ہے لیکن مثل دیگر امور مباح کے اس میں بھی اگر انضمام کسی مفسدہ کا ہو جائے یا فقدان کسی شرط جواز کا ہو جائے تو یہ عمل بھی ناجائز اور معصیت ہو جاتا ہے۔ چونکہ ہمارے زمانہ میں منجملہ دیگر فتن کے ایک فتنہ جو کہ اکثر عوام اور بعض خواص پر مستولی ہو یہ بھی ہے کہ جھاڑ پھونک میں حدود شرعیہ سے تجاوز کر لیا ہے اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر ان حدود کے بقدر ضرورت تفصیل حوالہ قلم کروں اس کے بعد مختصرہ خواص معتبرہ اعمال لکھوں تاکہ حدود شرعیہ ملحوظ رکھنے کے بعد کسی معصیت اور ناجائز عمل کا بھی ارتکاب نہ ہو اور خواص معتبرہ معلوم ہونے سے جلب نفع اور دفع مضرت میں سہولت ہو ٭

تفصیل حدود

(۱) ایسے الفاظ جن کے معنی معلوم نہ ہوں یا ایسا نقش جس میں ہندسے لکھے ہوں لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ کس چیز کا نقش ہے ایسے تعویذ کا استعمال ناجائز ہے (شامی) جیسا کہ اکثر تعویذ لکھنے والوں کا آج کل یہی حال ہے کہ اس نقش کی حقیقت بھی معلوم نہیں ہوتی لیکن ایسے ہی کسی کی تقلید سے یا کسی کتاب بیاض وغیرہ سے نقل کر کے لکھ دیتے ہیں ٭

(۲) جب کلمات غیر معلومۃ المعنی سے جھاڑ پھونک جائز نہیں تو جن کے معنی یقیناً شرع کے خلاف ہوں ان کا استعمال بدرجہ اولےٰ ناجائز ہوگا آج کل اس میں بھی ابتلا عام ہے مثلاً کسی مخلوق کو ندا ہوتی ہے لکھنے میں اور پڑھنے میں یا مثلاً بعض تعویذوں میں گو ندا تو نہیں ہوتی بلکہ کسی بزرگ کا توسل ہوتا ہے یا ان کے نام کی نذر و نیاز ہوتی ہے لیکن اس کے اثر مرتب ہونے میں ان بزرگوں کا دخل بھی سمجھا جاتا ہے یہ سب شرعاً ممنوع و باطل ہیں انہیں عوارض کی وجہ سے حدیثوں میں آیا ہے ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک (رواہ ابو داؤد ٭)

(۳) کواکب تاثیر طبعی کا قائل ہونا ایک گونہ کفر ہے۔ اکثر عملیات میں ساعت یا دن کی قید ہوتی ہے جس کی رعایت بعض عامل کرتے ہیں بعضے ماہ کے عروج و نزول کا لحاظ کرتے ہیں اور مبنی ان امور کا وہی اعتقاد تاثیر نجوم ہے جس کی ممانعت حدیث میں بلفظ مطرنا بنوء کذا۔ صریح ہے ٭

(۴) دیگر امور کی طرح عملیات میں بھی دھوکہ حرام ہے مثلاً بعض لوگ حاضرات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے جنات حاضر ہوتے ہیں اور کسی عورت یا طفل نابالغ کے ہاتھ میں کوئی نقش دے کر اس کو نگاہ جما کر دیکھنے کو کہتے ہیں اور اسے کچھ صورتیں نظر آنے لگتی ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ جن ہیں ہر چند کہ جنات کا وجود دلائل قطعیہ سے ثابت ہے مگر صورت مذکورہ میں جنات کے آنے کا دعویٰ خالی خداع اور نرا دھوکہ ہے۔ بات یہ ہے کہ عامل جب تصور جما کر بیٹھتا ہے کہ معمول کو ایسا نظر آئے گا اس عامل کی قوت خیالیہ سے معمول کے خیال میں وہ تصورات متشکل اور متمثل نظر آ جاتے ہیں سو یہ مسمریزم کا ایک شعبہ ہے جس کی بنا محض خیال ہے ٭

(۵) بعض عامل عملیات کو دخل بزرگی سمجھتے ہیں اور اس کی سعی بھی کرتے ہیں کہ لوگ ان کو ان عملیات سے بزرگ اور ولی و مقدس سمجھیں حالانکہ عملیات اگر صحیح و مشروع ہی ہوں تب بھی امور دنیویہ و اسباب طبعیہ سے مثل تدبیرات طبیہ کے ہیں کما ہو مصرح فی الشامی ٭

(۶) بعض عامل بلا اشتراط و اقعی محض حیلہ سے مشک و زعفران وغیرہ قیمتی چیزیں وصول کر لیتے ہیں جو بداہتاً ناجائز ہیں ٭

(۷) اگر عملیات میں غرض فاسد و نامشروع ہو گو وہ عملیات فی نفسہ مباح ہوں لیکن اس غرض نامشروع سے وہ عمل ناجائز ہو جائے گا اس میں بھی لوگ بکثرت مبتلا ہیں کوئی تسخیر کا عمل پڑھتا ہے جس کی حقیقت ہے قلوب کا مغلوب کر لینا کہ وہ ایک گونہ جبر ہے تحصیل مال یا استخدام میں چونکہ مسخر کے ذمہ یہ امور واجب

نہیں ہیں ایسا جبر اُن پر ڈالنا حرام ہوگا +

(۸) بلا کسی دلیل صحیح کے جس کا نام صحیح ہونا قواعد شرعیہ سے ثابت ہو کسی امر کا خواہ وہ اخبار سے ہو یا انشارات سے اعتقاد درست نہیں اکثر عاملوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ خاص طریقوں سے فال کھولتے ہیں اور گزشتہ یا آئندہ کے متعلق خبر دیتے ہیں یا چور وغیرہ کے معلوم کرنے کو لوٹا گھماتے ہیں اور کسی کا نام بتلا دیتے ہیں اور ان نتائج پر خود بھی یقین کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی یقین دلاتے ہیں یا کوئی ایسا عمل جس سے خواب نظر آئے بتلا کر جو خواب میں نظر آئے اُس پر پورا وثوق کر لیتے ہیں اور اس کا نام استخارہ رکھتے ہیں یہ سب دعوے ہیں خبر غیب کے کیونکہ شریعت نے ان وسائل کا مفید علم جزمی ہونا معتبر قرار نہیں دیا پس اب میں ضروریات کو ملحوظ رکھتا ہوا مختصر خواص و تعویذات لفظ بلفظ اعمال قرآنی سے نقل کرتا ہوں تاکہ مفید عام ہونے کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہو سکے کہ بے اصل اور غیر مشروع سے احتراز کر سکیں +

خواص سور و آیات قرآن،

خواص بسم اللہ - قیصر روم نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں شکایت دردِ سر کی کی آپ نے ایک ٹوپی سلوا کر بھیج دی جب تک وہ ٹوپی سر پر رہتی دردِ سر کو سکون رہتا اور جب اُس کو اُتارتا پھر درد ہونے لگتا اُس کو تعجب ہوا کھول کر اُس ٹوپی کو دیکھا تو اُس میں فقط بسم اللہ لکھی تھی +

دیگر بسم اللہ پورے کاغذ پر لکھ کر اگر بخار والا باندھ لے تو بخار جاتا رہے +

خواص سورہ فاتحہ - درمیان سنت و فرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر دم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کے لئے بھی مجرب ہے دیگر امام جعفر صادقؓ سے منقول ہے کہ اکتالیس مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے بخار والے کے منہ پر چھینٹا دے بخار جاتا رہے گا +

خواص سورہ بقرہ - حدیث میں ہے کہ یہ سورت جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اُس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اور حدیث میں ہے کہ سورہ بقر کو پڑھو اس میں خیر و برکت ہے +

خواص سورہ آل عمران - اس سورہ کا ورد رکھنے والا بار قرضہ سے سبکدوش ہو۔ دیگر جو شخص شروع سورۃ سے القرقان تک ہرن کی جھلی پر بایک قلم سے لکھ کر نگین انگشتری کے نیچے رکھے جو شخص باوضو پہنے جاہ و قبولیت حاصل ہو اور دشمن سے محفوظ رہے +

خواص سورہ نساء - اگر کوئی شخص ہر روز اس سورۃ کا سات مرتبہ ورد کرے تو بیوی کو اُس سے زیادہ محبت ہو اور اگر بیوی پڑھے تو مرد کو زیادہ محبت ہو دیگر یایھا الناس قد جاءکم برھان سے صراطا مستقیما تک دشمن پر بحث میں غالب آنے کے واسطے اتوار کے روز روزہ رکھے اور ایک چمڑہ کے ٹکڑہ پر لکھ کر باندھ لے اور اگر ذوالحجہ میں گلاب و زعفران سے لکھکر اپنے عمامہ یا پیشانی پر باندھ لے یا لکھ کر پی لے تو وجاہت زیادہ ہو +

خواص سورہ مائدۃ - آیہ للہ ملک السموات والارض سے فتنقلبوا خسرین تک جو شخص ان آیات کو طلوع آفتاب سے پہلے اپنی داہنی ہتھیلی پر لکھ کر چاٹ لے اور نگل جائے متواتر سات روز تک اسی طرح کرے اللہ تعالےٰ عفو و عافیت اور قناعت و صبر و رقت قلب و ہمدردی اہل اسلام عطا فرمائے +
دیگر آیہ قل یاھل الکتب ھل تنقمون سے سواء السبیل تک (پارہ لایحب اللہ رکوع ۱۳) +
خاصیت یہ آیتیں دشمن کی روسیاہی اور کند ذہنی کے لئے ہیں جو شخص ناحق ایذا دیتا ہو اور ظلم کرتا ہو اور تمہاری صبر و شکیبائی پر بھی باز نہ آئے تو جمعرات کو روزہ رکھو اور نماز عشا پڑھ کر ان کو کسی دقفی گھر کی ایک مشت خاک پر تین بار پڑھ کر اس شخص کے گھر میں وہ مٹی چھوڑ دو پھر اُس کی جان و مال کا تماشا دیکھو +

خواص سورۃ الانعام - خاصیت اگر لکھ کر مواشی کے گلے میں باندھ دیں تو اُن کو تندرستی اور جمیع آفات سے امن حاصل ہو آیہ الحمد للہ الذی خلق السموت والارض سے بربھم یعدلون تک۔ (پارہ واذا سمعوا رکوع ۷) +
خاصیت جو شخص اس آیت کو صبح و شام سات مرتبہ پڑھ کر اپنے بدن پر ہاتھ پھیرے جمیع درد و آفات سے محفوظ رہے آیہ ولہ ما سکن فی الیل والنہار وھو السمیع العلیم (پارہ واذا سمعوا رکوع ۸) +

خواص سورۃ الاعراف آیہ ان ربکم اللہ الذی خلق السموت سے رب العلمین تک (پارہ ولو اننا رکوع ۱۴)
خاصیت - سوتے وقت اس آیت کو پڑھنے سے شیاطین کی شرارت اور فالج ولقوہ سے محفوظ رہتا ہے۔ دیگر خاصیت اگر محسنین تک پڑھ کر دعا کرے کہ نیند جاتی رہے جاتی رہے گی +
دیگر اگر یہ آیتیں مع آیات آخر سورہ برأت لقد جاءکم رسول من انفسکم آخر تک دکان یا مکان یا اسباب و مال پر پڑھ دی جائیں تو ہر طرح کی حفاظت رہے +
دیگر اگر محسنین تک گلاب و زعفران و مشک سے لکھ کر باندھ دے لوگوں کے کید اور نظر بد سے اور وجع فواد اور دشمن اور مار و کژدم سے محفوظ رہے آیہ ولقد مکنکم سے تشکرون تک (پارہ ولو اننا رکوع ۸) +
خاصیت تکثیر رزق و زیادتی معاش کے واسطے جمعہ کے روز جب سب نماز سے فارغ ہو جائیں لکھ کر دکان یا مکان میں رکھنے سے رزق

پڑھتا ہے آیۃ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا سے یَذَّکَّرُوْنَ تک (پارہ ولو اننا رکوع ۱۰)

خواص سورۂ انفال - آیۃ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ سے یَتَوَکَّلُوْنَ تک (پارہ قال الملا الذین رکوع ۱۵) **خاصیت** جس شخص کے دل میں قساوت پیدا ہو جائے اور وعظ و نصیحت کا اثر نہ ہوتا ہو، اور سائل کو دینے کی اور نیک کام کرنے کی توفیق و رغبت نہ رہی ہو تو خالص جَو کی بے نمک ٹکیہ طلوع آفتاب سے قبل پکا کر اُسپر یہ آیت مذکورہ سات مرتبہ نوتراشیدہ قلم سے لکھے اور اس روز روزہ بھی رکھے اور پھر شام کو اُس ٹکیہ سے افطار کرے، انشاءاللہ تعالیٰ قلب میں رقت پیدا ہوگی **دیگر** آیہ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ سے عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک (پارہ قال الملا الذین رکوع ۱۵) **خاصیت** - رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ کو ایک پرچہ پر یہ آیت لکھکر انگوٹھی کے نگینہ کے نیچے رکھ لے تو خدا تعالےٰ فضل و کرم سے ہمیشہ محفوظ شاداں، فرحاں، منصور اور مظفر رہے گا۔

خواص سورۂ توبہ، آیۃ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا سے وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ تک (واعلموا رکوع ۱۱) **خاصیت** - آبگینہ کے آب نارسیدہ برتن میں زعفران و گلاب سے اس آیت کو لکھکر عود کی دہونی دے کر روغن چنبیلی خالص سے اسکو دہو کر سبز شیشی میں اٹھا رکھیں، جب کسی کے پاس جانے کی ضرورت ہو تو اُسمیں سے تہوڑا سا روغن اپنے دونوں ابرؤوں پر ملکر جائے۔ انشاءاللہ تعالےٰ قبولیت و محبت اور عزت جاہ لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔ **دیگر** ہرن کی جہلی پر زعفران و گلاب سے لکھکر عود الطیب سے دہونی دے کر جو شخص داہنے بازو پر باندھے اُسکو بھی یہی بات حاصل ہوگی۔

خواص سورۂ یونس (پارہ یعتذرون) **خاصیت** - اس سورۃ کو تانبے کے طشت میں لکھکر آب بستہ سے دہوکر اُس میں آٹا گوندھے اور اُسپر سب لوگوں کے نام پڑھ کر دم کردے جن پر چوری کا شبہ ہو۔ اور اُس کی روٹی پکا کر اُن لوگوں کے شمار کے موافق اُسکے ٹکڑے کرکے اُن سب کو کھلائے۔ چور اُسکو نہ کھا سکے گا۔ مگر عمل پر یقین کر لینا جائز نہیں۔ البتہ اس قرینہ کے بعد اپنے طور پر سراغ لگائے۔ محض اس عمل پر اعتماد کرکے بدگمانی کرنی یا تہمت لگانا یا تشدد کرنا درست نہیں۔

خواص سورۂ ہودؑ - (پارہ یعتذرون اور ومامن دابۃ) **خاصیت**، یہ سورۃ ہرن کی جہلی پر لکھکر جو شخص اپنے پاس رکھے گا اُسے توفیقِ نصرت عطا ہوگی۔ اگر منشا آدمیوں سے مقابلہ آپڑے تو سب پر اُسکی ہیبت غالب ہو جائے۔ اور اُس کے خلاف کوئی گفتگو اس سے نہ کر سکے اور اگر اس سورۃ کو کوئی شخص زعفران سے لکھکر تین روز صبح و شام پی لے تو اس کا قلب قوی ہو جائے گا اور کسی کے مقابلہ سے اُسکو خوف نہ ہوگا۔

خواص سورۂ ابراہیمؑ - (پارہ وما ابرئ) **خاصیت**، اس سورۃ کو سفید حریر کے ٹکڑے پر باوضو لکھکر بچے کے گلے میں باندھ دیا جائے تو رونا اور ڈرنا اور نظر بد سب دفع ہو جائے گا۔ اور دودھ چھوڑنا آسان ہو جائے گا۔

خواص سورۃ الحجر (پارہ ربما یود الذین) **خاصیت** جو شخص اس سورۃ کو زعفران سے لکھکر کسی عورت کو پلائے اسکا دودھ بڑھ جائے **دیگر** جو شخص اِس سورۃ کو لکھکر جیب میں رکھے اسکی کمائی میں برکت ہو اور معاملات میں کوئی شخص اسکی مرضی کے خلاف عدول نہ کرے۔

خواص سورۂ بنی اسرائیل (پارہ سبحان الذی) **خاصیت** - اس سورۃ کو حریر سفید کے ٹکڑے پر لکھکر کمان پر لپیٹ کر سی لیا جائے تو کوئی تیر خطا نہ کرے۔ **دیگر** اگر اسی سورۃ کو زعفران سے لکھکر پانی سے دہوکر جس لڑکے کی زبان نہ چلتی ہو پلائیں زبان چلنے لگے گی۔

خواص سورۃ الصّٰفّٰت (پارہ ومالی لا اعبد) **خاصیت** - اول سے ثَاقِبٌ تک، آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کرنا نافع ہے۔

خواص سورۂ صٓ (پارہ ومالی لا اعبد) آیۃ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ سے شَرَابٌ تک **خاصیت** کنواں کھودنے یا چشمہ نکالنے میں اسکو بکثرت پڑھنے سے پانی عمدہ اور کثرت سے نکلیگا۔

خواص سورۂ زمر (پارہ ومالی لا اعبد) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھکر پاس رکھنے سے خلقت کی نظروں میں محبوب و مقبول ہوتا ہے۔

خواص سورۂ مومن (پارہ فمن اظلم) آیۃ فَسَتَذْکُرُوْنَ سے بِالْعِبَادِ تک، **خاصیت** ظالم کے سامنے پڑھنے سے آدمی اسکے ضرر اور ظلم سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ حٰمٓ السجدۃ (پارہ فمن اظلم) **خاصیت** - اس سورۃ کو لکھکر اور آب باراں سے دہوکر اس میں سرمہ پیس کر لگانے سے یا صرف اس پانی کے ساتھ آنکھ دہونے سے سفیدی اور آشوب اور ناخنہ وغیرہ کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

خواص سورۂ شورٰی (پارہ الیہ یرد) **خاصیت** - اس سورۃ کو لکھکر پاس رکھنے سے لوگوں سے آدمی مامون و مصون رہتا ہے۔

خواص سورۃ الزخرف (پارہ الیہ یرد) **خاصیت** - اس سورۃ کو لکھکر آب باراں سے دہوکر پینے یا پلانے سے کھانسی کو فائدہ ہوتا ہے۔

خواص سورۂ دخان (پارہ الیہ یرد) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھکر پینے سے پیچش دفع ہوتی ہے۔

خواص سورۂ جاثیہ (پارہ الیہ یرد) **خاصیت** - بچہ کی پیدائش کے وقت اس سورۃ کو لکھکر اس کے باندھنے سے بچہ تمام آسیب اور موذی جانور سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ احقاف (پارہ حٰم) **خاصیت** اس کو لکھکر اور تعویذ بنا کر رکھنے سے تمام جن و انس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

خواص سورۂ محمد (پارہ حٰم) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھکر آب زمزم سے دہوکر پینے سے آدمی لوگوں کی نظروں میں موقر اور محبوب ہوجائے **دیگر** جو بات یا بیان سن لے وہ یاد رہے۔ **دیگر** اس کے پانی سے نہانا تمام جلدی امراض کا ازالہ کر دیتا ہے ٭

خواص سورۃ الفتح (پارہ حٰم) **خاصیت** رمضان شریف کا چاند دیکھنے کے وقت اس سورۃ کو تین بار پڑہنے سے تمام سال کی روزی بہت کشادہ اور فراخ رہتی ہے ٭ **دیگر** اس سورۃ کو لڑائی یا جنگ کے وقت پاس رکھنے سے ہرطرح محفوظ رہے اور فتح نصیب ہوتی ہے **دیگر** کشتی میں سوار ہوکر پڑہے تو غرق ہونے سے محفوظ رہے ٭ آیۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا سے حَكِيْمًا تک (پارہ حٰم) **خاصیت** قبولیت عامہ کے لیۓ باوضو مشک و گلاب و زعفران سے ہرن کی جہلی پر لکھکر ٹوپی میں رکھ لے مگر ٹوپی پہنتے وقت بھی وضو سے ہو ٭

خواص سورۂ حجرات (پارہ حٰم) **خاصیت** یہ سورۃ اگر لکھکر دیوار پر چسپاں کردی جائے تو آسیب نہیں آسکتا۔ **دیگر** یہ سورۃ لکھکر پلانے سے دودھ بڑہے۔ اور حمل محفوظ رہے ٭

خواص سورۂ ق (پارۂ حٰم) **خاصیت** جس گھر میں یہ سورہ پڑھی جائے اس کی دولت پائندہ رہے۔ **دیگر** آیہ قٓ سے الْخُرُوْجُ تک **خاصیت** درخت میں حفاظت و برکت کے واسطے ربیع کا اول آب باراں کسی نئی روغنی پیالی یا شیشے کے برتن میں لیکر اور آیتیں سات برچوں پر زعفران اور گلاب سے لکھکر طلوع صبح صادق کے وقت اُس پانی سے دہوکر اور دہوتے وقت آیات کو سات مرتبہ پڑھ کر رات کے وقت جس درخت کی جڑ میں یا کھیت کے درمیان میں نہ پانی چھڑکیں یا جو دانہ اُس پانی میں ترکرکے بودیں تو خوب نشو و نما ہو اور جملہ آفات سے محفوظ رہے، **دیگر** آب باراں سے اِن آیات کو دہوکر پینے سے خوف اور ہول اور پیٹ کا درد دفع ہو۔ **دیگر** جس بچے کے دانت نہ نکلتے ہوں اور تکلیف ہوتی ہو اُسکو پلانے سے دانت بآسانی نکل آتے ہیں ٭

خواص سورۃ الذاریات (پارہ قال فما خطبکم) **خاصیت** ۔مریض کے پاس پڑہنے سے مریض کے مرض میں تخفیف ہوتی ہے۔ **دیگر** حاملہ عورت کے گلے میں ولادت کی آسانی کے لیۓ لکھکر باندھنے سے اللہ تعالی کے فضل سے آسانی ہوجاتی ہے ٭

خواص سورۃ الطور (پارہ قال فما خطبکم) **خاصیت** اگر قیدی ہمیشہ اسکو پڑھا کرے جلدی رہائی پاۓ **دیگر** اگر مسافر پڑہے تو راستہ میں ہرطرح مامون و مصون رہے۔ **دیگر** اگر پانی پر پڑھکر بچھو پر چھڑک دیا جاۓ بچھو مرجاۓ ٭

خواص سورۃ النجم (پارہ قال فما خطبکم) **خاصیت** ہرن کی جہلی پر یہ سورۃ لکھکر بازو پر باندھنے سے سب پر غالب رہے ٭

خواص سورۃ القمر (پارہ قال فما خطبکم) **خاصیت** جمعہ کے دن قبل از نماز جمعہ لکھکر سر کے صافہ کے اندر رکھنے سے وجاہت اور عزت حاصل ہوتی ہے ٭

خواص سورۃ الرحمٰن آیۂ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ سے بِسُلْطَانٍ تک (پارہ قال فما خطبکم) **خاصیت** کوئی کتا بھونکتا ہو تو اسکو پڑہنے سے وہ خاموش ہوجاۓ **دیگر** لکھکر باندہنے سے خدا کی مہربانی سے آشوب چشم دفع ہوجاۓ ٭ **دیگر** اسکو لکھکر اور دہوکر پینے سے مرض طحال میں افاقہ ہوجاۓ ٭ **دیگر** لکھکر دیوار پر چسپاں کرنے سے سانپ بچھو دفع ہوجائیں ٭

خواص سورۃ الواقعۃ (پارہ قال فما خطبکم) **خاصیت**۔ اس سورۃ کو لکھکر باندہ دینے سے بچہ خدا کی مہربانی سے بآسانی پیدا ہوگا۔ **دیگر** اس سورۃ کو باوضو پڑہنے سے بھوک پیاس دفع ہوجاۓ ٭

خواص سورۃ الحدید (پارہ فما خطبکم) **خاصیت** اِس سورۃ کو لکھکر اپنے پاس رکھنے سے تیر و تلوار سے محفوظ رہے **دیگر** بخار اور ہرطرح کے ورم کے لیۓ بھی مفید ہے ٭

خواص سورۃ المجادلہ (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** یہ سورۃ اگر مریض کے پاس پڑہی جاۓ تو مریض کو بفضلہ تعالی سکون ہو اور آرام آئے **دیگر** اگر اس کو کاغذ پر لکھکر غلہ کے انبار میں رکھ دیا جاۓ تو غلہ میں کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو ٭

خواص سورۃ الحشر آیۂ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ سے آخر تک (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** سفید جام پر لکھکر آب باراں سے دہوکر پینے سے ذکاوت و فطانت زیادہ ہوتی ہے **دیگر** درد خواہ کسی اعضو میں ہوتا ہو اس کو باوضو پڑہنے سے دفع ہوجاتا ہے ٭

خواص سورۃ الممتحنہ (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھکر پے در پے تین روز دہوکر پینے سے مرض طحال کو انشاء اللہ تعالی آرام ہوجاۓ گا ٭

خواص سورۃ الصف آیۂ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا سے فَتْحٌ قَرِيْبٌ تک (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** سفید حریر کے کپڑے پر خالص مشک و زعفران اور آب نسرین معطر سے لکھکر اندر کے کُرتے میں رکھے، قبول عام اور ہیبت حاصل ہوگی ٭

خواص سورۃ الجمعہ آیۂ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ سے الْعَظِيْمِ تک پارہ قد سمع اللہ **خاصیت** سیپ کے ٹکڑے پر جمعہ کے روز لکھکر مال یا خزن میں رکھنے سے برکت ہوتی اور حفاظت رہتی ہے ٭

خواص سورۃ المنافقون (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** اِس سورۃ کو آشوب چشم اور ہر قسم کے درد اور دُنبل پر پڑھکر دم کرنا نافع ہے

دیگر آیہ وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ سے یُؤْفَکُوْنَ تک (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** زبان بندی دشمن کے لیے پاک مٹی جسپر کسی کا پاؤں نہ لگا ہو یہ آیت پڑھکر تھوڑی سی مٹی دشمن کی بے خبری میں اُسکے مُنہ پر ڈال دے۔ انشاء اللہ زبان بند ہو جائے گی۔

خواص سورۃ التغابن (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** اس سورۃ کو پڑھکر کسی ظالم کے پاس چلا جائے تو اُسکے شر سے محفوظ رہے گا

خواص سورۃ الطلاق آیہ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ سے یُسْرًا تک (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** جس کی روزی تنگ ہو گناہ سے توبہ کرے اور نیک کام کرنے کی نیت کرے اور نصف شب جمعہ کو اُٹھکر استغفار سو مرتبہ استغفار اور سو مرتبہ درود شریف اور سو مرتبہ یہ آیت پڑھکر سو رہے۔ خواب میں معلوم ہو جائے گا کہ کیا تدبیر اختیار کرے جو تنگی رفع ہو۔

خواص سورۃ التحریم (پارہ قد سمع اللہ) **خاصیت** اس سورۃ کو پڑھ کر مریض پر دم کرنے سے درد کو آرام اور جس کو مرگی آتی ہو افاقہ ہو اور جس کو نیند نہ آتی ہو نیند آنے لگے۔ اور مدیون کا قرض ادا ہو۔

خواص سورۃ الملک (پارہ تبارک الذی)، **خاصیت** اس سورۃ کو پڑھکر آشوب چشم پر تین دفعہ روزانہ دم کرنے سے بفضلہ تعالےٰ کلی آرام ہو جائے۔

خواص سورۃ ن (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** یہ سورۃ ہمیشہ نمازمیں پڑھنے سے تنگی رزق اور فقر وفاقہ دور ہو۔

خواص سورۃ الحاقہ (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** حاملہ عورت کے باندھنے سے بچہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ **دیگر** اگر بچہ پیدا ہونیکے وقت اس سورۃ کا دم کیا ہوا پانی بچے کے مُنہ میں لگایا جائے تو اُسکو ذکاوت حاصل ہو اور ہر مرض اور ہر آفت سے جسمیں بچے اکثر مبتلا ہو جایا کرتے ہیں انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔ اور اگر روغن زیتون پر دم کرکے بچے کے مل دیں تو بہت فائدہ ہو اور سب حشرات الارض اور موذی جانوروں سے امن میں رہے۔ اور یہ دم کیا ہوا جملہ جسمانی دردوں کو بھی نافع ہے۔

خواص سورۃ المعارج (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اس سورۃ کو سوتے وقت پڑھنے سے جنابت اور پریشان خواب سے آدمی محفوظ رہتا ہے۔

خواص سورۃ نوحؑ (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اِس سورۃ کا پڑھنا ہر حاجت اور غم او ہم کے دفعیہ کے لیے ازبس نافع ہے۔

خواص سورۃ الجن (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اِس سورۃ کو اگر قیدی پڑھے تو باآسانی رہائی پائے۔

خواص سورۃ المزمل (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اِس سورۃ کو ہمیشہ پڑھنے سے روزی فراخ ہوتی ہے۔

خواص سورۃ المدثر (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اِس سورۃ کو پڑھ کر اگر قرآن شریف حفظ ہونے کی دعا کرے تو انشاء اللہ قرآن شریف کا حفظ ہونا آسان ہو۔

خواص سورۃ القیٰمۃ (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اِس سورۃ کو بکثرت پڑھنے سے علم کی باتیں زبان پر جاری ہوں۔

خواص سورۃ المرسلات (پارہ تبارک الذی) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھ کر باندھنے سے دنبل اچھے ہو جاتے ہیں۔

خواص سورۃ النبا (پارہ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو پڑھ کر یا باندھ کر حاکم کے پاس جانے سے اُسکے ضرر سے محفوظ رہے۔

خواص سورۃ النازعات (پارہ عم) **خاصیت** دشمن کے سامنے یہ سورۃ پڑھنے سے اسکے شر اور ضرر سے مامون ومصؤن رہے۔

خواص سورۃ عبس (پارہ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھنے سے رستہ کے خطرات اور خوف سے حفاظت میں رہتا ہے۔

خواص سورۃ کورت (پارہ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو پڑھکر دم کرنے سے آشوب چشم اور جالا وغیرہ دفع ہو اور بصیرت زیادہ ہو

خواص سورۃ انفطار (پارہ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو قیدی پڑھے تو جلد رہا ہو، اور اگر بخار والا اسکے دم کیے ہوئے پانی سے نہائے تو بخار اُتر جائے۔

خواص سورۃ التطفیف (پارہ عم) **خاصیت** کسی ذخیرہ شدہ چیز پر پڑھی جائے تو دیمک وغیرہ سے محفوظ رہے۔

خواص سورۃ انشقاق (پارہ عم) **خاصیت** یہ سورۃ کسی نیش خوردہ پر پڑھ کر دم کر دیا جائے تو آرام ہو جائے۔

خواص سورۃ البروج (پارہ عم) **خاصیت** جس بچے کا دودھ چھوڑانا مقصود ہو یہ سورۃ لکھکر اُسکے گلے میں باندھیں بڑی آسانی سے بچہ دودھ چھوڑ دے گا۔

خواص سورۃ الطارق (پارہ عم) **خاصیت** اگر کسی دوا پر یہ سورۃ پڑھکر دم کریں تو وہ دوا کچھ نقصان نہ کرے۔

خواص سورۃ الاعلیٰ (پارہ عم) **خاصیت** کان میں جو گونج پیدا ہو جاتی ہے اس سورۃ کو پڑھ کر دم کرنے سے وہ گونج زائل ہو جائے اور مرض بواسیر اسکے پڑھنے سے دور ہو جائے۔ **دیگر** شروع مہینہ حمل میں اگر وہی لیلی عورت حاملہ پر یہ سورۃ لکھدی جائے تو انشاء اللہ اولاد نرینہ پیدا ہوئے۔

خواص سورۃ الغاشیہ (پارۂ عم) **خاصیت**۔ کھانے پر اس سورۃ کو دم کرنے سے اسکے ضرر و نقصان سے محفوظ رہے اور ہر قسم کے درد پر پڑھنے سے درد کو سکون اور آرام ہوتا ہے۔

خواص سورۃ الفجر (پارۂ عم) **خاصیت** وسط شب میں اس سورۃ کو پڑھکر مباشرت کرنے سے نیک بخت اور صالح اولاد پیدا ہو۔

خواص سورۃ البلد (پارۂ عم) **خاصیت**۔ اس سورۃ کو ولادت کے وقت لکھکر بچے کے گلے میں باندھ دینے سے سب موذی جانوروں اور مرض ہیچش سے بچہ محفوظ رہے گا۔

خواص سورۃ الشمس (پارۂ عم) **خاصیت**۔ مرگی والے اور بیہوشی والے مریض کے کان میں اس سورۃ کا پڑھنا بہت مفید ہے اور اسکو پڑھکر پانی پر دم کریں اور بخار والے بیمار کو نافع ہے۔

خواص سورۃ الضحیٰ (پارۂ عم) **خاصیت**۔ کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو یا کوئی شخص بھاگ گیا ہو اس سورۃ کو سات مرتبہ ہر روز پڑھنے سے وہ گم شدہ چیز مل جائے گی اور شخص گم شدہ گھر واپس آجائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خواص سورۃ الانشراح (پارۂ عم) **خاصیت**۔ اس سورۃ کو پڑھکر سینہ پر دم کریں۔ تنگی سینہ اور درد قلب کو سکون ہو **دیگر** اس کو لکھکر اور دھوکر پینا پتھری کو ریزہ ریزہ کرکے نکالدیتا ہے۔ اور درد مثانہ کو بہت نافع ہے۔

خواص سورۃ التین (پارۂ عم) **خاصیت**۔ غلہ کی کوٹھی میں اسکو پڑھکر دم کرنے سے برکت ہو اور ضرر رساں جانوروں سے غلہ کی حفاظت رہتی ہے۔

خواص سورۃ العلق (پارۂ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھکر سفر میں اپنے پاس رکھنے سے گھر میں واپس آنے تک ہر قسم کی آفات اور تکلیف بری اور بحری سے آرام اور امن سے رہے۔

خواص سورۃ القدر (پارۂ عم) **خاصیت**، جس سے محبت اور دوستانہ تعلقات ہوں اسکے ماتھے کے بال پکڑکر یہ سورت پڑھے تو کوئی ناگوار بات اس سے سرزد نہو۔ **دیگر** اگر سچ بولنے کی ہمت اور ارادہ کیا جائے تو اس سورۃ کا کثرت سے پڑھنا موجب امداد و اعانت اور باعث سہولت ہو۔

خواص سورۃ البیّنۃ (پارۂ عم) **خاصیت**۔ اس سورۃ کو لکھکر بطور تعویذ باندھنا اور پانی پر دم کرکے پینا مرض یرقان اور ضعف جگر کے لئے بہت نافع ہے۔

خواص سورۃ الزلزال (پارۂ عم) **خاصیت**، اس سورۃ کو غیر مستعمل تھالی میں لکھکر اسکا پانی پینا مرض لقوہ کے لئے نافع ہے۔

خواص سورۃ العادیات۔ (پارۂ عم) **خاصیت**، یہ سورۃ لکھکر اپنے پاس رکھنا **فراخی** معاش اور امن خوف کے لئے نافع ہے۔

خواص سورۃ القارعۃ (پارۂ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو بکثرت پڑھنا معاش کو بڑھاتا ہے۔

خواص سورۃ التکاثر (پارۂ عم) **خاصیت** عصر کی نماز کے بعد اس سورۃ کو پڑھکر درد سر اور شقیقہ پر دم کرنا بہت نافع ہے۔

خواص سورۃ العصر (پارۂ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو مال دفن کرنے کے وقت پڑھنا مال کو ہر آفت سے محفوظ رکھتا ہے۔

خواص سورۃ الھمزۃ (پارۂ عم) **خاصیت**، جس کو نظر بد لگ گئی ہو اسپر یہ سورۃ پڑھکر دم کرنا دفع نظر بد کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔

خواص سورۃ الفیل (پارۂ عم) **خاصیت** دشمن سے مقابلے کے وقت پڑھنے سے بفضلہ تعالیٰ اسپر غلبہ حاصل ہو۔

خواص سورۃ القریش (پارۂ عم) **خاصیت** کھانے پر دم کرکے کھانے سے ہر قسم ضرر یعنی ہیضہ و تخمہ وغیرہ سے محفوظ رہے۔ اور درد گردہ کو بھی بہت نافع ہے۔

خواص سورۃ الماعون (پارۂ عم) **خاصیت**۔ اگر یہ سورۃ استعمالی اشیا پر پڑھکر دم کردیا جائے تو وہ محفوظ رہتی ہیں۔

خواص سورۃ الکوثر (پارۂ عم) **خاصیت**۔ جمعہ کی رات میں یہ سورۃ ایک ہزار دفعہ پڑھے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو حضور پرنور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔

خواص سورۃ الکافرون (پارۂ عم) **خاصیت** اسکو رات دن پڑھنے سے شرک اور شک اور فساد اعتقاد سے حفاظت میں رہے۔

خواص سورۃ النصر (پارۂ عم) **خاصیت** رانگے پر کھود کر جال میں لگایا جائے تو مچھلیاں بہت پھنسیں۔

خواص سورۃ اللھب (پارۂ عم) **خاصیت** اس سورۃ کو لکھکر درد کی جگہ باندھا جائے تو درد کم ہوجائے اور انجام بخیر و عافیت ہو۔

خواص سورۃ الاخلاص (پارۂ عم) **خاصیت** یہی ہے جو سورۃ الکافرون میں بتائی گئی ہے۔

خواص سورۃ الفلق اور سورۃ الناس (پارۂ عم) **خاصیت** ان دونوں سورتوں کو معوذتین بھی کہتے ہیں۔ ہر قسم کے درد، بیماری سحر اور نظر بد کے لئے ان کا پڑھنا اور پڑھکر دم کرنا اور لکھکر باندھنا بہت سود مند ہے اور سوتے وقت پڑھنے سے ہر ایک شر اور آفت سے محفوظ رہے اور انکو لکھکر بچوں کے گلے میں باندھیں تو ام الصبیان وغیرہ سے محفوظ رہیں۔ حاکم کے روبرو جاتے وقت پڑھ لے تو اسکے شر سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہے۔

مجرب المجرب تعویذات برائے افادہ مخلوقات

ناظرین مقدمۃ القرآن ہذا کی خدمت میں عرض ہے کہ بعض تعویذ اور دعائیں جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب امام جامع مسجد کان پور کو جامع کمالات صوری ومعنوی حضرت مولانا حافظ حاجی سید شاہ محمد عبد الحیٔ صاحب مرحوم ومغفور خلف اکبر قطب زمان حضرت شاہ غلام رسول صاحب رسول نما علیہم اللہ سے اور نیز بزرگانِ دین سے عطا ہوئی تھیں۔ جناب حافظ صاحب ممدوح نے ان کے چھاپنے اور عام کرنے کی اجازت بھی دیدی ہے۔ لہٰذا ہم بھی ان کو عامۃ الناس کے استفادہ کے لئے اپنے اس مقدمۃ القرآن کے آخر میں بعینہٖ اُن تعویذوں اور دعاؤں کو درج کرنا ضروری تصور کرتے ہیں۔ اس سے محض فائدہ رسانی مخلوق کی مدنظر ہے۔ لیکن حافظ صاحب موصوف نے جو شرط لگائی ہے کہ ان کو دنیا طلبی کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ اور خلاف شریعت اسلام انکو عمل میں نہ لائیں۔ اس کو ملحوظ خاطر رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ طالبانِ معاش و معادان کو بہت مفید اور نافع پائیں گے۔ والحمد للہ علٰے ذٰلک۔

تعویذ چیچک (از حضرت مولانا علیہ الرحمۃ اس تعویذ کو لکھکر موم جامہ کرکے بچے کے گلے میں ڈالدے اور سات گنڈے کوڑیاں تعویذ لینے والا خیرات کردے۔ وہ تعویذ یہ ہے۔

تعویذ ہیضہ از مولانا رحمۃ اللہ علیہ برائے حفاظت از ہیضہ۔ اس تعویذ کو لکھکر بازو پر باندھدے اور تعویذ باندھنے والے کو لازم ہے کہ وہ پانچ دمڑی کوڑیاں خیرات کردے اور وہ تعویذ یہ ہے۔

تعویذ حفاظت اطفال از مولانا رحمۃ اللہ علیہ یہ تعویذ حفاظت اطفال کے لیۓ بینظیر ہے۔ اس سے بچے ہر ایک بلا سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہیں گے۔ اس تعویذ کو لکھکر موم جامہ کرکے بچے کے گلے میں ڈالیں۔ اور وہ تعویذ یہ ہے۔

دُعا از حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، یہ دعا ہر بلا، ہر مصیبت اور ہر بیماری سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لیۓ ہے۔ جو کوئی کسی بیمار کو کسی بیماری میں مبتلا یا کسی بلا میں گرفتار دیکھے۔ نیز کسی کو کیسی ہی مکروہ اور گندی بیماری جیسے کوڑھ، مرگی، دمہ، جنون وغیرہ یا کسی گناہ میں مبتلا دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔ اِس کا پڑھنے والا اس مرض اور گناہ سے مامون ومصئون رہیگا اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے بچائے گا وہ دعا یہ ہے۔

تعویذ بخار۔ از جناب قاضی شاہ محمد ولی اللہ صاحب مرحوم ومغفور برائے بخار وتپ لرزہ صرف مسلمان مریضوں کے لیۓ۔ تین پتے پیپل کے لیں اور انپر لکھکر تین روز ایک ایک پتا مریض کو چٹا دے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض جلد صحتیاب ہوگا۔ وہ یہ ہے۔

ایضاً برائے غیر مسلم مریض۔ وہ تعویذ یہ ہے

تعویذ برائے دروزہ مجرب ہے۔ ایک متشرع درویش کا عطا کیا ہوا ہے اس نقش کو لکھکر عورت کے داہنے ہاتھ پر رکھدے اور عورت اس نقش کو غور سے دیکھے۔ بچہ بہت جلد اور آسانی سے انشاء اللہ تعالیٰ پیدا ہوگا وہ نقش یہ ہے۔

دُعا برائے رفع پھوڑہ ودنبل۔ از حضرت قاضی شاہ محمد ولی اللہ صاحب مرحوم۔ اس دعا کو سات مرتبہ پڑھکر پینڈول مٹی پر دم کرے اور تھوڑا سا لعاب دہن اس مٹی پر ڈالدے۔ پھر سوکھی مٹی پیسکر دنبل پر لگائے۔ اسی طرح کئی دن عمل کرے۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔ وہ دعا یہ ہے۔

یا حافظ   ٧٨٦   یا حفیظ

اللہ شافی   اللہ کافی

٧٨٦ الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد صادق اکابر اولیا واز حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما از شر بلائے وبا نگہدار   اللہ شافی اسم کافی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اعوذ بکلمات اللہ التامات کلہا من شر ما خلق بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض ورب السماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا

کھیعص حم عسق

الاسلام حق والکفر باطل
الاسلام نور والکفر ظلمۃ

ج ح خ ط ظ ع غ ق ی ل ل م
اششم ہ ہ ہ اسول ل و

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

تعویذ برائے آماس گلو از معمولاتِ مظہریہ - اِس تعویذ کو دوشنبہ کے دن یا جمعہ کے دن لکھکر گلے میں باندھنا چاہیئے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد صحت ہوجائے گی وہ تعویذ یہ ہے -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ لِیَ اللّٰہُ لِیَ اللّٰہُ هُوَ یُوْکُمُ فِی اللَّوحِ

تعویذ برائے دفع بواسیر از معمولات مظہریہ - یہ تعویذ دوشنبہ یا جمعہ کے روز لکھکر موم جامہ کرکے مریض کی کمر میں باندھنے سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہوجائے گی - وہ یہ ہے -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یَا رَحِیْمُ کُلَّ صَرِیْخٍ وَّمَکْرُوْبٍ یَا رَحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

از معمولات مظہریہ - جس کسی کو باؤلا کتا کاٹ لے - اور اُسکے پاگل ہوجانے کا خطرہ ہو تو اِس آیت شریفہ کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھکر روزمرہ ایک ٹکڑا مریض کو کھلایا جائے انشاء اللہ کوئی خطرہ نہیں رہیگا - وہ آیۃ یہ ہے

اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ۝ وَّاَکِیْدُ کَیْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ۝

ایک دعا مجرب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس کو کوئی حاجت ہو مناسب ہے کہ ایک کاغذ پر یہ دعا نمبر ۱ لکھکر پانی بہتے میں ڈال دے اور یہ دعا پڑھے - جس پر نمبر ۲ لگا ہوا ہے اور اپنی حاجت کا نام لے انشاء اللہ تعالیٰ وہ حاجت پوری ہوجائے گی -

نمبر ۱ لکھنے کی دعا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِیْلِ اِلَی الرَّبِّ الْجَلِیْلِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

نمبر ۲ پڑھنے کی دعا - اَللّٰهُمَّ بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَ صَحْبِہِ الْمَرْضِیِّیْنَ اِقْضِ حَاجَتِیْ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ ۝

تعویذ برائے تپ لرزہ جو باری سے آتا ہے نہایت مجرب بلکہ مجرب المجرب ہے ایک بزرگ حضرت مولانا سید غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ہیں یہ تعویذ اُن کا عطا کردہ ہے - جن کا نقش سامنے موجود ہے - اِس کا طریقہ یہ ہے کہ دو ٹھیکرے کورے برتن کے لیکر اُنپر الگ الگ دونوں نقش سامنے والے لکھے - اور یہ دعا جو جلی حرفوں میں لکھی ہے **شاہ شفا کل بلا دفع** پڑھ کر دم کرے - پھر وہ ٹھیکریاں بازو پر باندھے تین روز تک صبح کو داہنے بازو کی ٹھیکری بائیں بازو پر اور بائیں کی بازو والی داہنے بازو پر تبدیل کر دیا کرے - انشاء اللہ بخار دفع ہوجائے گا - دونوں نقش سامنے ہیں -

۱	۲
قرتے	اللہ شافی قرتے
بیت اللہ شافی	بیت

عملیّات مجرّب

عمل برائے کشایش ظاہری و باطنی - والد مرشد قدس سرہٗ نے مجکو وصیت کی یا مغنی کی مواظبت کی - ہر روز گیارہ سو بار اور سورۂ مزمل چالیس بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی - پس اگر یہ نہ ہوسکے تو صرف گیارہ دفعہ روزانہ پڑھے - اور فرمایا کہ یہ دونوں استغنائے دلی اور ظاہری دونوں کے لیئے مجرب ہیں - اور مجکو وصیت کی کہ درود شریف ہر روز ہمیشہ پڑھا کرو - اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمیں حاصل ہوا اِسی کے سبب حاصل ہوا ۔

ایضاً برائے گزیدن سگِ دیوانہ - انہیں حضرت سے میں نے سُنا - فرماتے تھے کہ جس کسی کو دیوانہ کتّا کاٹ لے اور اسکے دیوانہ ہوجانیکا خطرہ ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ۝ وَّاَکِیْدُ کَیْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ۝ لکھے اور اس سے کہدیا جائے کہ ہر روز ایک ٹکڑا کھالیا کرے ۔

ایضاً برائے حفاظت از مرض چیچک - فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے سُنا فرماتے تھے کہ جس وقت چیچک کی بیماری کی علامات ظاہر و نمایاں ہوں تو ایک نیلا تاگا لے اور اسپر سورۃ الرحمٰن پڑھے اور جتنی دفعہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہنچے ایک گرہ لگا دے اور اسپر پھونک دے - اور تاگے کو چیچک والے کے گلے میں باندھ دے - اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُسکو آرام اور شفا دے گا ۔

ایضاً برائے آسیب زدہ - جس شخص پر آسیب کا خلل ہو یا جس کو شیطان پاگل کردے تو اُسکے بائیں کان میں آیہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ - سات مرتبہ پڑھے - نیز دفع آسیب کے لیئے یہ بھی ایک عمل ہے کہ آسیب زدہ کے کان میں ایک مرتبہ اذان کہے - اور سورۂ فاتحہ اور معوذتین ، آیۃ الکرسی اور سورۃ الطارق اور سورۂ حشر کی آیتیں هُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ سے آخیر سورۃ تک اور سورۂ صافات ساری پڑھے - انشاء اللہ آسیب جل جائے گا ۔

ایضاً پانی پر سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پہلی پانچ آیتیں سورۂ جنّ کی قُلْ اُوْحِیَ سے کَذِبًا تک پڑھکر اس پانی کا اُسکے مُنہ پر چھینٹا دے

کہ ہوش میں آجائے گا۔ اور جب کسی مکان میں یہ معلوم ہو کہ اسمیں جن ہے اُسی پانی سے اُس مکان کے کونوں میں چھینٹے دیں تو جن پھر ہاں نہ آئیگا

ایضاً برائے اخراج جن از خانہ نیز شیطان کے گھر کے قریب آنے اور پتھر پھینکنے کے لیئے یہ آیت لوہے کی چار کیلوں پر پڑھے اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پھر ہر کیل پر پچیس پچیس دفعہ پڑھکر اُن کیلوں کو گھر کے چاروں کونوں میں گاڑدے۔ انشاءاللہ جن اور شیطان نکل جائیں گے ٭

ایضاً برائے عقیمہ - بانجھ عورت کے لیئے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا۔ پھر اس تعویذ کو اُسکی گردن میں باندھے ٭

ایضاً برائے عقیمہ چالیس عدد لونگ لیکر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔ اور ایک ایک لونگ روزانہ کھائے۔ اور یہ عمل حیض کے غسل کرنے سے شروع کرے۔ اور ان دنوں میں اس کا زوج اُس سے صحبت کرتا رہے۔ **فائدہ** مولانا صاحب نے فرمایا مگر شرط اس عمل کی یہ ہے کہ لونگ رات کے وقت کھائے اور پھر اسپر پانی نہ پیئے ٭

ایضاً برائے اسقاط جنین - جس عورت کو مرض اسقاط حمل لاحق ہو۔ اسکے لیئے ایک تاگا کسُم کا رنگا ہوا اُسکے قد کے برابر لیکر اسپر نو گرہ لگائے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الخ پڑھے اور دم کرے ٭

برائے دردزہ - جس عورت کو دردزہ شروع ہو اور سخت تکلیف ہورہی ہو تو کاغذ کے پرزے پر یہ آیت لکھے وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔ اٰهِيًا اَشْرَاهِيًا اور اُس پرزے کاغذ کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر اسکی بائیں ران میں باندھ دیں انشاءاللہ بچہ جلد پیدا ہوگا **ایضاً** اگر شروع سورۃ سے حُقَّتْ تک شیرینی پر پڑھکر حاملہ کو کھلائے تو بھی بچہ باسانی تولد ہوگا ٭

تعویذ اُس عورت کے لیئے کہ اُسکے نرینہ اولاد نہیں ہوتی تو ضرور ہے کہ حمل پر تین ماہ گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر گلاب اور زعفران سے اس آیت کو لکھیں اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ اور اس آیت کو لکھے۔ يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا پھر یہ لکھے بحق مریم و عیسٰے ابنا صالحا طویل العمر بحق محمد و آلہ پھر اس تعویذ کو حاملہ تا وضع حمل باندھے رہے ٭

عمل اُس عورت کے لیئے کہ جسکے بچے مرجاتے ہیں۔ اُس شخص نے جسپر اعتبار ہے خبر دی کہ جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے دونوں چیزوں پر شنبہ کے روز دوپہر کے وقت چالیس دفعہ سورۃ الشمس پڑھے۔ ہر دفعہ درود شریف پڑھکر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے۔ ہر روز بلاناغہ عورت ان کو کھایا کرے۔ حمل کے دن سے بچے کے دودھ چھڑانے تک ٭

ایضاً برائے فرزند نرینہ اور یہ بھی اُسی معتبر شخص نے مجکو خبر دی کہ جس عورت کے سوائے لڑکیوں کے لڑکا نہ پیدا ہوتا ہو۔ اُسکے پیٹ پر گول لکیر کھینچے اور ستر بار انگلی کے پھیرنے کے ساتھ يَا مَتِيْنُ کہے۔ انشاءاللہ لڑکا پیدا ہوگا ٭

ایضاً بھاگے ہوئے غلام کے لیئے۔ اگر تمہارا غلام فرار ہوگیا ہو تو ایک کاغذ پر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی لکھکر اور کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے درمیان میں رکھدے پھر اَللّٰهُمَّ سے يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ تک لکھیں۔ پھر یہ آیت اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ وَّمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔ پھر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۞

گزارش مؤلف

ایک عرصہ سے مقدمہ قرآن حکیم پر مضمون لکھنے اور ضروری اجزا جمع کرنے کا خیال مرکوز خاطر تھا اور اس خیال کو لیئے ہوئے بعض مضامین پہلے بھی لکھے لیکن نہایت مختصر۔ اتفاق سے طابع و ناشر قرآن مجید شیخ احمد حسین صاحب تاجر کتب دہلی کی تحریک اور اعانت مالی نے اس خیال کا اکثر حصہ پورا کرنے کا اور وہ بھی قلیل زمانہ میں موقع دیدیا سو بحمداللہ بکثرت ضروری باتیں اور مفید امور اس تحریر میں منضبط ہوگئے جس سے یہ تحریر تفسیر کا مقدمہ بننے کے علاوہ مستقل اشاعت کے بھی قابل ہے۔ اور امید ہے کہ ہر خاص و عام کو نافع ہوگی وما انا الا دجل مذنب ارجو المغفرۃ وھو الغفور الرحیم۔ الفقر اشفاق الرحمٰن کاندھلوی مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

تمام سُورتوں کے خواص اور اُن کے نقوش

۲۳۶۹۰۲	۲۳۶۹۰۵	۲۳۶۹۰۸	۲۳۶۸۹۴
۲۳۶۹۰۶	۲۳۶۸۹۵	۲۳۶۹۰۹	۲۳۶۹۰۲
۲۳۶۹۰۴	۲۳۶۹۱۰	۲۳۶۹۰۳	۲۳۶۹۰۰
۲۳۶۹۰۰	۲۳۶۸۹۹	۲۳۶۸۹۷	۲۳۶۹۰۹

۲۸۴۸۲۴	۲۸۴۸۲۹	۲۸۴۸۲۹	۲۸۴۸۱۵
۲۸۴۸۲۸	۲۸۴۸۱۷	۲۸۴۸۲۳	۲۸۴۸۲۶
۲۸۴۸۱۶	۲۸۴۸۲۱	۲۸۴۸۲۴	۲۸۴۸۲۴
۲۸۴۸۲۵	۲۸۴۸۲۰	۲۸۴۸۱۹	۲۸۴۸۳۰

۲۳۳۸۳۳	۲۳۳۸۳۵	۲۳۳۸۲۸	۲۳۳۸۲۴
۲۳۳۸۲۴	۲۳۳۸۲۵	۲۳۳۸۳۱	۲۳۳۸۳۶
۲۳۳۸۳۹	۲۳۳۸۳۰	۲۳۳۸۳۳	۲۳۳۸۲۳
۲۳۳۸۳۳	۲۳۳۸۲۹	۲۳۳۸۲۷	۲۳۳۸۳۶

خاصیت سورہ فاتحہ

منقول ہو کہ جب کسی شخص پر کوئی مصیبت واقع ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اس سورت کے پڑہنے کا حکم فرماتے۔ اور جو کوئی اس کو مابین سنت و فرض فجر کے بسم اللہ سمیت چالیس مرتبہ پڑہکر مریض کے منہ پر دم کرے گا تو خداوند کریم اس کی برکت سے صحت تام اس کو نصیب فرمائے گا۔ اور نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ سورہ فاتحہ ہر ایک مرض کے لئے شفا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس سورت کو پڑہکر ایک بیمار کے منہ پر دم کیا۔ اُسے فوراً آرام ہوگیا۔ اور اسے لکھکر مریض کے گلے میں باندہنا موجب شفا ہے۔ اعداد (۹۴۶۱) ہیں نقش معظم یہ ہے

۲۳۶۵	۲۳۶۸	۲۳۷۱	۲۳۵۷
۲۳۷۰	۲۳۵۸	۲۳۶۴	۲۳۶۹
۲۳۵۹	۲۳۵۳	۲۳۶۶	۲۳۶۳
۲۳۶۷	۲۳۶۲	۲۳۶۰	۲۳۷۲

خاصیت سورہ بقرہ

رسول مقبول صلعم فرمایا کرتے تھے کہ جس گھر میں یہ سورۃ پڑھی جاتی ہو اُسمیں شیطان داخل نہیں ہوسکتا اور نیز آپنے فرمایا ہے کہ سورہ بقرہ کو پڑھا کرو یہ کثیر الخیر والبرکت ہو۔ اور اس کے پڑہنے سے دین و دنیا دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ باغ اور کھیتی کو تمام آفات سے بچانے کے لئے اور ترقی حافظہ اور حصول مراد کے لئے اور زیادتی رزق اصلاح قلب۔ دفع غم۔ مرگی۔ بادشاہ یا حاکم کو رعیت پر مہربان کرنے کے لئے مجرب ہے۔ سورۃ ہذا کے اعداد (۹۴۷۶۰۹) ہیں نقش مکرم یہ ہے۔

خاصیت سورۂ آل عمران

اس سورۃ کا ورد رکہنے والا بار قرضہ سے سبکدوش رہے گا۔ اور جو کوئی اسکو ایک مرتبہ پڑہے گا۔ ہزار شہید کا ثواب پائے گا۔ اور جو شخص سات دفعہ پڑہے گا۔ اسکا تمام قرضہ اتر جائے گا۔ اور غیب سے اللہ تعالیٰ اس کو روزی پہنچائے گا۔ گمشدہ چیز کے ملنے کے لئے۔ حفاظت حمل کے لئے۔ برص۔ خفقان قلب کے لئے دفع بخار کے لئے قبولیت دعا کے لئے از حد مجرب ہے۔ اعداد (۱۸۴۹۵۶) ہیں۔ نقش حسب ذیل ہے۔

۶۱۶۵۳	۶۱۶۴۸	۶۱۶۵۵
۶۱۶۵۴	۶۱۶۵۲	۶۱۶۵۰
۶۱۶۴۹	۶۱۶۵۶	۶۱۶۵۱

خاصیت سورۃ النساء

جو شخص اس کا ہر روز سات مرتبہ ورد رکہے۔ عورت اس سے محبت کرنے لگے۔ اور اگر بیوی ورد کرے تو شوہر محبت کرنے لگے۔ اور اگر اس کا نقش لکھکر گہر کی دیوار پر چسپاں کرے تو وہ زلزلہ و دیگر بلیات سے محفوظ رہے۔ اور اگر خفقانی شخص زعفران اور گلاب سے لکھکر پیوے تو صحت کلی حاصل ہو۔ اور جو کوئی اسکا نقش اپنے پاس رکھے تو تمام بلاؤں سے محفوظ رہے۔ اور اس کے اعداد (۲۴۶۵۴) ہیں نقش یہ ہے۔

خاصیت سورۃ المائدہ

جو شخص اس کو ایام قحط میں پڑہا کرے تو وہ قحط سے امن میں رہے گا اور جو کوئی اس کا نقش اپنے پاس رکہے تو اُسے روزی بافراغت ملے۔ اور جو کوئی ۴۱ مرتبہ اسکو پڑہے تو اسے کبھی فاقہ پیش نہ آئے۔ اور جو کوئی اسے لکھکر اپنے پاس رکھے۔ تو وہ کبھی محتاج نہ ہو۔ اور اُسے خبر بھی نہ ہو کہ روزی کہاں سے آتی ہو اس کے اعداد (۸۴۸۵۴۶) ہیں نقش یہ ہے۔

۲۱۲۱۳۶	۲۱۲۱۳۹	۲۱۲۱۴۲	۲۱۲۱۲۹
۲۱۲۱۴۱	۲۱۲۱۳۰	۲۱۲۱۳۵	۲۱۲۱۴۰
۲۱۲۱۳۱	۲۱۲۱۴۴	۲۱۲۱۳۷	۲۱۲۱۳۴
۲۱۲۱۳۸	۲۱۲۱۳۳	۲۱۲۱۳۲	۲۱۲۱۴۳

خاصیت سورۃ الانعام

جو کوئی اس کو ایک مرتبہ پڑہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ اور اس کے پڑہنے سے ہر قسم کی ضرورت مشکل۔ حاجت میں سہولت ہوتی ہو۔ اور تمام مشکلیں حل ہوجاتی ہیں۔ اور اگر جاہ و حشمت مدنظر ہو تو اسکا نقش لکھکر گلے میں باندہے (۹۳۵۳۲۹) اس کے اعداد ہیں نقش معظم و مکرم یہ ہے

خاصیت سورۃ الاعراف

معاش کی زیادتی۔ گناہوں کی بخشش جادو کے دفع کرنے۔ دشمن کی قید سے رہائی لقوہ و فالج۔ دفع بخار۔ سنگدلی کے لئے ازبس مفید ہے۔ اسکے اعداد (۲۵۳۵۹۲) ہیں نقش معظم یہ ہے۔

۶۳۳۹۷	۶۳۴۰۱	۶۳۴۰۴	۶۳۳۹۰
۶۳۴۰۳	۶۳۳۹۱	۶۳۳۹۶	۶۳۴۰۲
۶۳۳۹۲	۶۳۴۰۶	۶۳۳۹۹	۶۳۳۹۵
۶۳۴۰۰	۶۳۳۹۴	۶۳۳۹۳	۶۳۴۰۵

خاصیت سورہ انفال

رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس سورۃ کی مواظبت کرے گا میں قیامت کے روز گواہی دوں گا کہ یہ شخص مرض نفاق سے منزہ ہے۔ اور جو کوئی قید کی حالت میں اسکو پڑہے در حالت بے قصور ہونے کے اس کی برکت سے رہائی پاوے۔ اگر خود نہ پڑھ سکے تو اور کوئی رشتہ دار پڑھ لیا کرے۔ خدا چاہے حاکم اسپر مہربان ہوجائے گا۔ اور اگر نقش لکھکر اپنے پاس رکھے۔ تو تمام مشکلیں اور حاجتیں روا ہوں۔ اعداد (۴۱۲۷۵) ہیں نقش معظم یہ ہے۔

۱۰۳۰۹۳	۱۰۳۰۹۶	۱۰۳۰۹۹	۱۰۳۰۸۶
۱۰۳۰۹۸	۱۰۳۰۸۷	۱۰۳۰۹۲	۱۰۳۰۹۷
۱۰۳۰۸۸	۱۰۳۱۰۱	۱۰۳۰۹۴	۱۰۳۰۹۱
۱۰۳۰۹۵	۱۰۳۰۹۰	۱۰۳۰۸۹	۱۰۳۱۰۰

خاصیت سورۃ التوبہ

ہر روز ایک مرتبہ اس کا پڑھنا سلامتی ایمان کا موجب ہے۔ بزرگان دین نے ایسے ایسے فوائد اس کی تلاوت سے اٹھائے ہیں۔ اگر اس کو پڑھ کر حاکم کے سامنے جاوے تو مہربان ہو جاوے۔ اور اگر خطا ہو جاوے تو اس کی بخشش ہو جاوے۔ اور مال و متاع وغیرہ میں اس کا نقش رکھنا موجب خیر و برکت ہے۔ اگر میوہ دار درخت سے باندھیں۔ تو پھل زیادہ لاوے۔ اعداد (۷۰۳۶۱۵) ہیں۔ نقش معظم یہ ہے۔

۱۷۵۸۹۶	۱۷۵۹۱۰	۱۷۵۹۰۶	۱۷۵۹۰۳
۱۷۵۹۰۴	۱۷۵۹۰۲	۱۷۵۸۹۴	۱۷۵۹۰۹
۱۷۵۹۰۱	۱۷۵۹۰۵	۱۷۵۹۱۲	۱۷۵۸۹۹
۱۷۵۹۱۱	۱۷۵۸۹۹	۱۷۵۹۰۰	۱۷۵۹۰۵

خاصیت سورہ یونس

جو شخص ہمیشہ اس کا ورد رکھیگا وہ جانکنی کی سختی اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور جو کوئی ۱۲ دفعہ پڑھے۔ وہ اپنے دشمنوں پر فتحمند اور منصور رہیگا اگر اس کا نقش آسیب زدہ کے گلے میں باندھے تو موجب خیر و برکت ہے اور بچے کے گلے میں باندھنے سے اسپر نظر بد کا اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ نظر لگانیوالا خود ہلاکت میں پڑتا ہے اس کے اعداد (۵۵۰۱۰۸) ہیں نقش یہ ہے

۱۳۷۵۱۹	۱۳۷۵۳۳	۱۳۷۵۳۰	۱۳۷۵۲۶
۱۳۷۵۳۱	۱۳۷۵۲۵	۱۳۷۵۲۰	۱۳۷۵۳۲
۱۳۷۵۲۴	۱۳۷۵۲۸	۱۳۷۵۳۵	۱۳۷۵۲۱
۱۳۷۵۳۴	۱۳۷۵۲۳	۱۳۷۵۲۲	۱۳۷۵۲۹

خاصیت سورۂ ہود

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جو شخص اس سورۃ کو پڑھے گا۔ ایک ایک حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی۔

اور اگر کوئی مہم درپیش ہو تو تیرہ مرتبہ اس کا پڑھنا اس کو آسان کر دیتا ہے اور وہ شخص اپنے دشمنوں اور حاسدوں پر منصور و فتحمند ہوگا۔ اور کوئی بھی اسکا مقابلہ کر کے عہدہ برآنہ ہوگا۔ اس کے اعداد (۵۱۴۷۵۱) ہیں نقش مکرم یہ ہے

۱۲۸۶۸۷	۱۲۸۷۰۱	۱۲۸۶۹۸	۱۲۸۶۹۵
۱۲۸۶۹۹	۱۲۸۶۹۴	۱۲۸۶۸۸	۱۲۸۷۰۰
۱۲۸۶۹۳	۱۲۸۶۹۶	۱۲۸۷۰۳	۱۲۸۶۸۹
۱۲۸۷۰۲	۱۲۸۶۹۰	۱۲۸۶۹۲	۱۲۸۶۹۷

خاصیت سورہ یوسف

اگر کوئی اپنے عہدے سے برخاست ہو گیا ہو۔ وہ اس کا ورد کرے تو خدا چاہے بحال ہو جائے گا۔ اگر کسی حاکم وغیرہ سے کوئی حاجت ہو تو تیرہ مرتبہ اسے پڑھکر اس کے پاس جائے انشاءاللہ بامراد آئے۔ اگر کوئی غریب آدمی اس کو لکھکر پانی میں دھوکر پیوے اور پیتے وقت خوشحالی کی دعا مانگے۔ انشاءاللہ چند روز میں صاحب دولت ہو جائے گا۔ اعداد (۵۰۲۹۸۰) ہیں نقش ذیل ملاحظہ ہو۔

۱۲۵۹۸۶	۱۲۶۰۰۱	۱۲۵۹۹۸	۱۲۵۹۹۴
۱۲۵۹۹۹	۱۲۵۹۹۳	۱۲۵۹۸۸	۱۲۶۰۰۰
۱۲۵۹۹۲	۱۲۵۹۹۶	۱۲۶۰۰۳	۱۲۵۹۸۹
۱۲۶۰۰۲	۱۲۵۹۹۰	۱۲۵۹۹۱	۱۲۵۹۹۷

خاصیت سورہ رعد

بعض بچے طفلی میں اکثر رویا کرتے ہیں اگر اس کو ۹ دفعہ پڑھکر اسپر دم کر دیں تو آئندہ ایسا نہ روئینگے۔ اور خوش و خرم رہینگے۔ اور اگر کسی ظالم حاکم سے رعایا نالاں ہو تو اسے کاغذ پر لکھکر جب مینہہ برستا ہو اور بجلی چمکتی ہو۔ مینہہ کے پانی سے دھوکر اس کے گھر میں صاف جگہ ڈال دے تو وہ معزول ہو جائے گا۔ عدد (۲۲۴۴۶۹۲) ہیں۔ نقش معظم یہ ہے

۸۱۵۶۷	۸۱۵۶۰	۸۱۵۶۵
۸۱۵۶۲	۸۱۵۶۴	۸۱۵۶۶
۸۱۵۶۳	۸۱۵۶۸	۸۱۵۶۱

خاصیت سورۂ ابراہیم

اگر کوئی شخص بسبب کسی جادو کے نامرد ہو جائے۔ تو اس سورۃ کو تین دفعہ ہر روز پڑھے۔ اپنی اصلی حالت پر آجائے گا۔ اور جو کوئی سات مرتبہ ہر روز پڑھ لیا کرے۔ یا لکھکر اپنے پاس رکھے۔ خدا چاہے۔ دشمن مغلوب ہوں۔ عدد (۲۴۵۰۱۸) ہیں نقش مکرم یہ ہے۔

۶۱۴۴۳	۶۱۴۶۰	۶۱۴۵۷	۶۱۴۵۵
۶۱۴۵۸	۶۱۴۵۲	۶۱۴۴۸	۶۱۴۵۹
۶۱۴۵۲	۶۱۴۵۵	۶۱۴۶۲	۶۱۴۴۹
۶۱۴۶۱	۶۱۴۵۰	۶۱۴۵۱	۶۱۴۵۶

خاصیت سورۂ حجر

اگر کوئی شخص لین دین کے وقت اس کو اس مال پر پڑھ لیا کرے تو اس میں بہت خیر و برکت ہوگی۔ اگر کسی عورت کا دودھ بچہ کے لئے کافی نہ ہو تو اسکو زعفران سے لکھکر دھوکر اسے پلانے سے دودھ کافی اتر آئے گا۔ سفر میں اس کا ورد رکھے تو تمام بلیات سے محفوظ رہے۔ ۱۷۶۷۰۹ اعداد ہیں نقش حسب ذیل ملاحظہ ہو

۵۸۹۰۶	۵۸۸۹۹	۵۸۹۰۴
۵۸۹۰۱	۵۸۹۰۳	۵۸۹۰۵
۵۸۹۰۲	۵۸۹۰۷	۵۸۹۰۰

خاصیت سورہ نحل

حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو بکثرت پڑھتا رہیگا تو اللہ جل شانہ اسکو عذاب قبر اور اس کے سوال و جواب اور حشر سے علیحدہ رکھے گا۔ اگر کسی دشمن کا خطرہ ہو تو چند آدمی بعدد طاق ایک ہی جلسہ میں ۱۱۸ مرتبہ پڑھیں۔ یا ایک شخص ایک ہی جلسہ میں بتعداد مذکور پڑھے تو دشمن مغلوب ہو کر فرار ہو جائے گا اعداد (۵۲۸۲۸) ہیں نقش یہ ہے

۱۷۳۳۹۹	۱۷۳۳۹۲	۱۷۳۳۹۷
۱۷۳۳۹۴	۱۷۳۳۹۶	۱۷۳۳۹۸
۱۷۳۳۹۵	۱۷۳۴۰۰	۱۷۳۳۹۳

خاصیت سورہ بنی اسرائیل

اگر کسی کو کوئی مہم درپیش ہو تو سات مرتبہ اسے پڑھے۔ اور غبی کو لکھکر پلانے سے ذہین ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایک مرتبہ پڑھکر دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے جو کوئی لکھکر اسے اپنے پاس رکھے تو حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے۔ اور زبان بندی میں اکسیر اعظم ہے ۵۸۹۸۴۰ عدد ہیں نقش یہ ہے۔

۹۱۴۴۷	۹۱۴۶۰	۹۱۴۵۷	۹۱۴۵۴
۹۱۴۵۸	۹۱۴۵۳	۹۱۳۴۸	۹۱۴۵۹
۹۱۴۵۲	۹۱۴۵۵	۹۱۴۶۲	۹۱۴۴۹
۹۱۴۶۱	۹۱۴۵۰	۹۱۴۵۱	۹۱۴۵۶

خاصیت سورہ کہف

جو شخص مقروض ہو۔ بعد نماز جمعہ سات مرتبہ اسے پڑھے۔ اور گریہ وزاری کے ساتھ خدا کے حضور میں دعا مانگے۔ انشاءاللہ اسکا تمام قرضہ ادا ہو جائے گا۔ اور متمول ہو جائیگا اور جو کوئی شب جمعہ میں پڑھے۔ تو خداوند کریم اس کو ایسا نور عنایت فرمائے گا جس کی روشنی وہاں سے خانہ کعبہ تک پہنچے۔ اور تمام گناہ معاف ہوں۔ اور فراخی رزق کے لئے ہر روز صبح کو پڑھے اور اس کا نقش دافع بلیات ہے۔ (۵۰۵۵۱۷) عدد ہیں نقش یہ ہے

۱۲۶۳۷۳	۱۲۶۳۸۵	۱۲۶۳۸۲	۱۲۶۳۷۹
۱۲۶۳۸۳	۱۲۶۳۷۸	۱۲۶۳۷۲	۱۲۶۳۸۴
۱۲۶۳۷۷	۱۲۶۳۸۰	۱۲۶۳۸۷	۱۲۶۳۷۴
۱۲۶۳۸۶	۱۲۶۳۷۴	۱۲۶۳۷۵	۱۲۶۳۸۱

خاصیت سورۂ مریم

جو شخص قلت معاش کے سبب پریشان ہو تو سات مرتبہ اسے پڑھکر دعا کرے۔ اور اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو تین دفعہ پڑھے۔ اور اگر ویران شدہ درختوں میں اسکا نقش باندھے تو وہ باغ شگفتہ اور پھل سے بھرپور ہو جائے گا۔ اعداد اس کے ۲۸۹۶۴۴ ہیں۔ نقش مکرم حسب ذیل ہے۔

۹۶۵۴۹	۹۶۵۴۴	۹۶۵۵۱
۹۶۵۵۰	۹۶۵۴۸	۹۶۵۴۶
۹۶۵۴۵	۹۶۵۵۲	۹۶۵۴۷

خاصیت سورۂ طٰہٰ

جو شخص اس کا عامل ہوگا۔ اس پر جادو وغیرہ اثر نہیں کرے گا۔ اور روزی میں کشایش ہوگی۔ اعداد (۳۹۹۲۸۳) ہیں۔ نقش یہ ہے۔

۹۹۸۲۰	۹۹۸۲۳	۹۹۸۲۷	۹۹۸۱۳
۹۹۸۲۶	۹۹۸۱۴	۹۹۸۱۹	۹۹۸۲۴
۹۹۸۱۵	۹۹۸۲۹	۹۹۸۲۱	۹۹۸۱۸
۹۹۸۲۲	۹۹۸۱۷	۹۹۸۱۶	۹۹۸۲۸

خاصیت سورۂ انبیاء

جو کوئی پریشان حال ہو اور بوجوہات چند در چند غمزدہ اور فکرمند رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ ہر روز اسے تین بار پڑھے۔ خداوند تعالیٰ اس کے تمام غم اور رنج دور کرے گا۔ اور اس کے دل کو خوشی اور نور ایمان سے پر کردے گا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسے دنیا میں پڑھے گا قیامت کے روز بے حساب جنت میں جاوے گا۔ اس کا نقش مقہوری اعدا کے واسطے مجرب ہے۔ نقش مکرم یہ ہے۔

۹۵۵۵۴	۹۵۵۵۷	۹۵۵۶۱	۹۵۵۴۸
۹۵۵۶۰	۹۵۵۴۹	۹۵۵۵۳	۹۵۵۵۸
۹۵۵۴۹	۹۵۵۶۳	۹۵۵۵۵	۹۵۵۵۲
۹۵۵۵۶	۹۵۵۵۱	۹۵۵۵۰	۹۵۵۶۴

خاصیت سورہ حج

اگر کوئی شخص کشتی یا جہاز پر سوار ہوتے وقت اسے تین مرتبہ پڑھے خداوند کریم اس کو امن وامان سے منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورہ حج کو پڑھتا ہے تو اس کو موافق شمار حاجیوں کے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اعداد (۳۸۲۳۴۴) ہیں۔ نقش مکرم و معظم حسب ذیل ہے۔

۱۲۷۴۴۹	۱۲۷۴۴۴	۱۲۷۴۵۱
۱۲۷۴۵۰	۱۲۷۴۴۸	۱۲۷۴۴۶
۱۲۷۴۴۵	۱۲۷۴۵۲	۱۲۷۴۴۷

خاصیت سورہ مومنون

اگر کوئی شخص فسق و فجور وغیرہ میں مبتلا ہو تو اس کی عادات زشت ترک کرانے کے لئے بایں طرز مجرب ہے کہ اسے سفید کپڑے پر لکھکر اسکے گلے میں باندھیں تو وہ عادات قبیحہ سے باز آجائے گا۔ یا کسی کو نماز پڑھنے میں کاہلی ہوتی ہو تو اسے لکھکر پاس رکھنے سے کاہلی دور ہو جائے گی اور جو کوئی اس کا روزانہ ورد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسپر سکرات موت آسان کردے گا۔ اعداد (۳۵۱۷۱۴) ہیں نقش یہ ہے۔

۱۱۷۲۳۹	۱۱۷۲۳۴	۱۱۷۲۴۱
۱۱۷۲۴۰	۱۱۷۲۳۸	۱۱۷۲۳۶
۱۱۷۲۳۵	۱۱۷۲۴۲	۱۱۷۲۳۷

خاصیت سورۂ نور

اگر کسی کو احتلام بکثرت ہوتا ہو۔ تو یہ سورہ پڑھکر اس کے چہرے پر دم کردینے سے یہ عارضہ دور ہو جائیگا اور اس کا ورد رکھنے والا شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اعدا کی زبان بندی کے لئے ۵ دفعہ پڑھے۔ اعداد (۴۰۲۴۴۹) ہیں نقش ہذا ملاحظہ ہو۔

۱۰۰۶۱۴	۱۰۰۶۱۷	۱۰۰۶۲۰	۱۰۰۶۰۴
۱۰۰۶۱۹	۱۰۰۶۰۷	۱۰۰۶۱۳	۱۰۰۶۱۰
۱۰۰۶۰۸	۱۰۰۶۲۲	۱۰۰۶۱۵	۱۰۰۶۱۲
۱۰۰۶۱۶	۱۰۰۶۱۱	۱۰۰۶۰۵	۱۰۰۶۲۱

خاصیت سورۂ فرقان

اگر یہ سورۃ آٹھ مرتبہ پڑھی جاوے تو ظالم کے ظلم سے رہائی ہوتی ہے۔ اور وہ خود پریشان و تباہ ہوکر برباد ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اعداد (۲۹۵۷۵) ہیں۔ نقش یہ ہے

۵۲۳۹۳	۵۲۳۹۶	۵۲۴۰۰	۵۲۳۸۶
۵۲۳۹۹	۵۲۳۸۷	۵۲۳۹۲	۵۲۳۹۷
۵۲۳۸۸	۵۲۴۰۲	۵۲۳۹۴	۵۲۳۹۱
۵۲۳۹۵	۵۲۳۹۰	۵۲۳۸۹	۵۲۴۰۱

خاصیت سورہ شعراء

اگر کسی کا بیٹا نالائق و نافرمان ہو تو سات مرتبہ باوضو سورۃ ہذا پڑھیں خدا چاہے وہ مطیع و فرمانبردار ہو جائیگا۔ اعداد (۴۰۳۷۲۸) ہیں۔ نقش ذیل میں درج ہے۔

۱۰۰۹۳۳	۱۰۰۹۲۷	۱۰۰۹۴۰	۱۰۰۹۲۸
۱۰۰۹۳۱	۱۰۰۹۳۶	۱۰۰۹۳۲	۱۰۰۹۲۹
۱۰۰۹۲۶	۱۰۰۹۳۴	۱۰۰۹۳۵	۱۰۰۹۳۳
۱۰۰۹۳۷	۱۰۰۹۳۱	۱۰۰۹۳۰	۱۰۰۹۳۱

خاصیت سورہ نمل

ایک ہفتہ تک روزانہ ایک مرتبہ پڑھنے سے ہر ایک دلی مراد بر آتی ہے۔ تیرہی

علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورۃ ہذا پڑھا کرے گا۔ وہ قیامت کے روز قبر سے کلمۂ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے تمام مشکلیں حل کردیگا اور اس کے اعداد (۲۷۵۲۹۷) ہیں نقش ہذا ملاحظہ ہو۔

۱۱۳۶۵۵	۱۱۳۶۵۰	۱۱۳۶۵۷
۱۱۳۶۵۶	۱۱۳۶۵۴	۱۱۳۶۵۲
۱۱۳۶۵۱	۱۱۳۶۵۸	۱۱۳۶۵۳

خاصیت سورہ قصص

اگر متواتر تین روز سورہ ہذا پڑھ کر پانی پر دم کرکے مریض کو پلاویں تو وہ بفضل ایزدی شفا پائے گا۔ درد جگر اور مرض استسقا میں پلانا تو مجرب المجرب اور از حد مفید ہے عدد (۴۰۷۱۲۰) ہیں۔ اور اس کا نقش یہ ہے۔

۱۰۱۷۷۹	۱۰۱۷۸۴	۱۰۱۷۸۹	۱۰۱۷۷۲
۱۰۱۷۸۵	۱۰۱۷۷۳	۱۰۱۷۷۸	۱۰۱۷۸۴
۱۰۱۷۷۴	۱۰۱۷۸۸	۱۰۱۷۸۱	۱۰۱۷۷۷
۱۰۱۷۸۲	۱۰۱۷۷۶	۱۰۱۷۷۵	۱۰۱۷۸۶

خاصیت سورہ عنکبوت

اگر کوئی شخص خوف زدہ ہو تو سورۃ ہذا کو لکھکر دھو کر پلانے سے وہ خوف زائل ہو جائے گا۔ اور امراض چشم میں پڑھکر دم کرنا غایت درجہ مفید ہے۔ اور اگر کوئی فکر لاحق ہو تو ایک مرتبہ پڑھکر دعا کرے۔ عدد (۲۷۵۲۹۷) ہیں نقش یہ ہے۔

۹۸۸۲۴	۹۸۸۲۶	۹۸۸۳۰	۹۸۸۱۶
۹۸۸۲۹	۹۸۸۱۴	۹۸۸۲۳	۹۸۸۲۸
۹۸۸۱۸	۹۸۸۳۲	۹۸۸۲۵	۹۸۸۲۲
۹۸۸۳۴	۹۸۸۲۱	۹۸۸۱۹	۹۸۸۳۱

خاصیت سورہ روم

جو کوئی سورت ہذا کا ورد رکھے دشمنوں

کی شرارت سے محفوظ رہے۔ اور اگر ۱۱ مرتبہ پڑہے تو فتحیاب ہو۔ اور جو شخص اس کو پڑہے۔ فرشتوں کی تعداد کے موافق اس کو نیکیاں ملیں اور اگر لکھکر شیشے میں رکھکر اس کا منہ اچھی طرح بند کر دیں تو عامل کا دشمن ہمیشہ ذلیل و مقہور نظر آئے۔ اور میاں بیوی کی باہم محبت کے لئے ازبس مفید ہے۔ (۲۷۹۹۷) علاوہ نقش بھی ذیل میں ہے۔

٦٧٣٧٤	٦٧٥٠٠	٦٧٣٩٧	٦٧٣٩٣
٦٧٣٩٨	٦٧٣٩٣	٦٧٣٨٦	٦٧٣٩٩
٦٧٣٩٢	٦٧٣٩٥	٦٧٥٠٢	٦٧٣٨٨
٦٧٥٠١	٦٧٣٨٩	٦٧٣٩١	٦٧٣٩٠

خاصیت سورہ لقمان

قاضی عیاض نے مدارک میں لکھا ہے کہ جو شخص سورۃ ہذا کو پڑہے گا۔ تو وہ دریا وغیرہ کے غرق سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر سات دفعہ پڑہکر کسی مریض پر دم کریں یا پلائیں تو وہ صحتیاب ہو۔ اس کے اعداد (۱۵۹۰۰۱) ہیں۔ نقش یہ ہے

٥٣٠٠٣	٥٢٩٩٦	٥٣٠٠١
٥٢٩٩٨	٥٣٠٠٠	٥٣٠٠٢
٥٢٩٩٩	٥٣٠٠٤	٥٢٩٩٧

خاصیت سورہ سجدہ

اگر سورۃ ہذا کوئی شخص اپنے گھر میں ایک مرتبہ پڑہے تو تین یوم تک شیطان اس گھر میں دخل نہیں پاتا۔ اور اگر مریض کی پیشانی و سر پہ ہاتھ رکھکر پڑہیں اور دم کریں تو مریض کو صحت ہوگی۔ اور مرض دق اور جذام کے لئے از بس مجرب و مفید ہے۔ اور سلامتی ایمان کے لئے اس کا ورد اکسیر اعظم ہے (۱۱۳۳۳۲) اس کے عدد ہیں۔ نقش یہ ہے۔

٢٨٣٢٥	٢٨٣٣٩	٢٨٣٣٦	٢٨٣٣٢
٢٨٣٣٨	٢٨٣٣١	٢٨٣٢٦	٢٨٣٣٨
٢٨٣٣٠	٢٨٣٣٤	٢٨٣٤١	٢٨٣٢٧
٢٨٣٤٠	٢٨٣٣٨	٢٨٣٢٩	٢٨٣٣٥

خاصیت سورہ احزاب

اگر لڑکا لڑکی کے عقد نکاح میں رنگ واقع ہو یا کسی سبب سے عقد نہ ہوتا ہو تو سورہ ہذا کی مواظبت کریں۔ اور نافرمان پر سورۃ ہذا پڑہکر دم کریں تو وہ فرمانبردار ہو جائے۔ اور فراخی رزق اور مہمات کی آسانی کے لئے روزانہ پڑہا کریں۔ عدد ۳۵۵۲۵۸ ہیں نقش یہ ہے۔

٨٨٨٠٧	٨٨٨٢٠	٨٨٨١٧	٨٨٨١٤
٨٨٨١٨	٨٨٨١٣	٨٨٨٠٨	٨٨٨١٩
٨٨٨١٢	٨٨٨١٥	٨٨٨٢٢	٨٨٨٠٩
٨٨٨٢١	٨٨٨١٠	٨٨٨١١	٨٨٨١٦

خاصیت سورہ سبا

جو کوئی سورۃ ہذا کو دس مرتبہ پڑہیگا تو وہ تمام مصائب و آفات سے امن میں رہیگا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اس سورۃ کو ہمیشہ پڑہتا رہے وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔ اس لئے قیامت کے دن تمام انبیا اس کے ساتہہ مصافحہ کریں گے اس کے اعداد (۲۵۳۴۱۹) ہیں نقش یہ ہے۔

٨٤٤٧٦	٨٤٤٦٩	٨٤٤٧٤
٨٤٤٧١	٨٤٤٧٣	٨٤٤٧٥
٨٤٤٧٢	٨٤٤٧٧	٨٤٤٧٠

خاصیت سورہ فاطر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہ سورۃ پڑہے گا اس کے لئے اللہ تعالے جنت کے ستر دروازے کہولنے کا حکم فرمائیگا۔ اور اگر کسی حاکم وغیرہ سے کوئی حاجت درپیش ہو تو ۵۷ مرتبہ اسے پڑہے اور رجوع سی عرض اس کے پیش کرنی منظور ہو اسپر سورۃ ہذا بغیر سیاہی کے قلم سے تحریر کرے۔ خدا چاہے مقصد بر آئے گا۔ اس کے اعداد (۲۴۲۷۷۳) ہیں۔ نقش ذیل ملاحظہ ہو۔

٦٠٦٨٥	٦٠٦٩٩	٦٠٦٩٦	٦٠٦٨٣
٦٠٦٩٧	٦٠٦٩٣	٦٠٦٨٩	٦٠٦٩٨
٦٠٦٩١	٦٠٦٩٤	٦٠٧٠١	٦٠٦٨٧
٦٠٧٠٠	٦٠٦٨٨	٦٠٦٩٠	٦٠٦٩٥

خاصیت سورہ یٰسٓ

سورہ ہذا کے خواص بے شمار ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز کا دل ہوتا ہے۔ قرآن شریف کا قلب سورہ یٰس ہے جو کوئی اپنی حاجت کے لئے ایک دفعہ پڑہے وہ حاجت روا ہو۔ اور اگر بانجھہ عورت کو چینی کے برتن پر لکھکر اور عرق گلاب سے دہو کر پلاتے رہیں تو وہ بار آور ہو۔ اور اولاد نرینہ جنے۔ اور محتاج و مفلس پڑہے تو مالدار ہو جائے۔ اور اگر کسی جادو شدہ پر پڑہی جائے تو اس کا اثر زائل ہو جائے۔ آسیب زدہ پر پڑہکر دم کریں تو وہ فرار ہو جائے اور اگر کوئی بوقت شب بہ نیت خلوص پڑہے تو وہ یقیناً جنتی ہے۔ اور دین و دنیا کی تمام مشکلیں اس کی آسان ہوں اور ہر ایک مہم کے لئے اسکا پڑہنا مفید ہے۔ جانکنی کی سختی کے لئے اس کا تین مرتبہ پڑہکر اسپر دم کرنا ازبس مفید ہے۔ اس کا نقش لکھکر گلے میں باندہنا ہر آفت سے نجات دیتا ہے۔ اور اگر پڑہکر مریض پر دم کریں تو صحت پائے عدد (۳۵۲۷۰۶۲) ہیں نقش معظم یہ ہے۔

٥٥٣٤٥	٥٥٣٥٩	٥٥٣٥٥	٥٥٣٥٢
٥٥٣٥٦	٥٥٣٥١	٥٥٣٤٦	٥٥٣٥٨
٥٥٣٥٠	٥٥٣٥٣	٥٥٣٦١	٥٥٣٤٧
٥٥٣٦٠	٥٥٣٤٨	٥٥٣٤٩	٥٥٣٥٤

خاصیت سورہ صٰفّٰت

جس مکان میں جن کا اثر ہو سورۃ ہذا لکھہ کر صندوق میں بند کر دیں جن کے آزار سے امن رہے گا۔ اسکے ورد سے رزق کی فراخی اور تمام مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور رنج و غم کافور۔ عدد (۲۶۴۷۵۳) نقش یہ ہے۔

٦٦١٨١	٦٦١٩٤	٦٦١٩١	٦٦١٨٨
٦٦١٩٢	٦٦١٨٧	٦٦١٨٢	٦٦١٩٣
٦٦١٨٦	٦٦١٨٩	٦٦١٩٦	٦٦١٨٣
٦٦١٩٥	٦٦١٨٤	٦٦١٨٥	٦٦١٩٠

خاصیت سورہ صٓ

جو کوئی اسے لکھکر اپنے پاس رکھے تو وہ لوگوں کے نزدیک معزز و مکرم ہو اور اس کی محبت کا شہرہ عام ہو اور نظر بد کے لئے اگر سات مرتبہ پڑہکر دم کریں تو وہ نظر بد دور ہو جائے عدد (۲۲۹۳۲۴) ہیں۔ نقش یہ ہے۔

٥٧٣٢٧	٥٧٣٤٠	٥٧٣٣٦	٥٧٣٣٤
٥٧٣٣٨	٥٧٣٣٣	٥٧٣٢٧	٥٧٣٣٩
٥٧٣٣٢	٥٧٣٣٥	٥٧٣٤٢	٥٧٣٢٨
٥٧٣٤١	٥٧٣٢٩	٥٧٣٣١	٥٧٣٣٦

خاصیت سورہ زمر

جو شخص روزانہ اسے سات مرتبہ پڑہے۔ وہ صاحب حشمت و جاہ و بلند اقبال ہو۔ اور رزق میں کشائش اور ہمیشہ راحت سے رہے۔ اس کے اعداد (۳۰۶۵۸۵) ہیں۔ نقش معظم یہ ہے۔

خاصیت سورہ مومن

جو شخص اس کا ورد رکھے گا خداوند کریم اس کی حیرانی و پریشانی دور کرے گا۔ پھوڑے پھنسی پر اس کا پڑھ کر دم کرنا مفید ہے۔ اور اگر اسے لکھکر دوکان میں لگادیں تو غیب سے خریداری اور بہت برکت ہو۔ اسکے اعداد (۳۶۸۵۲۴) ہیں۔ نقش مکرم یہ ہے۔

۹۲۱۳۳	۹۲۱۳۷	۹۲۱۳۴	۹۲۱۲۱
۹۲۱۳۵	۹۲۱۲۹	۹۲۱۲۸	۹۲۱۳۱
۹۲۱۲۶	۹۲۱۳۲	۹۲۱۳۰	۹۲۱۲۵
۹۲۱۳۶	۹۲۱۳۰	۹۲۱۲۷	۹۲۱۳۳

خاصیت سورہ حم سجدہ

اگر کسی پر حاکم وغیرہ ناراض ہو جائے تو بوقت صبح سورہ ہذا پڑھ کر گھر سے باہر نکلے۔ تو اس کی ناراضگی خوشی سے بدل جائے گی۔ امراض چشم اور دوران سر میں اسے پڑھکر دم کرنا غایتہ درجہ مفید ہے۔ اس کا پانی سرمہ میں حل کریں اور آنکھ میں لگائیں تو بینائی زیادہ ہو۔ عدد (۲۴۵۸۲۷) ہیں نقش یہ ہے۔

۶۱۳۵۱	۶۱۳۶۵	۶۱۳۶۲	۶۱۳۵۹
۶۱۳۶۳	۶۱۳۵۸	۶۱۳۵۲	۶۱۳۶۴
۶۱۳۵۴	۶۱۳۶۰	۶۱۳۶۷	۶۱۳۵۳
۶۱۳۶۶	۶۱۳۵۶	۶۱۳۵۷	۶۱۳۶۱

خاصیت سورہ شوریٰ

جو شخص اسے لکھکر گلے میں باندھے تو ظالم اپنے ظلم سے باز آئے یا موافق ہو جائے۔ یا ذلیل و خوار ہو۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو کوئی اسپر مواظبت کرے گا قیامت کے روز تمام فرشتے اسپر سلام کریں گے۔ اس کے اعداد (۲۰۱۳۴۹) ہیں نقش مکرم یہ ہے۔

۶۷۱۱۶	۶۷۱۰۹	۶۷۱۱۴
۶۷۱۱۱	۶۷۱۱۳	۶۷۱۱۵
۶۷۱۱۲	۶۷۱۱۷	۶۷۱۱۰

خاصیت سورہ زخرف

جو شخص مصائب و مہمات کیوقت سورہ ہذا پڑھے اللہ تعالےٰ اس کی ان مشکلات کو آسان کردیگا نبی علیہ السلام نے حدیث میں اسپر مواظبت کرنے والوں کے لئے بہشت کی بشارت دی ہے اور جو کوئی غربت میں ہو اس کے پڑھنے سے خوشحال ہو جائے اسکے اعداد (۲۶۰۶۹۵) ہیں نقش یہ ہے

۸۶۹۰۲	۸۶۸۹۵	۸۶۹۰۰
۸۶۸۹۷	۸۶۸۹۹	۸۶۹۰۱
۸۶۸۹۸	۸۶۹۰۳	۸۶۸۹۶

خاصیت سورہ دخان

اگر کسی شخص کو کوئی مصیبت یا مہم درپیش ہو تو سورہ ہذا کو سات مرتبہ اس طرح پڑھے کہ اوّل و آخر میں گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے زاں بعد جو دعا مانگے۔ خدا چاہے قبول ہو اور تسخیر قلوب کے لئے اس کے آثار عجیب و غریب ہیں۔

عدد (۹۷۷۹۳) ہیں نقش یہ ہے

۲۴۴۴۰	۲۴۴۵۴	۲۴۴۵۷	۲۴۴۴۸
۲۴۴۵۲	۲۴۴۴۷	۲۴۴۴۱	۲۴۴۵۳
۲۴۴۴۶	۲۴۴۴۹	۲۴۴۵۶	۲۴۴۴۴
۲۴۴۵۵	۲۴۴۴۳	۲۴۴۴۵	۲۴۴۵۰

خاصیت سورہ جاثیہ

جو کوئی سکرات موت کی سختی میں مبتلا ہو سورۃ ہذا اسپر پڑھکر دم کریں تو اس تکلیف سے نجات پائے اور بد اندیش لوگوں کی زبان بندی کے لئے اسکا ورد مجرب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص اسکو پڑھتا رہے گا اللہ تعالےٰ حساب کے وقت اس کی پردہ پوشی کرے گا عدد (۱۵۰۱۵۳) ہیں نقش یہ ہے

۵۰۰۵۴	۵۰۰۴۷	۵۰۰۵۲
۵۰۰۴۹	۵۰۰۵۱	۵۰۰۵۳
۵۰۰۵۰	۵۰۰۵۵	۵۰۰۴۸

خاصیت سورہ احقاف

اگر کسی پر آسیب کا اثر ہو تو سات مرتبہ سورہ ہذا پڑھکر اسپر دم کرنے سے وہ آسیب بھاگ جائیگا۔ اور جو شخص اسپر مواظبت کرے گا وہ آتش جہنم میں جانے سے مامون و محفوظ رہیگا اس کے اعداد (۷۳۷۷۴۴) ہیں اور نقش یہ ہے۔

۱۸۳۳۶	۱۸۳۳۹	۱۸۳۴۶	۱۸۳۳۳
۱۸۳۴۴	۱۸۳۴۲	۱۸۳۳۷	۱۸۳۳۸
۱۸۳۳۱	۱۸۳۳۲	۱۸۳۳۵	۱۸۳۴۸
۱۸۳۴۵	۱۸۳۳۹	۱۸۳۴۰	۱۸۳۳۵

خاصیت سورہ محمدؐ

جو کوئی سورت ہذا کو پڑھے یا لکھ کر گلاب سے دھوکر پئے تو جاہ و مرتبہ میں بلندی حاصل کرے اور اگر لکھکر گلے میں ڈالے تو دشمنوں پر فتحیاب ہو۔ اور اگر کوئی سخت مہم درپیش ہو تو اول و آخر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھنے سے نجات حاصل ہوتی اور وہ مہم طے ہو جاتی ہے۔ اسکے عدد (۱۸۰۶۵۵۰) ہیں۔ اور نقش یہ ہے

۴۵۱۵۶	۴۵۱۷۰	۴۵۱۶۶	۴۵۱۶۳
۴۵۱۶۴	۴۵۱۶۲	۴۵۱۵۷	۴۵۱۶۹
۴۵۱۶۷	۴۵۱۶۳	۴۵۱۷۱	۴۵۱۵۸
۴۵۱۶۱	۴۵۱۵۹	۴۵۱۶۰	۴۵۱۶۵

خاصیت سورہ فتح

جو کوئی سورہ ہذا ۴۱ دفعہ تلاوت کرے تو دشمنوں پر مظفر و منصور ہو اور اگر ماہ رمضان کا چاند دیکھکر کھڑے کھڑے ۳ مرتبہ تلاوت کرے تو سال بھر تک امن میں رہے۔ نبی کریم صلعم فرمایا ہے کہ جو شخص سورۃ ہذا پڑھتا رہے گویا وہ میرے ساتھ جہاد میں شریک ہوتا ہے۔ اس کے عدد (۱۸۸۸۲۸) ہیں اور نقش یہ ہے

۴۷۱۹۹	۴۷۲۱۳	۴۷۲۱۰	۴۷۲۰۹
۴۷۲۱۱	۴۷۲۰۵	۴۷۲۰۰	۴۷۲۱۴
۴۷۲۰۴	۴۷۲۰۸	۴۷۲۱۵	۴۷۲۰۱
۴۷۲۱۲	۴۷۲۰۲	۴۷۲۰۳	[illegible]

خاصیت سورہ حجرات

تمام امراض کے واسطے سورہ ہذا کا پڑھنا باعث شفا ہے۔ اور اگر اس سورۃ کو لکھکر حاملہ عورت کے گلے میں باندھیں تو بچہ صحت و سلامتی کے ساتھ پیدا ہو۔ اس کے عدد (۲۸۹۲۰) ہیں نقش یہ ہے۔

۲۵۷۱۵	۲۵۷۲۹	۲۵۷۲۶	۲۵۷۲۲
۲۵۷۲۷	۲۵۷۲۱	۲۵۷۱۹	۲۵۷۲۸
۲۵۷۲۰	۲۵۷۲۴	۲۵۷۳۱	۲۵۷۱۷
۲۵۷۳۰	۲۵۷۱۸	۲۵۷۱۹	۲۵۷۲۵

خاصیت سورہ ق

اگر سورۃ ہذا کو لکھکر اور مینہ کے پانی سے دھوکر درد شکم کے مریض کو پلاویں تو صحت کلی ہو۔ اور جس بچے کے دانت مشکل سے نکلتے ہوں اس کو پلانے سے دانت بآسانی نکلتے ہیں۔ اور جو کوئی اس کی مداومت کرے سکرات موت اسپر آسان ہو۔ اور اس کا عامل جب مرتا ہے تو اس کی قبر میں اللہ تعالےٰ روشنی پیدا کر دیتا ہے۔

اس کے اعداد (۱۹۰۷۵۶) ہیں۔

اور نقش معظم یہ ہے۔

۲۷۴۲۶	۲۷۴۴۰	۲۷۴۳۴	۲۷۴۳۳
۲۷۴۳۸	۲۷۴۳۲	۲۷۴۲۷	۲۷۴۳۹
۲۷۴۳۱	۲۷۴۳۵	۲۷۴۴۲	۲۷۴۲۸
۲۷۴۴۱	۲۷۴۲۹	۲۷۴۳۰	۲۷۴۳۶

خاصیت سورہ ذاریات

جوکوئی سورہ ہذا ۸۰ مرتبہ پڑھے۔ تو [illegible]ند کریم اس کو غنی اور متمول کرے [illegible] لکھکر مال میں رکھنے سے اسمیں [illegible]ت ہوتی ہے اور کسی بستی یا [illegible]یں قحط واقع ہو تو سورۂ ہذا ستر مرتبہ پڑھیں۔ خدا چاہے۔ وہ قحط جاتا رہیگا۔ عدد اس کے (۱۱۹۵۴۳) ہیں۔ اور نقش حسب ذیل ہے۔

۳۹۸۵۱	۳۹۸۴۴	۳۹۸۴۹
۳۹۸۴۶	۳۹۸۴۸	۳۹۸۵۰
۳۹۸۴۷	۳۹۸۵۲	۳۹۸۴۵

خاصیت سورہ طور

اگر جذامی سورۂ ہذا پڑھکر اپنے اوپر دم کرے۔ یا لکھکر اور عرق گلاب سے دھو کر پی لیا کرے تو مرض معہود سے شفا پاوے۔ اگر مسافر سفر کی حالت میں اس کا ورد رکھے تو تمام بلیات و مصائب سے محفوظ و مامون رہے۔ اس کے اعداد (۳۴۸۱۴۱۹) ہیں اور نقش یہ ہے

۲۳۵۳۸	۲۳۵۵۲	۲۳۵۴۸	۲۳۵۴۵
۲۳۵۴۹	۲۳۵۴۴	۲۳۵۴۹	۲۳۵۵۱
۲۳۵۴۳	۲۳۵۴۶	۲۳۵۵۶	۲۳۵۵۰
۲۳۵۵۳	۲۳۵۴۱	۲۳۵۴۲	۲۳۵۴۰

خاصیت سورہ نجم

اس کا ورد صفائی قلب کے لئے از بس مفید ہے۔ اور اگر کوئی مہم درپیش ہو تو ۱۴ مرتبہ پڑھکر خلوص دل سے دعا کرے۔ تو وہ حاجت پوری ہو۔ اور دشمن کو مقہور کرنے کے واسطے لکھکر گلے میں باندھنا مفید ہے۔ اس کے اعداد (۱۱۴۳۶۱۴) ہیں اور نقش مکرم یہ ہے۔

۲۸۵۸۶	۲۸۵۹۹	۲۸۵۹۶	۲۸۵۹۳
۲۸۵۹۷	۲۸۵۹۲	۲۸۵۸۷	۲۸۵۹۸
۲۸۵۹۱	۲۸۵۹۴	۲۸۶۰۱	۲۸۵۸۸
۲۸۶۰۰	۲۸۵۸۹	۲۸۵۹۰	۲۸۵۹۵

خاصیت سورہ قمر

اگر کسی حاکم وغیرہ سے خوف ہو اور اس سے گزند پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ تو سورۂ ہذا کو سات مرتبہ پڑھنے سے وہ اندیشہ جاتا رہے گا۔ اس سورہ کے اعداد (۱۲۰۴۵۰) ہیں۔ اور نقش یہ ہے۔

۳۰۱۰۵	۳۰۱۱۸	۳۰۱۱۵	۳۰۱۱۲
۳۰۱۱۶	۳۰۱۱۱	۳۰۱۰۶	۳۰۱۱۷
۳۰۱۱۰	۳۰۱۱۳	۳۰۱۲۰	۳۰۱۰۷
۳۰۱۱۹	۳۰۱۰۸	۳۰۱۰۹	۳۰۱۱۴

خاصیت سورہ الرحمٰن

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سورۂ رحمٰن کو پڑھتا ہے گویا وہ اللہ جل شانہ کی تمام نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ مرض درد چشم میں پڑھکر دم کرنا شفا بخشتا ہے۔ اور طحال کے مریض پر دم کریں تو صحت پاوے اور اس کا نقش حاجت برآری کے لئے لکھکر گلے میں باندہیں تو اس کی برکت سے حاجت پوری ہو۔ اور اس کا گیارہ مرتبہ پڑھنا مطلب کی کامیابی کے لئے از بس مفید ہے۔ سورۂ ہذا کے اعداد (۱۳۱۲۱۴) ہیں۔ اور نقش معظم یہ ہے۔

۳۰۲۹۶	۳۰۳۰۹	۳۰۳۰۶	۳۰۳۰۳
۳۰۳۰۷	۳۰۳۰۲	۳۰۲۹۷	۳۰۳۰۸
۳۰۳۰۱	۳۰۳۰۴	۳۰۳۱۱	۳۰۲۹۸
۳۰۳۱۰	۳۰۲۹۹	۳۰۳۰۰	۳۰۳۰۵

خاصیت سورۂ واقعہ

بعض تبع تابعین نے حصول غنا کے لئے سورہ ہذا کا عمل اس طرح لکھا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرکے سات روز تک بلاناغہ بعد ہر نماز فرض کے ۲۵ مرتبہ پڑھا کرے پھر بعد نماز عشا ۲۵ مرتبہ درود شریف روح پرفتوح نبی علیہ السلام پر بھیجے اس کے بعد ہر روز صبح و شام بعد نماز کے ایک بار پڑھ لیا کرے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو غنی کردیگا یا جس مقصد کے لئے پڑھیگا پورا ہو جائیگا۔ اس کے اعداد (۱۹۸۹۲۴) ہیں۔ اور نقش معظم یہ ہے۔

۲۵۶۳۳	۲۵۶۴۶	۲۵۶۴۳	۲۵۶۴۱
۲۵۶۴۵	۲۵۶۴۰	۲۵۶۳۴	۲۵۶۴۶
۲۵۶۳۹	۲۵۶۴۲	۲۵۶۴۹	۲۵۶۳۵
۲۵۶۴۸	۲۵۶۳۷	۲۵۶۳۸	۲۵۶۴۴

خاصیت سورۂ حدید

روزانہ صبح کے وقت سورۂ ہذا کا پڑھنا باعث رحمت خداوندی ہے۔ اور تمام دن خوش و خرم رہے گا۔ اور کسی سے مغلوب نہوگا بخار اور ورم کے لئے بھی مفید ہے سورۂ ہذا کے اعداد (۱۹۸۹۲۴) ہیں۔ اور نقش معظم یہ ہے۔

۶۶۳۱۱	۶۶۳۰۴	۶۶۳۰۹
۶۶۳۰۶	۶۶۳۰۸	۶۶۳۱۰
۶۶۳۰۷	۶۶۳۱۲	۶۶۳۰۵

خاصیت سورہ مجادلہ

اگر کسی قوم یا قبیلہ میں جھگڑا و فساد برپا ہو تو سورۂ ہذا پڑھیں۔ اس لئے کہ اس کا پڑھنا آپس کے بغض و عناد کو دور کرتا ہے۔ اور دشمنوں کی مغلوبیت کیلئے بھی مجرب ہے۔ اعداد (۱۳۴۲۳۷) ہیں اور نقش یہ ہے۔

۸۵۵۱	۸۵۶۵	۸۵۶۲	۸۵۵۹
۸۵۶۳	۸۵۵۸	۸۵۵۲	۸۵۶۴
۸۵۵۷	۸۵۶۰	۸۵۶۷	۸۵۵۳
۸۵۶۶	۸۵۵۴	۸۵۵۶	۸۵۶۱

خاصیت سورۂ حشر

اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو چار رکعت نماز نفل پڑھے۔ اور ہر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ہذا پڑھے۔ بعد فراغ جو دعا مانگے وہ خدا چاہے مستجاب ہوگی۔ عدد (۱۳۳۶۱) ہیں۔ اور نقش یہ ہے۔

۲۲۳۵۴	۲۲۳۶۱	۲۲۳۶۸	۲۲۳۶۵
۲۲۳۶۹	۲۲۳۶۴	۲۲۳۵۸	۲۲۳۶۰
۲۲۳۶۳	۲۲۳۶۶	۲۲۳۶۳	۲۲۳۵۹
۲۲۳۶۲	۲۲۳۶۰	۲۲۳۶۲	۲۲۳۶۷

خاصیت سورۂ ممتحنہ

اگر کسی دختر کی شادی نہ ہوتی ہو سورۂ ہذا پانچ مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ العزیز کسی نیک بخت مرد سے اس کا عقد نکاح ہو جائیگا۔ اور بطور ورد اس کا پڑھنا شیطانی وساوس کو دور کرتا ہے۔ اس کے عدد (۱۰۱۳۵۰) ہیں۔ اور نقش یہ ہے

۲۵۳۳۰	۲۵۳۴۳	۲۵۳۴۰	۲۵۳۳۷
۲۵۳۴۱	۲۵۳۳۶	۲۵۳۳۱	۲۵۳۴۲
۲۵۳۴۵	۲۵۳۳۸	۲۵۳۴۵	۲۵۳۳۲
۲۵۳۴۴	۲۵۳۳۲	۲۵۳۳۴	۲۵۳۳۹

نام سورت

خاصیت سورۂ صف

اگر کسی کی اولاد یا اور متعلقین نافرمان ہو جائیں تو تین مرتبہ سورۂ ہذا پڑھکر اُن پر دم کریں یا لکھکر گھر میں چسپاں کریں تو وہ تابعدار ہو جائیں اس کے عدد (۵۹۰۶۰) اور نقش معظم یہ ہے۔

۱۴۷۵۸	۱۴۷۷۱	۱۴۷۶۸	۱۴۷۶۴
۱۴۷۶۹	۱۴۷۶۳	۱۴۷۵۴	۱۴۷۷۰
۱۴۷۶۲	۱۴۷۶۶	۱۴۷۷۳	۱۴۷۵۹
۱۴۷۷۲	۱۴۷۶۰	۱۴۷۶۱	۱۴۷۶۷

خاصیت سورۂ جمعہ

اگر میاں بیوی میں مخالفت ہو تو ان میں سے کوئی جمعہ کے دن تین مرتبہ اِس سورۃ کو پڑھکر دعا مانگے خدا چاہے نفاق دور ہو کر محبت پیدا ہو جائیگی اگر کوئی اچھی طرح بات چیت نہ کرسکتا ہو تو سورۃ ہذا کا ورد رکھے اُمید ہو کہ اس کی زبان درست ہو جائے گی۔ اس کے عدد (۶۱۵۲۵) ہیں اور نقش معظم یہ ہے،

۱۵۳۷۳	۱۵۳۸۷	۱۵۳۸۴	۱۵۳۸۱
۱۵۳۸۵	۱۵۳۸۰	۱۵۳۷۴	۱۵۳۸۶
۱۵۳۷۹	۱۵۳۸۲	۱۵۳۸۹	۱۵۳۷۵
۱۵۳۸۸	۱۵۳۷۶	۱۵۳۷۸	۱۵۳۸۳

خاصیت سورۂ منافقون

اگر کوئی شخص کسی چغلخور کے سبب سے تکلیف اور رنج میں ہو تو وہ اِس سورۃ کو ۱۶۰ مرتبہ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ اُسکے گزند سے رہائی پائیگا اور اُس چغلخور کی زبان بند ہو جائیگی اس کے عدد (۵۳۲۵۹) ہیں اور نقش یہ ہے

۱۷۷۵۵	۱۷۷۴۸	۱۷۷۵۳
۱۷۷۵۰	۱۷۷۵۲	۱۷۷۵۴
۱۷۷۵۱	۱۷۷۵۶	۱۷۷۴۹

نام سورت

خاصیت سورۂ تغابن

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص سورۃ ہذا کو روزانہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ ناگہانی موت سے محفوظ رہیگا اور جو کوئی تین مرتبہ پڑھا کرے تو اُس کے مال میں بہت برکت ہوگی اِسکے عدد (۷۹۵۴۷۱) ہیں اور نقش معظم یہ ہے۔

۱۹۹۲۷	۱۹۹۴۱	۱۹۹۳۸	۱۹۹۳۵
۱۹۹۳۹	۱۹۹۳۴	۱۹۹۲۸	۱۹۹۴۰
۱۹۹۳۲	۱۹۹۳۶	۱۹۹۴۳	۱۹۹۲۹
۱۹۹۴۲	۱۹۹۳۰	۱۹۹۳۲	۱۹۹۳۷

خاصیت سورۂ طلاق

اگر کسی کو رنج و غم لاحق ہو تو سورۃ ہذا کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اِسکی برکت سے اِس کے سبب تفکرات دور کردیگا اور مرض نفاق کے دفعیہ کے لئے اکسیر اعظم اور مجرب ہے اِسکے عدد (۸۲۴۰۱۲) ہیں اور نقش معظم یہ ہے۔

۲۰۵۹۹۵	۲۰۶۰۰۹	۲۰۶۰۰۶	۲۰۶۰۰۲
۲۰۶۰۰۷	۲۰۶۰۰۱	۲۰۵۹۹۶	۲۰۶۰۰۸
۲۰۶۰۰۰	۲۰۶۰۰۴	۲۰۶۰۱۱	۲۰۵۹۹۷
۲۰۶۰۱۰	۲۰۵۹۹۸	۲۰۵۹۹۹	۲۰۶۰۰۵

خاصیت سورۂ تحریم

اگر کوئی شخص قرض کے سبب پریشان حال و تباہ ہو تو سورۃ ہذا پڑھے اور لکھکر پاس رکھے دشمن دوست ہو جائے اور جس کے پاس جائے وہ مہربانی سے پیش آئے اس کے عدد (۹۸۰۹۲) ہیں اور نقش مکرم یہ ہے۔

نیز مرگی والے اور ہر ایک مرض کے واسطے بہت مفید ہے نقش یہ ہے

نام سورت نقش تحریم

۱۲۳۰۰	۱۲۳۱۴	۱۲۳۱۱	۱۲۳۰۲
۱۲۳۱۲	۱۲۳۰۶	۱۲۳۰۱	۱۲۳۱۳
۱۲۳۰۵	۱۲۳۰۹	۱۲۳۱۶	۱۲۳۰۴
۱۲۳۱۵	۱۲۳۰۳	۱۲۳۰۲	۱۲۳۱۰

خاصیت سورہ ملک

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قرآن میں ایک سورۃ ایسی ہے جس کی کل تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی ایسی شفاعت کی کہ وہ بالکل بخشا گیا۔ ابن حبان سے مروی ہے کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کیلئے استغفار کرتی ہے حتیٰ کہ وہ بخشا جاتا ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول ہے کہ یہ سورۃ منجیہ ہے عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ ہر ایک مومن کے دل میں ہو اور جو شخص اس کو ۴۱ مرتبہ پڑھے اِس کی تمام مشکلیں حل ہوں، اور کل آفتوں سے محفوظ رہے، اگر قرض کے سبب پریشان ہو تو قرضہ ادا ہو جائے اور اگر اس کا نقش لکھکر بطور تعویذ اپنے پاس رکھے تو جس مقصد کیلئے لکھا جائیگا وہ پورا ہوگا، اس کے اعداد (۹۹۵۹۴) ہیں۔ اور نقش معظم حسب ذیل ہے۔

۳۳۲۰۱	۳۳۱۹۴	۳۳۱۹۹
۳۳۱۹۶	۳۳۱۹۸	۳۳۲۰۰
۳۳۱۹۷	۳۳۲۰۲	۳۳۱۹۵

خاصیت سورہ قلم

اگر سر میں درد ہو تو سورۃ ہذا کو لکھکر سر میں رکھے یا دھو کر پیئے، اور اگر سنتر مرتبہ پڑھے تو بدخواہوں کے داؤں سے رہائی پائے۔ اِس کے اعداد (۹۳۰۷۸) ہیں اور نقش معظم یہ ہے۔

نام سورت نقش حاقہ

۲۳۳۴۹	۲۳۴۳۳	۲۳۳۴۰	[illegible]
۲۳۳۴۱	۲۳۳۴۵	۲۳۳۴۰	[illegible]
۲۳۳۴۴	۲۳۳۳۸	۲۳۳۳۵	۲۳۳۴۱
۲۳۳۳۴	۲۳۳۴۲	۲۳۳۴۲	۲۳۳۳۹

خاصیت سورہ حاقہ

اگر بچہ رونے سے باز نہ آتا ہو تو سورۃ ہذا کو لکھکر دھو کر پلائیں۔ اگر لکھ… کے باندھیں تو حمل تمام آفات سے مامون رہے اِسکے عدد (…) اور نقش معظم یہ ہے۔

۲۰۴۲۲	۲۰۴۳۵	۲۰۴۳۲	۲۰۴۲۹
۲۰۴۳۳	۲۰۴۲۸	۲۰۴۲۳	۲۰۴۳۵
۲۰۴۲۶	۲۰۴۳۰	۲۰۴۳۸	۲۰۴۲۴
۲۰۴۳۴	۲۰۴۲۵	۲۰۴۲۶	۲۰۴۳۱

خاصیت سورہ جن

دفع آسیب اور قید سے رہا ہونے کیلئے مفید ہے اِس کے عدد (۶۰۶۲۳) ہیں اور نقش معظم یہ ہے۔

۲۰۲۱۴	۲۰۲۰۷	۲۰۲۱۲
۲۰۲۰۹	۲۰۲۱۱	۲۰۲۱۳
۲۰۲۱۰	۲۰۲۱۵	۲۰۲۰۸

خاصیت سورۂ مزمل

کشائش رزق و غنا ظاہری و باطنی کیلئے مفید ہے اِسکے عدد (۶۸۴۶۶) ہیں اور نقش معظم یہ ہے۔

۲۲۸۲۵	۲۲۸۱۸	۲۲۸۲۳
۲۲۸۲۰	۲۲۸۲۲	۲۲۸۲۴
۲۲۸۲۱	۲۲۸۲۶	۲۲۸۱۹

خاصیت سورۂ مدثر

قرآنمجید حفظ یاد ہونیکے لئے مفید ہے، اِسکے عدد (۹۲۳۵۵) ہیں، نقش یہ ہے۔

۳۰۷۸۸	۳۰۷۸۱	۳۰۷۸۶
۳۰۷۸۳	۳۰۷۸۵	۰۷۸۷
۳۰۷۸۴	۳۰۷۸۹	۰۷۸۲

نام سورت

خاصیت سورہ دہر

...علمی باتیں جاری ہونیکے لئے اسکے ۷۷۵۸۸ ہیں نقش معظم یہ ہے

[illegible]	۱۹۴۰۳	۱۹۴۰۰	۱۹۳۹۶
[illegible]	۱۹۳۹۵	۱۹۳۹۰	۱۹۴۰۲
[illegible]	۱۹۳۹۸	۱۹۴۰۵	۱۹۳۹۱
[illegible]	[illegible]	۱۹۳۹۳	۱۹۳۹۹

خاصیت سورہ نبا

...پیشاب کا بند کھلنے اور صحت محفوظ رہنے کو مفید ہے، نقش یہ ہے

۱۳۳۵۴	۱۳۳۶۸	۱۳۳۶۴	۱۳۳۶۱
۱۳۳۶۵	۱۳۳۶۰	۱۳۳۵۵	۱۳۳۶۷ کسر
۱۳۳۵۹	۱۳۳۶۲	۱۳۳۷۰	۱۳۳۵۶
۱۳۳۶۹	۱۳۳۵۷	۱۳۳۵۸	۱۳۳۶۳

خاصیت سورہ نازعات

...کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے مجرب ہے۔ نقش معظم سورہ نازعات کا یہ ہے

۱۶۸۵۴	۱۶۸۶۸	۱۶۸۶۵	۱۶۸۶۱
۱۶۸۶۶	۱۶۸۶۰	۱۶۸۵۵	۱۶۸۶۷
۱۶۸۵۹	۱۶۸۶۳ کسر	۱۶۸۷۰	۱۶۸۵۶
۱۶۸۶۹	۱۶۸۵۷	۱۶۸۵۸	۱۶۸۶۴

خاصیت سورہ عبس

بچہ بآسانی پیدا ہونے، عمل کی رجعت راستوں کے خطروں سے امن میں رہنے کیلئے مفید ہے، نقش معظم یہ ہے

۱۳۳۳۰	۱۳۳۴۴	۱۳۳۴۰	۱۳۳۲۷
۱۳۳۴۱	۱۳۳۳۶	۱۳۳۳۱	۱۳۳۴۳ کسر
۱۳۳۳۵	۱۳۳۳۸	۱۳۳۴۶	۱۳۳۳۲
۱۳۳۴۵	۱۳۳۳۳	۱۳۳۳۴	۱۳۳۳۹

خاصیت سورہ انفطار

قید سے رہا ہونے اور سنجار کے لئے مجرب ہے، نقش معظم اسکا یہ ہے۔

۶۶۶۵	۶۶۷۹	۶۶۷۶	۶۶۷۳
[illegible]	۶۶۷۲	۶۶۶۶	۶۶۷۸
[illegible]	۶۶۷۴	۶۶۸۱	۶۶۶۷
[illegible]	۶۶۶۸	۶۶۷۰ کسر	۶۶۷۵

نام سورت

خاصیت سورہ انشقاق

ولادت کی آسانی اور پیش زدہ کے لئے مجرب ہے، اس کا نقش معظم یہ ہے،

۸۲۴۴	۸۲۴۰	۸۲۴۲	۸۲۳۴
۸۲۳۸	۸۲۳۳	۸۲۲۸	۸۲۳۹
۸۲۳۲	۸۲۳۵	۸۲۴۲	۸۲۲۹
۸۲۴۱	۸۲۳۰	۸۲۳۱	۸۲۳۶

خاصیت سورہ بروج

بچہ کا دودھ چھڑانے کیلئے مفید ہے اس سورۃ کا نقش مکرم یہ ہے۔

۸۲۰۸	۸۲۲۲	۸۲۱۹	۸۲۱۶
۸۲۲۰	۸۲۱۵	۸۲۰۹	۸۲۲۱
۸۲۱۴	۸۲۱۷	۸۲۲۴	۸۲۱۰
۸۲۲۳	۸۲۱۱	۸۲۱۳ کسر	۸۲۱۸

خاصیت سورہ طارق

احتلام، باؤلے کتے کے کاٹے، اسکا نیں جن دفع کرنے کیلئے مفید ہے نقش مکرم یہ ہے

۴۲۴۲	۴۲۵۶	۴۲۵۳	۴۲۳۹
۴۲۵۴	۴۲۴۸	۴۲۴۳	۴۲۵۵
۴۲۴۷	۴۲۵۱ کسر	۴۲۵۸	۴۲۴۴
۴۲۵۷	۴۲۴۵	۴۲۴۶	۴۲۵۲

خاصیت سورہ غاشیہ

کھانے کی برائی وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لئے مفید ہے اور نقش معظم یہ ہے۔

۹۳۵۴	۹۳۶۸	۹۳۶۵	۹۳۶۲
۹۳۶۶	۹۳۶۱	۹۳۵۵	۹۳۶۷
۹۳۶۰	۹۳۶۳	۹۳۷۰	۹۳۵۶
۹۳۶۹	۹۳۵۷	۹۳۵۹ کسر	۹۳۶۴

خاصیت سورہ فجر

اولاد نرینہ ہونے کیلئے، نقش معظم یہ ہے

۱۲۲۸۷	۱۲۳۰۱	۱۲۲۹۸	۱۲۲۹۴
۱۲۲۹۹	۱۲۲۹۴	۱۲۲۸۸	۱۲۳۰۰
۱۲۲۹۲	۱۲۲۹۶	۱۲۳۰۳	۱۲۲۸۹
۱۲۳۰۲	۱۲۲۹۰	۱۲۲۹۱	۱۲۲۹۷

خاصیت سورہ بلد

بچہ کی ہچکی وغیرہ کی حفاظت کو نقش یہ ہے نیز اگر کسی شہر میں جانیکا ارادہ ہو تو اس سورت کی تلاوت کرے وہاں کے باشندے

نام سورت

بہایت خوش خلقی سے پیش آئیں اور یہ شخص خوش و فرخندہ حال رہے۔

۶۰۶۲	۶۰۷۶	۶۰۷۲	۶۰۶۹
۶۰۷۳	۶۰۶۸	۶۰۶۳	۶۰۷۵ کسر
۶۰۶۷	۶۰۷۰	۶۰۷۸	۶۰۶۴
۶۰۷۷	۶۰۶۵	۶۰۶۶	۶۰۷۱

خاصیت سورہ شمس

اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو بوقت طلوع آفتاب ۷ مرتبہ پڑھکر دعا مانگنے سے ضرورت روا ہو جائے گی نقش معظم یہ ہے۔

۳۸۶۱	۳۸۷۵	۳۸۷۲	۳۸۶۹
۳۸۷۳	۳۸۶۸	۳۸۶۲	۳۸۷۴
۳۸۶۷	۳۸۷۰	۳۸۷۷	۳۸۶۳
۳۸۷۶	۳۸۶۴	۳۸۶۶	۳۸۷۱

خاصیت سورہ الیل

اگر کسی مشکل کیوقت ۱۲۱ مرتبہ اس سورت کو پڑھیں تو مشکل آسان ہو اور عنایت خداوندی شامل حال ہو اگر لکھکر مال میں رکھیں تو چوری سے محفوظ رہے نقش معظم یہ ہے۔

۷۳۹۲	۷۴۰۸	۷۴۰۴	۷۴۰۱
۷۴۰۵	۷۴۰۰	۷۳۹۵	۷۴۰۷ کسر
۷۳۹۹	۷۴۰۲	۷۴۱۰	۷۳۹۶
۷۴۰۹	۷۳۹۷	۷۳۹۸	۷۴۰۳

خاصیت سورہ الضحیٰ

اگر سورہ ہذا کو ۲ ہزار مرتبہ پڑھے تو غائب شدہ حاضر ہوگا۔ اور روزانہ پڑھنے سے دوزخ کی آتش حرام اسکا نقش مکرم یہ ہے۔

۳۳۱۵	۳۳۲۹	۳۳۲۶	۳۳۲۲
۳۳۲۷	۳۳۲۱	۳۳۱۶	۳۳۲۸
۳۳۲۰	۳۳۲۴ کسر	۳۳۳۱	۳۳۱۷
۳۳۳۰	۳۳۱۸	۳۳۱۹	۳۳۲۵

خاصیت سورہ انشراح

رنج و غم اور ہول رفع ہونے، بخار، درد دل، پتھری نکلنے کیلئے ہے نقش معظم یہ ہے

۳۰۹۶	۳۱۱۰	۳۱۰۷	۳۱۰۳
۳۱۰۸	۳۱۰۲	۳۰۹۷	۳۱۰۹
۳۱۰۱	۳۱۰۵	۳۱۱۲	۳۰۹۸
۳۱۱۱	۳۰۹۹	۳۱۰۰	۳۱۰۶

نام سورت

خاصیت سورہ علق

۵۶۲۷	۵۶۴۱	۵۶۳۷	۵۶۳۴
۵۶۳۸	۵۶۳۳	۵۶۲۸	۵۶۴۰ کسر
۵۶۳۲	۵۶۳۵	۵۶۴۳	۵۶۲۹
۵۶۴۲	۵۶۳۰	۵۶۳۱	۵۶۳۶

خاصیت سورہ قدر

بینائی میں فرق نہ آنے، سچ بولنے کیلئے مفید ہے اس سورت کا نقش معظم یہ ہے۔

۲۰۷۰	۲۰۸۴	۲۰۸۰	۲۰۷۷
۲۰۸۱	۲۰۷۶	۲۰۷۱	۲۰۸۳ کسر
۲۰۷۵	۲۰۷۸	۲۰۸۶	۲۰۷۲
۲۰۸۵	۲۰۷۳	۲۰۷۴	۲۰۷۹

خاصیت سورہ بینہ

برص کے دور کرنے کیلئے، نقش معظم یہ ہے

۷۹۰۸	۷۹۲۱	۷۹۱۸	۷۹۱۵
۷۹۱۹	۷۹۱۴	۷۹۰۹	۷۹۲۰
۷۹۱۳	۷۹۱۶	۷۹۲۳	۷۹۱۰
۷۹۲۲	۷۹۱۱	۷۹۱۲	۷۹۱۷

خاصیت سورہ زلزال

نصف قرآن شریف کے برابر ثواب، لقوہ وغیرہ کو مفید ہے، نقش معظم یہ ہے

۴۳۴۲	۴۳۵۶	۴۳۵۲	۴۳۴۹
۴۳۵۳	۴۳۴۸	۴۳۴۳	۴۳۵۵ کسر
۴۳۴۷	۴۳۵۰	۴۳۵۸	۴۳۴۴
۴۳۵۷	۴۳۴۵	۴۳۴۶	۴۳۵۱

خاصیت سورہ عادیات

معاش اور امن خوف کیلئے نقش یہ ہے

۳۳۳۴	۳۳۴۸	۳۳۴۴	۳۳۴۱
۳۳۴۵	۳۳۴۰	۳۳۳۵	۳۳۴۷ کسر
۳۳۳۹	۳۳۴۲	۳۳۵۰	۳۳۳۶
۳۳۴۹	۳۳۳۷	۳۳۳۸	۳۳۴۳

خاصیت سورہ قارعہ

روزی بڑھانے کیلئے۔ نقش معظم یہ ہے

۳۱۵۹	۳۱۷۳	۳۱۷۰	۳۱۶۶
۳۱۷۱	۳۱۶۵	۳۱۶۰	۳۱۷۲
۳۱۶۴	۳۱۶۸	۳۱۷۵	۳۱۶۱
۳۱۷۴	۳۱۶۲	۳۱۶۳	۳۱۶۹

نام سورت | نام سورت | نام سورت | نام سورت | نام سورت

خاصیت سورہ تکاثر
ہزار آیتوں کا ثواب درد سر درد شقیقہ قبرستان میں پڑھنے کیلئے، نقش یہ ہے۔

۱۴۶۶	۱۴۶۹	۱۴۷۲	۱۴۵۸
۱۴۷۱	۱۴۵۹	۱۴۶۵	۱۴۷۰
۱۴۶۰	۱۴۷۴	۱۴۶۷	۱۴۶۴
۱۴۶۸	۱۴۶۳	۱۴۶۱	۱۴۷۳

۶۹۰	۶۹۳	۶۹۷	۶۸۲
۶۹۶	۶۸۳	۶۸۹	۶۹۴
۶۸۵	۶۹۹	۶۹۱	۶۸۸
۶۹۲	۶۸۷	۶۸۶	۶۹۸

۱۴۵۶	۱۴۵۹	۱۴۶۲	۱۴۴۹
۱۴۶۱	۱۴۵۰	۱۴۵۵	۱۴۶۰
۱۴۵۱	۱۴۶۴	۱۴۵۷	۱۴۵۴
۱۴۵۸	۱۴۵۳	۱۴۵۲	۱۴۶۳

خاصیت سورۂ ناس
سب چیزوں کی دعا لینے کے لئے مفید ہے۔ اور نقش مکرم یہ ہے

۲۵۹۶	۲۵۹۹	۲۶۰۲	۲۵۸۹
۲۶۰۱	۲۵۹۰	۲۵۹۵	۲۶۰۰
۲۵۹۱	۲۶۰۴	۲۵۹۷	۲۵۹۴
۲۵۹۸	۲۵۹۳	۲۵۹۲	۲۶۰۳

خاصیت سورہ قریش
زہر کے اثر، خفقان کے دفعیہ کے لئے نقش معظم یہ ہے۔

خاصیت سورہ کافرون
بچھو کے کاٹے، فاسد عقیدوں کے لئے مفید ہے نقش مکرم یہ ہے

خاصیت سورۂ اخلاص
ایک تہائی قرآن شریف کا ثواب بہشت میں داہنی جانب داخل ہونے اور دوزخ سے بری ہونے کے لئے نقش معظم یہ ہے۔

۱۳۲۳	۱۳۲۶	۱۳۳۰	۱۳۱۶
۱۳۲۹	۱۳۱۷	۱۳۲۲	۱۳۲۸
۱۳۱۸	۱۳۳۲	۱۳۲۵	۱۳۲۱
۱۳۲۶	۱۳۲۰	۱۳۱۹	۱۳۳۱

خاصیت سورۂ عصر
دفن کئے ہوئے مال کی حفاظت کیلئے

۱۵۱۵	۱۵۱۸	۱۵۲۱	۱۵۰۸
۱۵۲۰	۱۵۰۹	۱۵۱۴	۱۵۱۹
۱۵۱۰	۱۵۲۳	۱۵۱۶	۱۵۱۳
۱۵۱۷	۱۵۱۲	۱۵۱۱	۱۵۲۲

۹۵۶	۹۶۰	۹۶۳	۹۴۹
۹۶۲	۹۵۰	۹۵۵	۹۶۱
۹۵۱	۹۶۵	۹۵۸	۹۵۴
۹۵۹	۹۵۳	۹۵۲	۹۶۴

۲۵۰	۲۵۳	۲۵۶	۲۴۳
۲۵۵	۲۴۴	۲۴۹	۲۵۴
۲۴۵	۲۵۸	۲۵۱	۲۴۸
۲۵۲	۲۴۷	۲۴۶	۲۵۷

خاصیت سورۂ تین
غلہ میں برکت اور حفاظت [illegible] مفید ہے اور نقش معظ[illegible]

۱۱۸۴	۱۱۸۸	۱۱۹۱	۱۱۷۷
۱۱۹۰	۱۱۷۸	۱۱۸۳	۱۱۸۹
۱۱۷۹	۱۱۹۳	۱۱۸۶	۱۱۸۲
۱۱۸۷	۱۱۸۱	۱۱۸۰	۱۱۹۲

خاصیت سورۂ ماعون
سب چیزوں کی حفاظت کے لئے نقش مکرم یہ ہے۔

خاصیت سورہ نصر
جال میں مچھلیاں خوب پھنسنے کے لئے مفید ہے، نقش معظم یہ ہے

[illegible]	[illegible]	۲۵۶۳	۲۵۴۹
[illegible]	۲۵۵۰	۲۵۵۵	۲۵۶۱
[illegible]	۲۵۶۵	۲۵۵۸	۲۵۵۴
۲۵۵۹	۲۵۵۴	۲۵۵۲	۲۵۶۴

خاصیت سورۂ ہمزہ

۲۳۰۱	۲۳۰۵	۲۳۰۸	۲۲۹۴
۲۳۰۷	۲۲۹۵	۲۳۰۰	۲۳۰۶
۲۲۹۶	۲۳۱۰	۲۳۰۳	۲۲۹۹
۲۳۰۴	۲۲۹۸	۲۲۹۷	۲۳۰۹

۱۵۳۰	۱۵۳۴	۱۵۳۷	۱۵۲۳
۱۵۳۶	۱۵۲۴	۱۵۲۹	۱۵۳۵
۱۵۲۵	۱۵۳۹	۱۵۳۲	۱۵۲۸
۱۵۳۳	۱۵۲۷	۱۵۲۶	۱۵۳۸

خاصیت سورۂ فلق
دم کرنے، جنون اور آدمیوں کی نظر لگ جانے کے لئے مفید ہے۔ اور اس کا نقش یہ ہے، نہایت مؤثر ثابت ہوا ہے۔

خاصیت سورہ اعلیٰ
کان کی گونج رفع، نرینہ اولاد ہونے کیلئے مجرب ہے، نقش مکرم یہ ہے۔

۲۲۷۹	۲۲۸۲	۲۲۸۵	۲۲۷۲
۲۲۸۴	۲۲۷۳	۲۲۷۸	۲۲۸۳
۲۲۷۴	۲۲۸۷	۲۲۸۰	۲۲۷۷
۲۲۸۱	۲۲۷۶	۲۲۷۵	۲۲۸۶

خاصیت سورہ فیل
دشمن پر غلبہ پانے کے لئے۔ نقش یہ ہے

خاصیت سورہ کوثر
حضور پرنور کی زیارت کے لئے تفریق اعداء کیلئے نقش یہ ہے

خاصیت سورہ لہب
درد کے دفعیہ کے لئے نہایت زود اثر ہے نقش مکرم یہ ہے۔

۲۱۶۸	۲۱۷۱	۲۱۷۴	۲۱۶۱
۲۱۷۳	۲۱۶۲	۲۱۶۷	۲۱۷۲
۲۱۶۳	۲۱۷۶	۲۱۶۹	۲۱۶۶
۲۱۷۰	۲۱۶۵	۲۱۶۴	۲۱۷۵

۶۵۷۵	۶۵۷۸	۶۵۸۱	۶۵۶۸
۶۵۸۰	۶۵۶۹	۶۵۷۴	۶۵۷۹
۶۵۷۰	۶۵۸۳	۶۵۷۶	۶۵۷۳
۶۵۷۷	۶۵۷۲	۶۵۷۱	۶۵۸۲

قرآن مجید کی تمام ایکسو چودہ ۱۱۴ سورتوں کی نمبروار فہرست جسکے دیکھنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ہر ایک سورت کا کونسا نمبر اور کونسا صفحہ اور کس کن پارے میں ہے

نمبر	نام سورت	نمبر صفحہ	پارہ	نمبر	نام سورت	نمبر صفحہ	پارہ	نمبر	نام سورت	نمبر صفحہ	پارہ	نمبر	نام سورت	نمبر صفحہ	پارہ	نمبر	نام سورت	نمبر صفحہ	پارہ
۱	فاتحہ	۲	۱	۲۴	نور	۳۴۹	۱۸	۴۷	محمد	۵۰۶	۲۶	۶۹	حاقہ	۵۶۶	۲۹	۹۲	واللیل	۵۹۴	۳۰
۲	بقر	۳	۳-۲-۱	۲۵	فرقان	۳۵۹	۱۹-۱۸	۴۸	فتح	۵۱۰	″	۷۰	معارج	۵۶۸	″	۹۳	والضحیٰ	۵۹۵	″
۳	آل عمران	۴۸	۴-۳	۲۶	شعرا	۳۶۶		۴۹	حجرات	۵۱۴	″	۷۱	نوح	۵۷۰	″	۹۴	الم نشرح	″	″
۴	نساء	۶۷	۶-۴	۲۷	نمل	۳۷۶	۲۰-۱۹	۵۰	ق	۵۱۷	″	۷۲	جن	۵۷۱	″	۹۵	والتین	۵۹۶	″
۵	مائدہ	۱۰۵	۷-۶	۲۸	قصص	۳۸۴	۲۰	۵۱	ذاریات	۵۱۹	″	۷۳	مزمل	۵۷۳	″	۹۶	علق	″	″
۶	انعام	۱۲۷	۸-۷	۲۹	عنکبوت	۳۹۵	۲۱-۲۰	۵۲	طور	۵۲۳	۲۷	۷۴	مدثر	۵۷۵	″	۹۷	قدر	۵۹۷	″
۷	اعراف	۱۴۹	۹-۸	۳۰	روم	۴۰۴	۲۱	۵۳	والنجم	۵۲۵	″	۷۵	قیامہ	۵۷۶	″	۹۸	البینہ	″	″
۸	انفال	۱۶۷	۱۰-۹	۳۱	لقمان	۴۱۰	۲۱	۵۴	قمر	۵۲۸	″	۷۶	دہر	۵۷۷	″	۹۹	زلزال	۵۹۸	″
۹	توبہ	۱۸۷	۱۱-۱۰	۳۲	سجدہ	۴۱۴	۲۱	۵۵	الرحمٰن	۵۳۰	″	۷۷	مرسلات	۵۷۹	″	۱۰۰	والعادیات	″	″
۱۰	یونس	۲۰۷	۱۱	۳۳	احزاب	۴۱۷	۲۱	۵۶	واقعہ	۵۳۳	″	۷۸	نبا	۵۸۱	۳۰	۱۰۱	قارعہ	۵۹۹	″
۱۱	ہود	۲۲۰	۱۲-۱۱	۳۴	سبا	۴۲۷	۲۲	۵۷	حدید	۵۳۶	″	۷۹	النازعات	۵۸۲	″	۱۰۲	تکاثر	″	″
۱۲	یوسف	۲۳۴	۱۳-۱۲	۳۵	فاطر	۴۳۳	۲۳-۲۲	۵۸	مجادلہ	۵۴۱	۲۸	۸۰	عبس	۵۸۴	″	۱۰۳	عصر	″	″
۱۳	رعد	۲۴۸	۱۳	۳۶	یٰسین	۴۳۹	ایضا	۵۹	حشر	۵۴۵	″	۸۱	تکویر	۵۸۵	″	۱۰۴	ہمزہ	۶۰۰	″
۱۴	ابراہیم	۲۵۴	۱۳	۳۷	صافات	۴۴۵	۲۳	۶۰	ممتحنہ	۵۴۸	″	۸۲	الانفطار	۵۸۶	″	۱۰۵	فیل	″	″
۱۵	حجر	۲۶۰	۱۴-۱۳	۳۸	ص	۴۵۲	″	۶۱	الصف	۵۵۱	″	۸۳	تطفیف	۵۸۷	″	۱۰۶	قریش	″	″
۱۶	نحل	۲۶۶	۱۴	۳۹	زمر	۴۵۷	۲۴-۲۳	۶۲	جمعہ	۵۵۲	″	۸۴	الانشقاق	۵۸۸	″	۱۰۷	ماعون	″	″
۱۷	بنی اسرائیل	۲۸۱	۱۵	۴۰	مومن	۴۶۶	۲۴	۶۳	منافقون	۵۵۳	″	۸۵	بروج	۵۸۹	″	۱۰۸	کوثر	۶۰۱	″
۱۸	کہف	۲۹۳	۱۶-۱۵	۴۱	حم سجدہ	۴۷۵	۲۵-۲۴	۶۴	تغابن	۵۵۵	″	۸۶	طارق	۵۹۰	″	۱۰۹	کافرون	۶۰۱	″
۱۹	مریم	۳۰۴	۱۶	۴۲	حم شورے	۴۸۲	۲۵	۶۵	طلاق	۵۵۷	″	۸۷	اعلیٰ	″	″	۱۱۰	نصر	″	″
۲۰	طٰہٰ	۳۱۱	۱۶	۴۳	زخرف	۴۸۸	″	۶۶	تحریم	۵۵۹	″	۸۸	غاشیہ	۵۹۱	″	۱۱۱	لہب	″	″
۲۱	انبیاء	۳۲۱	۱۷	۴۴	دخان	۴۹۵	″	۶۷	ملک	۵۶۱	۲۹	۸۹	فجر	۵۹۲	″	۱۱۲	اخلاص	۶۰۲	″
۲۲	حج	۳۳۰	۱۷	۴۵	جاثیہ	۴۹۷	″	۶۸	نون	۵۶۳	″	۹۰	بلد	۵۹۳	″	۱۱۳	فلق	″	″
۲۳	مومنون	۳۴۱	۱۸	۴۶	احقاف	۵۰۱	۲۶		تمت			۹۱	شمس	۵۹۴	″	۱۱۴	الناس	″	″